

# ۱۲ بارہ امام

علیؑ

حسنؑ

حسینؑ

زین العابدینؑ

محمد باقرؑ

میرزا یحییٰؑ

میرزا محمد تقیؑ

علی شہرستانیؑ

محمد تقیؑ

علی نقیؑ

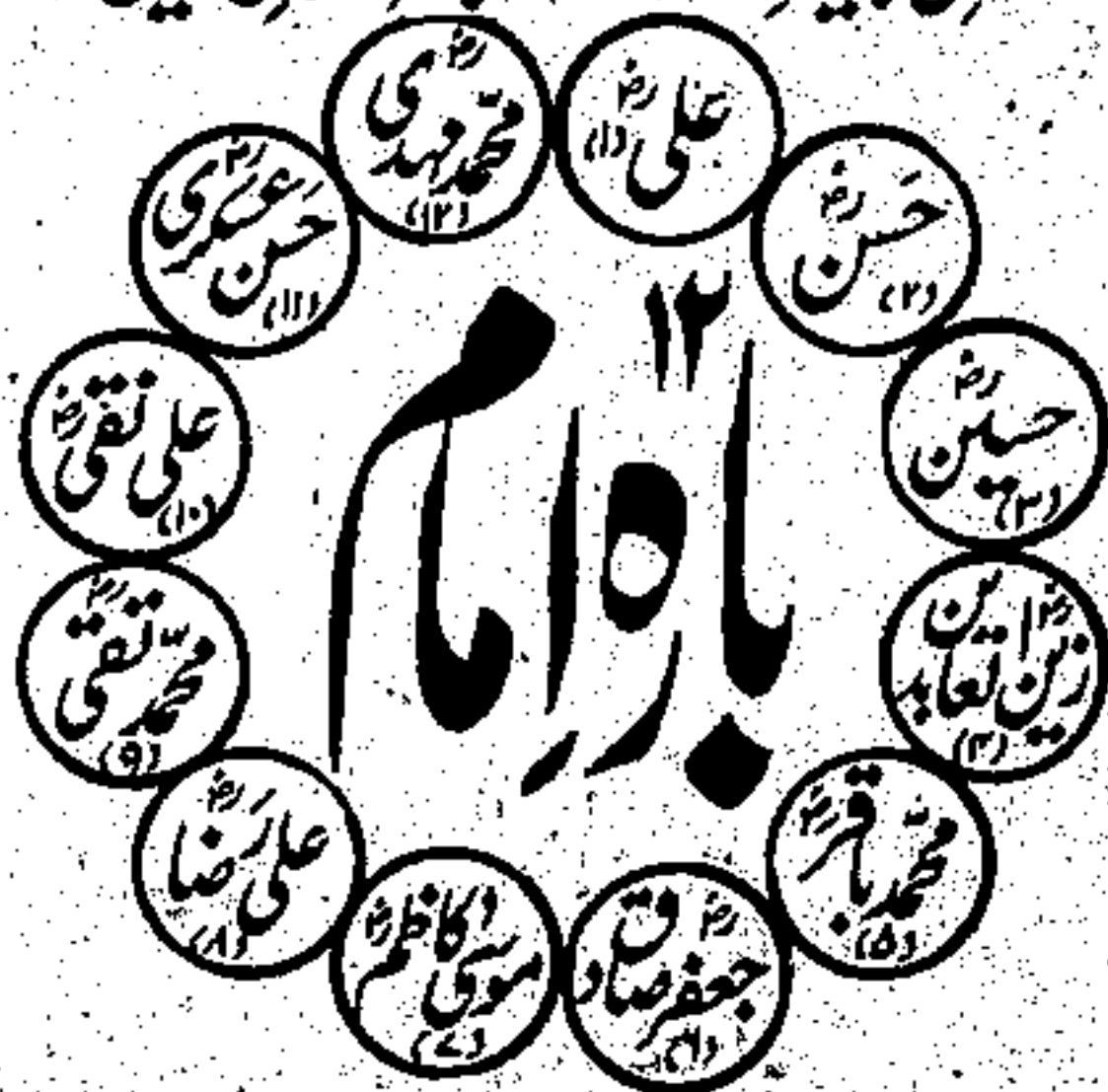
حسن عسکریؑ

محمد مهدیؑ

مصنف  
حضرت عبدالرحمن عابدی

مترجم  
ابو اسد محمد شرفی





حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

**مَدُون**

ابوالطیب محمد شریف نقشبندی (میر وال)



ناشر

سید محمد علی اکبر



# فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حضرت علی امیر تضحیٰ	۱۳	۱۱	قبل از وقت شہادت کی	۲۳
۲	کنیت اور خطاب	۱۳	۱۲	خبر دینا۔	۲۴
۳	ابو تراب کی وجہ تسمیہ	۱۳	۱۳	حضرت حیدر کرار کا علم غیب	۲۴
۴	سیر عارفان ہونا	۱۳	۱۴	حضرت کبیل بن زبیر کی شہادت	۲۴
۵	شاہِ روم کے سوالات کا	۱۴	۱۵	کی خبر دینا۔	۲۸
۶	جواب دینا۔	۱۸	۱۶	حضرت قنبر کی شہادت کی	۲۹
۷	پاؤں خون آلود ہونا	۱۸	۱۷	خبر دینا۔	۳۰
۸	ایک رکاب سے دوسری	۱۸	۱۸	حضرت امام حسین کی شہادت	۳۱
۹	رکاب تک قرآن ختم کرنا	۱۹	۱۹	کی خبر دینا۔	۳۱
۱۰	پاکیزہ اولاد کی بشارت	۲۲	۲۰	مقام شہادت کی خبر دینا۔	۳۲
	سیر قلبی کا منکشف کرنا		۲۱	لشکر کی پیشگوئی فرمانا	
	عصا کی برکت سے پانی		۲۲	چشمہ آب کی روانی	
	میں کمی آجانا۔		۲۳	راہب بطور ملازم	





نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰	واوی صحرا سے پانی کی دستیابی	۳۷	۳۳	ہارون الرشید کا قبر سے	۵۲
۲۱	حضرت علی کے لیے سورج	۴۱	۳۴	مشرق ہونا	۵۳
	کا واپس آنا		۳۵	درد کا رفع ہو جانا	۵۴
۲۲	دوبارہ سورج کا واپس	۴۲	۳۶	حضرت علی کی مخالفت کا	۵۵
	لوٹ آنا		۳۷	ثمرہ	۵۶
۲۳	جھوٹی قسم کھانے پر اندھا ہو جانا	۴۳	۳۸	دوران خطبہ انکشاف فرمانا	۵۷
۲۴	مرض برص میں مبتلا ہونا	۴۴	۳۹	دشمن علی کا انجام	۵۸
۲۵	دیوانہ بن جانا	۴۵	۴۰	چہرہ کا سیاہ ہو جانا	۵۹
۲۶	دین کی سربلندی کے لیے	۴۶	۴۱	دشمنان علی کے لیے دعا	۶۰
	کوشش کرنا		۴۲	کرنا کیسا ہے؟	۶۱
۲۷	اہل کوفہ کے حق میں بددعا کرنا	۴۷	۴۳	منبر سے گرا اور موت کے مزید	۶۲
۲۸	حضرت حیدر کراہ کی علی فرات	۴۸	۴۴	حضور حسن المجتبیٰ	۶۳
۲۹	بدبخت ابن ملجم کا انکشاف	۴۹	۴۵	کفایت اور لقب	۶۴
	فرمانا		۴۶	حضرت امام حسن حضرت ابو بکر	۶۵
۳۰	خواب میں سرکارِ مدینہ کی زیارت	۵۰	۴۷	صدیق کے کندھوں پر	۶۶
۳۱	حضرت علی کی شہادت پر	۵۱	۴۸	میرا فرزند سید ہے	۶۷
	نداء الہیہ		۴۹	حضرت امام حسن کا خطبہ	۶۸
۳۲	مدفن کی جگہ کا پتہ دینا	۵۲	۵۰	ناممکن کام	۶۹





نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۷	بجلی کی چمک سے راستہ کا	۶۴	۴۳	سونا کا جسم ہو جانا	۷۵
	حصول۔		۶۴	تلخ ذائقہ والا گوشت	۷۵
۴۸	نور مولود بچہ عطا ہونا	۶۴	۶۵	جنات کا نوحہ خوانی کرنا	۷۶
۴۹	زہر کن نے دیا	۶۵	۶۶	امام پاک کے قاتلوں پر	۷۶
۵۰	حضرت حسین	۶۷		نعت ہو۔	
۵۱	کنیت اور لقب	۶۷	۶۷	سیرانور سے آواز آنا	۷۸
۵۲	ولادت باسعادت	۶۷	۶۸	پتھر سے تازہ خون نکلنا	۷۹
۵۳	لفظ حسین کی وجہ تسمیہ	۶۸	۶۹	آسمان سے خون کا برسنا	۷۹
۵۴	جبریل کا فرمان	۶۹	۷۰	حضرت علی بن حسین	۸۰
۵۵	مبارک خوشخبری	۶۹	۷۱	کنیت اور لقب	۸۰
۵۶	غم حسین کی کیفیت	۷۰	۷۲	ولادت باسعادت	۸۰
۵۷	پیشانی پر بوسہ دینا	۷۱	۷۳	گلے میں طوق اور پائوں میں زنجیر	۸۱
۵۸	سقام کر بلا کا مشاہدہ فرمانا	۷۱	۷۴	دبیرہ حیفی	۸۲
۵۹	حضرت جبریل کا شہادت		۷۵	دصال مبارک	۸۳
	کی خبر دینا۔		۷۶	زمین العابدین کی وجہ تسمیہ	۸۳
۶۰	سر کا ہریشہ پیش کرنا	۷۲	۷۷	حالت وضو میں سیکھی طاری ہونا	۸۴
۶۱	قتل حسین کا بدلہ	۷۳	۷۸	دنیا کی آگ سے نہ ڈر	۸۴
۶۲	امام پاک کے قاتلوں کا انجام	۷۴	۷۹	سختی خضر کار از کی بابتیں کرنا	۸۵





نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۰	چڑیوں کا تسبیح پڑھنا	۸۷	۹۲	کنیت اور لقب	۹۸
۸۱	زاہد دنیا کون؟	۸۸	۹۳	لفظ "باقر" کی وجہ تسمیہ	۹۸
۸۲	ہرن کا آپ کے ساتھ	۸۸	۹۴	والدہ محترمہ کا اسم گرامی	۹۸
	کھانا کھانا۔		۹۵	ولادت یا سعادت	۹۹
۸۳	اونٹنی کی کاہلی دور فرمانا	۹۰	۹۶	وصال شریف	۹۹
۸۴	ہرنی کا بارگاہ امام میں	۹۰	۹۷	دیگر روایات	۱۰۰
	فریاد کرنا۔		۹۸	حضرت امام باقر کا غیب	۱۰۱
۸۵	آخری وقت سے مطلع	۹۱	۹۹	کی خبر دینا۔	۱۰۱
	فرمانا۔		۱۰۰	سرکونیزے پر لٹکانا	۱۰۱
۸۶	حضرت زین العابدین	۹۲	۱۰۱	عمر کم ہونا	۱۰۲
	کے فراق میں اونٹنی کی موت		۱۰۲	سوال سے پہلے جواب	۱۰۳
۸۷	حجر اسود کا فیصلہ کرنا	۹۲	۱۰۳	جنات کی امام پاک کی	۱۰۳
۸۸	امام پاک کا دو افراد	۹۲	۱۰۴	بارگاہ میں حاضری۔	۱۰۴
	کو نجات دلوانا۔		۱۰۵	عمر پانچ سال باقی رہنا	۱۰۵
۸۹	ملک کو سلامتی بخشنا	۹۵	۱۰۶	بھڑیے کا امام پاک	۱۰۶
۹۰	امام پاک کا عزیز کے	۹۵	۱۰۷	سے گفتگو کرنا	۱۰۷
	حق میں بددعا کرنا۔		۱۰۸	غیب سے معلوم کر لینا	۱۰۸
۹۱	حضرت محمد بن علی	۹۸	۱۰۹	اعیان سے نجات دلانا	۱۰۹





نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۷	غائبانہ طور پر سلام کرنا	۱۰۷	۱۱۹	حضرت جعفر	۱۲۴
۱۰۸	اشتر پر بندے کے حقوق	۱۰۹	۱۲۰	والدہ کی طرف سے نسیانہ	۱۲۴
۱۰۹	حجابت کا اٹھ جانا	۱۰۹	۱۲۱	ولادت باسعادت	۱۲۵
۱۱۰	بالوں کا سیاہ ہو جانا	۱۱۰	۱۲۲	وصال مبارک	۱۲۵
۱۱۱	دوائقی کو حاکمیت کی	۱۱۱	۱۲۳	قبور مبارکہ	۱۲۵
	بشارت دینا۔		۱۲۴	خلیفہ منصور کا امام جعفر کو	
۱۱۲	آنکھوں کی بینائی عطا کرنا	۱۱۳		دربار میں بلوانا۔	۱۲۸
۱۱۳	حضرت امام باقر کی		۱۲۵	مشکلات کا حل	۱۳۱
	فہم و فراست۔	۱۱۵	۱۲۶	دربار کا اندھا ہو جانا	۱۳۲
۱۱۴	ایک نصرانی کا قبول اسلام	۱۱۶	۱۲۷	خلیفہ منصور کا امام جعفر	
۱۱۵	حضرت امام باقر اور عطاء			صادق کو بلوانا۔	۱۳۳
	ربانی۔	۱۱۸	۱۲۸	ابن رسول اللہ کی سخاوت	۱۳۵
۱۱۶	نبی کی مناجات سے		۱۲۹	داؤد کا قتل ہو جانا	۱۳۷
	بے خود ہونا۔	۱۱۹	۱۳۰	امام جعفر صادق کی علمی فراست	۱۳۸
۱۱۷	لونڈی کی عزت کی		۱۳۱	قید سے نجات دلوانا	۱۳۹
	حفاظت فرماتا۔	۱۱۹	۱۳۲	گم شدہ چادر کا مل جانا	۱۴۰
۱۱۸	سیرت میں قتل و غارت		۱۳۳	مردہ گائے کو زندہ کرنا	۱۴۱
	کا بازار گرم ہونا۔	۱۲۲	۱۳۴	کھجور کے درخت کا جھک جانا	۱۴۲



نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۵	پرندوں کو زندہ کرنا	۱۴۴	۱۵۳	لفظ رضا کی وجہ تسمیہ	۱۶۴
۱۳۶	بہشت میں سرائے خریدنا	۱۴۶	۱۵۴	لقب "رضا" کی اہمیت	۱۶۵
۱۳۷	پچاس حج کے لیے دعا کرنا	۱۴۷		و افادیت	۱۶۵
۱۳۸	عباس کلبی کو شیر کا پھاڑنا	۱۴۷	۱۵۵	ولادت باسعادت	۱۶۵
۱۳۹	حضرت موسیٰ	۱۴۹	۱۵۶	وصال مبارک	۱۶۵
۱۴۰	لقب اور اس کی اہمیت	۱۴۹	۱۵۷	مرقد مبارک	۱۶۶
۱۴۱	والدہ محترمہ کا نام	۱۴۹	۱۵۸	والدہ ماجدہ کا اسم گرامی	۱۶۶
۱۴۲	ولادت باسعادت	۱۴۹	۱۵۹	بحان اللہ کی آوازیں سنائی دینا	۱۶۶
۱۴۳	وصال مبارک	۱۵۱			۱۶۶
۱۴۴	قبر مبارک	۱۵۱	۱۶۰	ولادت کا منظر	۱۶۷
۱۴۵	کھجوروں میں زہر ملا یا جاننا	۱۵۱	۱۶۱	حسد کے سر پر خاک	۱۶۹
۱۴۶	کنال کی کوئی حد نہیں	۱۵۲	۱۶۲	ایک کرتہ اور تولیہ عطا ہونا	۱۷۰
۱۴۷	حضرت موسیٰ کاظم کی حکمت عملی	۱۵۵	۱۶۳	غیب کے سوالات کے جوابات کا حصول	۱۷۷
۱۴۸	مکان گرنے کی خبر دینا	۱۵۸	۱۶۴	سترہ کھجوروں کا حصول	۱۷۹
۱۴۹	پانی میں گرا ہوا انگلیں کی دیتیابی	۱۵۹	۱۶۵	ریان بن صلیت کی خواہش	۱۸۰
۱۵۰	زادراہ میں برکت کا حصول	۱۶۲		کا پورا ہونا	۱۸۰
۱۵۱	حضرت علی بن موسیٰ	۱۶۴	۱۶۶	خواب میں نذر شفا جاننا	۱۸۱
۱۵۲	کفایت اور لقب	۱۶۴			



نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۷	ایک شخص موت کے منہ میں	۱۸۲	۱۸۱	مامون الرشید سے تعلق	۱۹۷
۱۶۸	عربی زبان کا عطا کرنا	۱۸۲	۱۸۲	جواد اور مامون کا مکالمہ	۱۹۸
۱۶۹	دل کی بات کا جواب تحریر میں دینا۔	۱۸۳	۱۸۳	اقوالِ زریں	۲۰۰
۱۷۰	چڑیا کی بات سن کر سانپ کو ہلاک کروانا۔	۱۸۳	۱۸۴	بغیر گٹھلی کے پھل گنا	۲۰۱
۱۷۱	حاملہ بچوں کے نام تجویز کرنا۔	۱۸۴	۱۸۵	جیل سے غائب ہو جانا	۲۰۲
۱۷۲	دوبارہ مدینہ نہیں آؤں گا	۱۸۵	۱۸۶	موت کی خبر دینا	۲۰۵
۱۷۳	منصب خلافت سے انکاری۔	۱۸۶	۱۸۷	کفن کے لیے کپڑا طلب کرنا	۲۰۵
۱۷۴	قبر کی مٹی سوگھ کر راز کا مشکف کرنا۔	۱۸۷	۱۸۸	فرمان نہ ماننے پر ہلاک ہو جانا	۲۰۵
۱۷۵	حضرت محمد بن علی	۱۸۷	۱۸۹	حضرت علی بن محمد	۲۰۷
۱۷۶	نام، کیفیت اور لقب	۱۸۷	۱۹۰	نام، کیفیت اور لقب	۲۰۷
۱۷۷	والدہ کا نام	۱۸۷	۱۹۱	والدہ محترمہ کا نام	۲۰۷
۱۷۸	ولادت باسعادت	۱۸۷	۱۹۲	ولادت باسعادت	۲۰۸
۱۷۹	وصال مبارک	۱۸۷	۱۹۳	وصال مبارک	۲۰۸
۱۸۰	قبر مبارک	۱۸۷	۱۹۴	قبر انور اور شہد کی جگہ	۲۰۸
			۱۹۵	تیس ہزار درہم کا حصول	۲۰۸
			۱۹۶	غلیفہ متوکل کا بیماری سے نجات حاصل کرنا۔	۲۱۱
			۱۹۷	عجب ہے شان قلندر ی تیری	۲۱۲





نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۸	نام محمد رکھنے کی وصیت کرنا۔	۲۱۵	۲۱۱	نجر کا سرکشی سے باز آنا	۲۲۲
۱۹۹	لڑکی بہتر ہے لڑکے سے	۲۱۵	۲۱۲	زمین سے سونا کا حصول	۲۲۲
۲۰۰	پرندوں کا احترام کرنا	۲۱۵	۲۱۳	قید سے رہائی دلوانا	۲۲۵
۲۰۱	تصویر کا شیر بن جانا	۲۱۶	۲۱۴	دل کا حال تحریر کرنا	۲۲۵
۲۰۲	مذاق کی سزا موت	۲۱۷	۲۱۵	احسن بن علی کا نقش ہونا	۲۲۶
۲۰۳	والدہ کا مکان سے گر کر جان بحق ہو جانا۔	۲۱۸	۲۱۶	محکم کے حالات سے آگاہی	۲۲۷
۲۰۴	حضرت حسین بن علی	۲۱۹	۲۱۷	حضرت محمد بن حسین	۲۲۸
۲۰۵	نام، کنیت اور لقب	۲۱۹	۲۱۸	نام مبارک	۲۲۸
۲۰۶	والدہ محترمہ کا اسم گرامی	۲۱۹	۲۱۹	کنیت اور لقب	۲۲۸
۲۰۷	زوجہ محترمہ کا نام	۲۲۰	۲۲۰	والدہ محترمہ کا نام	۲۲۹
۲۰۸	ولادت باسعادت	۲۲۰	۲۲۱	ولادت باسعادت	۲۲۹
۲۰۹	وصال مبارک	۲۲۰	۲۲۲	بوقت حمل کے مناظر	۲۲۹
۲۱۰	روزی میں کشاوگی کرنا	۲۲۰	۲۲۳	صاحب امر کوں ہو گا؟	۲۳۳
			۲۲۴	راز کی بات راز میں رکھنا	۲۳۴
			۲۲۵	ایک نرستہ کی حقیقت	۲۳۶



## بصد عجز و نیاز

رہبر شریعت و طریقت - معدن معرفت -  
ستارح لاموت - عالی قدر - والامرتبت -  
سیدی و مرشدی سیدنا سید غلام رسول  
شاہ خاکی مدظلہ العالی کی  
خدمت اقدس میں نذر پر خلوص

گر قبول افتد ذہے عز و شرف

زرہ بے مقدار  
محمد شریف نقشبندی



# منقبت

کس قدر اونچا ہوا عز و علایئے اہلبیت  
ہے کلام اللہ میں خود ان کی پاکی کا بیان  
خالق عالم تمہادی جب صفت ظاہر کرے  
پاک فرمایا تمہیں حق نے بُرے لغلاق سے  
صوفیا فرماتے ہیں ہر عصر ہر اک قرن میں  
اللہ اللہ نادر و زرخ ان پہ فرمادی حرام  
کیا ظہارت ہے کہ صدقہ ہو گیا تم پہ حرام  
شہ نے فرمایا مری امت کے بس نہ ہر ہیں دو  
ہر دو عاموقوف ہے جہتک ہو تم پر درود  
شہ نے فرمایا کہ حق نے دی خلاصی تارے  
خود کہا جعفر نے جمل اللہ کی تفسیر میں

جبکہ وارو ہے حدیثوں میں ثنائے اہلبیت  
آیہ تطہیر نازل ہے برائے اہلبیت  
پھر نہ ہو کیوں ہر زبان مدح کے اہلبیت  
ہو پسند حق نہ پھر کیوں ہر ادائے اہلبیت  
قطب ہوتا ہے میان اولیائے اہلبیت  
کس قدر اعز و اذکر تا ہے خدا اہلبیت  
تا کہ وصیہ میل کا تم پر نہ آئے اہلبیت  
ایک تو قرآن دیگر اتفاق اہلبیت  
شاہ نے ظاہر کیا یہ اعتلائے اہلبیت  
فاطمہ کو اور جن میں ہے ولایئے اہلبیت  
کوئی جمل اللہ نہیں ہے ماسوائے اہلبیت  
ان میں اجماع خون ہے اللہ کے محبوب کا  
ہے ولایئے مصطفیٰ پھر تو ولایئے اہلبیت



(۱)

# حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کنیت اور خطاب

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ اماموں میں سے امام اول ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور آپ کا خطاب ابو تراب ہے۔ آپ کو ابو تراب سب سے زیادہ پسند تھا۔ جب آپ کو اس نام سے خطاب کیا جاتا تو آپ بہت خوش ہوتے۔

لفظ ابو تراب کی وجہ تسمیہ

ایک روز کافور ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف فرما ہوئے تو حضرت جید رکڑار کو گھر موجود نہ پایا آپ نے اسی صاحبزادی سے پوچھا کہ میرا چچا ابو بعلالی کہاں ہے؟ صاحبزادی نے جواباً عرض کیا اباجان! ہمارے مابین کوئی ایسی بات وقوع پذیر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے





وہ ناراض ہو کر باہر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد آرام بھی نہیں کیا۔ حضور نبی غیب وان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی سے فرمایا کہ دیکھو حیدر کدڑا کہاں ہیں۔ اُس شخص نے آکر کہا، یا رسول اللہ! حیدر کدڑا مسجد میں نیند سے آرام فرما رہے ہیں۔ حضور نبی غیب وان علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں پہنچے تو آپ کو اس حال میں نیند سے آرام کرتے ہوئے پایا کہ آپ کی چادر کندھے سے سر کی ہوئی تھی اور آپ کے کندھے مٹی سے لت پت تھے۔ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے ہاتھ مبارک سے حیدر کدڑا کے کندھے سے خاک ہٹائی اور فرمایا اے ابو تراب اُٹھیے! اے ابو تراب اُٹھیے! آپ کے فضائل بکثرت ہیں جتنے کہ قلم و زبان ادا کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-  
”ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے مانوس حضرت  
شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی کے فضائل و شمائل نہیں ملے۔“

### آپ کا ستر عارفان ہونا

امام العارفین حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر حیدر کدڑا کو اپنے مخالفین کے ساتھ مقابلوں سے فرصت ملتی تو ہمارے لیے علمی اور روحانی معلومات کا وہ ذخیرہ چھوڑتے جسے قلوب برداشت کرنے سے عاجز آجاتے۔  
شرح تعرف میں ہے کہ آپ اہل معرفت کا راز ہیں۔ آپ کے حقائق آمیز کلمات کسی دیگر سے بیان نہیں ہوئے اور آپ کے بعد بھی کوئی بیان نہیں کر سکے گا حتیٰ





ایک روز آپ مہر پر تشریف لائے :-

”سلوئی عمادون العرش فان ما بین الحوائج علماء بما  
هذا العابد رسول الله صلى الله عليه وسلم نراقا  
فوالذی نفسی بیده لو اذن للتوریت والا بنجیل  
ان یتکلم ما لرضعت رضاده فاجرات بما فیها فصدقا  
لذی علی ذلک“

عرش کے ستونوں کا فہم سے سوال کر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یہ علم مجھ کو رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے ملا ہے جو میں نے تقوٰیٰ تقوٰیٰ چکھا قسم ہے اُس  
ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے تورات اور انجیل کے متعلق بات  
کرنے کی اجازت ہو تو میں اس کے راز فاش کر دوں اور جو کچھ اس میں ہے ظاہر  
کر دوں تو تم سب اس کی وجہ سے تصدیق کر دو گے۔

اس یزم ایک آدمی جو دغلب یعنی کے نام سے معروف تھا موجود تھا۔ آپ نے  
فرمایا :-

”یہ آدمی بہت بڑے بڑے دعوے کرتا تھا مجھے اس کے دعوے  
کبھی بھی اچھے نہ لگے۔“

پھر وہ شخص اسی یزم میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں ایک سوال دریافت  
کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت حیدر کر دار نے فرمایا :-

”اے شخص تم صرف فقہ کے متعلق سوال کرنا۔ امتحان لینے کی غرض سے



سوال نہ کرنا۔

دعلب نے کہا:۔

”اے حیدر کرار! اب آپ نے مجھے اس معاملہ میں پابند کر لیا ہے  
اس لیے آپ بتائیں کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔“  
حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:  
”یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے رب کی پوجا کروں اور اسے دیکھ نہ  
سکوں۔“

دعلب نے کہا:۔

”اے حیدر کرار! آپ نے اے کیسا پایا؟“  
حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
”نظر کے مشاہدے سے تم اسے نہیں دیکھ سکتے بلکہ دل کی  
روشنی سے دیکھ سکتے ہو۔ وہ ایک ہے کوئی اس کا ثانی  
نہیں وہ بے نظیر اور اس کی مثل محال ہے۔ وہ کوئی مکان  
نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ کسی زمانے کا پابند ہے۔ اسے  
عواس سے پہچاننا محال ہے اور نہ ہی اسے دیگر الش پر  
قیاس کیا جاسکتا ہے۔“

دعلب یہ باتیں سن کر چیخنے لگا اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے  
لگا:۔  
”اب میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ کسی سے استعان



کے طور پر سوال نہ کروں گا۔

## شاہ روم کے سوالات کا جواب دینا

امام متغفری رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوت میں مرقوم کیا کہ شہنشاہ روم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں چند مشکل سوالات بھیجے جنہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پڑھا اور لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب حیدر کرار نے انہیں پڑھا تو قلم و دات لے کر ان کا جواب لکھا۔ اور پھر کاغذ لپیٹ کر قیصر کے سفیر کے سپرد کر دیا۔ سفیر قیصر نے پوچھا کہ یہ جواب کس نے لکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ رسول خدا علیہ التیمۃ والثناء کے چچا زاد بھائی ہیں اور آپ کے داماد اور دوست بھی ہیں۔ یہ مکہ معظمہ میں تولد ہوئے ہیں۔ آپ واقعہ فیل سے سات سال بعد تولد ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت کعبۃ اللہ میں ہوئی۔ حضور علیہ السلام کی بعثت کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ علامہ ابن جوزی کتاب صفۃ الصفوة میں مرقوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر کے متعلق چار اقوال ہیں۔ بعض نے آپ کی عمر تریسٹھ سال، پینسٹھ سال، ستادس سال، اٹھادس سال بتائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



## پاؤں خون آلود ہونا

ایک روزہ کا ذکر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوگ شیر التعداد میں حاضر ہوئے۔ لوگوں کے اس عجم میں آپ کے پاؤں خون سے لت پت ہو گئے۔ آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی، اے اللہ العالمین! مجھے یہ لوگ پسند نہیں اور نہ ہی یہ لوگ مجھے پسند کرتے ہیں۔ مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے نجات عطا فرما۔ چنانچہ اسی رات صبح کے وقت آپ کو مجروح کیا گیا۔

## ایک رکاب سے دوسری رکاب تک قرآن ختم کرنا

مستند روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ جب حضرت حیدر کرار سوار کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو قرآن کی تلاوت شروع فرماتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو قرآن ختم کر لیتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ گھوڑے پر اچھی طرح بیٹھنے سے قبل ہی قرآن ختم کر لیتے تھے۔

## پاکیزہ اولاد کی بشارت

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک شب حضرت حیدر کو ار نے میرے ساتھ ہم بستی کی تو مجھے آپ سے بہت خوف پیدا ہوا کیونکہ میں نے زمین کو آپ سے



کلام کرتے ہوئے سنا۔ پھر صبح سویرے میں نے یہ تمام واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا۔ نبی غیب وان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لمبا سجدہ کیا اور پھر سجدہ سے اٹھا کر فرمایا۔

”اے فاطمہ! تجھے پاکیزہ اولاد کی بشارت ہو جنہیں اللہ تعالیٰ جل مجدہ اکرم نے تمام مخلوق پر فیصلت دی ہے اور زمین کا امرا الہی ہوا ہے کہ وہ آپ کو ایسے تمام واقعات سے خبردار کرے جو مشرق و مغرب تک اس پر وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔“

### سیر قلبی کا منکشف کرنا

جب حیدر کرار کو فخر شریف لائے تو آپ کے ارد گرد لوگوں کا اجتماع ہو گیا۔ ایک دن حضرت حیدر کرار نے صبح کی نماز ادا فرمائی پھر ایک آدمی سے فرمایا کہ فلاں قصبہ میں جاؤ وہاں ایک مسجد ہے جس کے پہلو میں ایک مکان وقوع پذیر ہے اس میں ایک عورت اور مرد آپس میں لڑائی کر رہے ہیں انہیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ شخص وہاں گیا اور ان دونوں کو ساتھ لے آیا۔ حضرت حیدر کرار نے فرمایا آج تمہارا جگڑا لبا ہو گیا ہے۔ نوجوان نے جواباً عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں نے اس عورت سے عقد کیا لیکن جب میں اس کے قریب آیا تو مجھے اس سے سخت نفرت ہو گئی۔ اگر میرا بس چلتا ہوتا تو میں اسے فوراً نہخت



کر دیتا۔ اس نے میرے ساتھ جگڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ کا پیغام  
پہنچ گیا۔ حضرت حیدر کرار نے اہل بزم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:  
”یہ آدمی بہت سی گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتا  
کہ اس کی گفتگو کوئی دوسرا بھی سُنے۔“

آپ کی یہ بات سن کر اہل مجلس وہاں سے رخصت ہو گئے اور صرف  
وہ دونوں ہی باقی رہ گئے۔

حضرت حیدر کرار نے اس عورت کی طرف خیال کرتے ہوئے  
دریافت کیا:

”اے عورت! تو اس نوجوان کو جانتی ہو۔“

عورت نے جواب دیا:

”میں اسے نہیں جانتی۔“

حضرت حیدر کرار نے فرمایا:

”میں تمہیں بتاؤں تاکہ تو اسے جان لے لیکن شرط یہ ہے  
کہ انکار نہ کرنا۔“

عورت نے کہا:

”جناب! میں آپ کی بات کا بلا حیل و حجت انکار نہ کروں  
گی۔“

حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تم فلاں بنت فلاں نہیں ہو؟“





عورت نے کہا:

”اے جناب میں وہی ہوں۔“

حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
”تمہارا ایک چچا زار بھائی تمہا جس کی تو طالب تھی۔“

عورت نے کہا:

”یہ بالکل حقیقت ہے جناب۔“

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اے عورت ایک رات تو کسی کام سے گھر سے باہر آئی  
تو اس نے تجھے پکڑ کر تجھ سے مباشرت کی جس کا وجہ سے  
تو حاملہ ہو گئی۔ یہ ماجرا تو نے اپنی والدہ سے بھی بیان کیا  
تو اس بات کو چھپا کر رکھا۔ جب وضع حمل کا وقت ہوا  
تو رات کا وقت تھا تیری والدہ تجھے گھر سے باہر لے  
گئی تو تیرے شکم سے بچہ تولد ہوا تو تو نے اُسے ایک  
کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے پھینک دیا جہاں  
سے آدمی آتے جاتے تھے وہاں ایک کتا گزرا اُس  
نے بچہ کو سونگھا تو نے اس کتے پر پتھر دے مارا جو بچہ  
کے سر پر لگا جس سے بچہ کا سر زخمی ہو گیا۔ تیری والدہ  
نے بچہ کے کچھ کپڑے اٹھا کر بچہ کے سر پر باندھ دیا پھر  
اتنے دنوں نے واپسی کا سفر کیا اور پھر تمہیں اس کا علم نہ ہوا۔“



کہ کیا ہوا۔

عورت نے امیر المومنین کی تمام بات سن کر جواب دیا۔  
”ہاں جناب! ایسا ہی ہوا تھا لیکن حیرت یہ ہے کہ  
اس بات کا علم مجھے اور میری والدہ کے سوا کسی کو نہ تھا۔“  
حضرت حیدر کرار نے فرمایا۔

”پھر جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ والے اسے اٹھا کر لے  
گئے اور اس کی تربیت کی کہ وہ جوان ہو گیا اور ان کے  
ساتھ کوفہ میں آیا اور اب تیرے ساتھ عقد کر لیا۔“  
پھر حضرت حیدر کرار نے اُس لڑکے سے فرمایا:  
”اے زہدان بچے! اپنا سر رہنہ کر۔ اُس نے سر خشکا کیا  
تو سر پر اس زخم کا نشان موجود تھا۔“

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔  
”یہ تمہارا بچہ ہے جو تیرے شکم سے تو لڈیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ  
نے اسے حرام سے بچا لیا۔ اب تو جا اور اسے اپنے گھر  
لے جا۔“

عصا کی برکت سے پانی میں کمی آ جانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اہل کوفہ اکٹھے ہو کر بارگاہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں  
عرض پر راز ہوئے کہ اسے امیر المومنین اس سال فرات میں سیلاب کی وجہ سے



کھیت خراب ہو گئے ہیں۔ اگر آپ بارگاہ الہی میں دعا کریں کہ دریا میں سیلاب  
کے پانی میں کمی آجائے۔ یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ویاں  
سے اٹھ کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ لوگ آپ کے مکان کے دروازہ  
پر منتظر کھڑے تھے۔ اچانک آپ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسليم  
کا جبہ مبارک پہنے۔ سر پر عمامہ باندھے اور عصا مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے  
باہر تشریف لائے اور ایک گھوڑا منگو کر اس پر سوار ہوئے۔ کثیر القداہ  
لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ جب دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو آپ  
گھوڑے سے اترے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر اٹھے اور عدد مبارک  
ہاتھ میں لے کر فرات کے پُل پر تشریف لے آئے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ  
دونوں شہزادے بھی تھے۔ آپ نے عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا  
تو پانی اپنی سطح سے ایک فٹ کم ہو گیا۔

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”کیا اتنا پانی کافی ہے۔“

لوگوں نے کہا:

”نہیں حضور! اب بھی زیادہ ہے۔“

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عصا مبارک سے

پانی کی جانب اشارہ کیا تو پانی اپنی سطح سے ایک فٹ اور کم ہو گیا۔ جب

پانی اپنی سطح سے تین فٹ کم ہو گیا تو لوگوں نے عرض کیا: حضور! اب پانی

کافی ہے۔



## قبل از وقت شہادت کی خبر دینا

ایک شخص جس کا نام جندب بن عبد اللہ زوی تھا نے بیان کیا کہ میں جنگ جمل اور جنگ نہضین میں حضرت حیدر کرار کے ہمراہ تھا مجھے اس بات پر ذرہ برابر بھی شبہ نہ تھا کہ آپ حق پر ہیں لیکن جب ہم نہروان میں ٹھہرے تو میرے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا کہ ہمارے مخالف تمام کے تمام قاری اور صالح لوگ ہیں ان کا قتل کرنا تو بہت بڑا کام ہے۔ دوسری صبح میں لشکر سے باہر آیا تو میرے ہاتھ میں ایک لوطا تھا۔ میں نے اپنے نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا اور اس سے ٹیک لگا کر اس کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اچانک حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے آئے اور دریافت کیا رکھو پانی ہے۔ میں نے پانی سے بھرا ہوا لوطا آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ لوطا لے کر اتنی دور چلے گئے کہ میری آنکھیں دیکھ نہ سکیں۔ پھر تشریف لائے تو وہ فرما کر آسمان کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں ایک گھوڑا عوار نمودار ہوا اور مجھ سے آپ کے بارے میں دریافت کرنے لگا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المومنین! یہ سوار آپ کی تلاش میں ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے بلا لاؤ۔ میں نے اسے بلایا۔ سوار نے عرض کیا اے امیر المومنین دشمن نے نہروان سے گزر کر پانی کاٹ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کسی مورخہ نہیں ہو سکتا کہ وہ وہاں سے گزر چکے ہوں۔ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک آدمی اور نمودار ہوا جس نے دشمنوں کے نہروان سے گزرنے کی خبر



دی حضرت جبر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:  
”بھدا وہ ابھی تک نہیں گزرے۔“

اُس شخص نے کہا:

”حضور! میں نے تو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔“

پانی کی دوسری طرف ان کے جھنڈے نصب ہیں۔“

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”قسم بھدا وہ ابھی تک نہیں گزرے۔ جب گزریں گے

تو ان کی شکست اور غوزیزی کا یہی مقام ہوگا۔“

اذان بعد آپ اُٹھے اور آپ کے ہمراہ میں بھی اُٹھ کھڑا ہو گیا۔ میں نے

اپنے دل میں کہا:

”الحمد للہ! اب میرے ہاتھ میں میزان آ گیا ہے جس

سے میں اس شخص کے حالات سے واقف ہو جاؤں گا۔“

اب معلوم ہو جائے گا کہ یہ کذاب ہے یا اللہ تعالیٰ

کی امداد اس کے شامل حال ہے۔ یہ شخص نبی کریم علی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ہر بات سے آگاہ فرما دیا ہے

میں نے اپنے دل میں حکم ارادہ کر لیا ہے کہ اسے

اللہ العالین! اگر دشمنوں کو نہروان سے گزرتا ہوا دیکھ

وں تو سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں گا جو اس شخص

سے جنگ کروں گا اور اگر دشمن نہروان سے گزرے



ہوں گے تو میں ان کے ساتھ میدان کارزار میں ثابت  
قدمی کا ثبوت دوں گا۔

پھر جب ہم مغلوں سے آگے بڑھے تو ان کے علم زمین میں نسب  
تھے۔ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر  
جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

”اے شخص! تجھ پر حقیقت عیاں ہو گئی ہے یا نہیں؟“  
اس شخص نے کہا:

”ہاں اے امیر المومنین!“  
پھر حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ نے فرمایا:  
”جاؤ اور اپنا کام کرو۔“

میں نے لڑائی کرتے کرتے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔ پھر دوسرا  
ہلاک کیا۔ پھر تیسرے کو شدید زخمی کر دیا اور اس نے مجھے زخمی کر دیا۔ پھر ہم  
دونوں زمین پر گر گئے۔ میرے رفیق مجھے پکڑ کر محفوظ جگہ میں لے گئے  
اور مجھے اس وقت تک ہوش نہ آیا جب تک کہ آپ کو جنگ سے فارغ ہمالی  
حاصل نہ ہوئی۔

پھر حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوارج کی جانب متوجہ  
ہو کر فرمایا:

”جب تک وہ اس مقام سے نہ گزریں گے کبھی بھی موت  
کے گھاٹ نہ اتریں گے اور وہ سب کے سب موت کے





گھاٹ اتر جائیں گے اور صرف دس آدمی بچیں گے اور میرے  
ساتھیوں میں سوائے دس آدمیوں کے کوئی بھی . . .  
جام شہادت نوش نہ کرے گا۔

پھر آپ خوارج کی جنگ میں مشغول ہو گئے اور اس طریق سے لڑے  
ان میں سے صرف نو آدمی باقی بچے اور آپ کے صرف نو آدمیوں نے جام  
شہادت نوش کیا۔

### حضرت حیدر کرار کا علم غیب

حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو وقت سے پہلے اطلاع  
دی کہ اُسے سولی پر چڑھایا جائے گا۔ آپ نے وہ درخت جس کے ساتھ اُسے  
سولی پر چڑھایا جاتا تھا وہ جگہ ہاں یہ واقعہ نمودار ہونا تھا سب کی اطلاع دی  
چنانچہ جیسا آپ کا فرمان تھا اسی طرح ہوا۔

### حضرت کبیل بن زیاد کی شہادت کی خبر دینا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت کبیل بن زیاد رضی اللہ عنہ کو حجاج بن یوسف نے  
بلوایا لیکن آپ نے حجاج کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور حجاج کے دیئے ہوئے  
تمام وظائف بھی واپس کر دیئے اور کہا کہ میں اپنی عمر کے آخری دن پورے کر  
رہا ہوں یہ بہتر نہیں کہ میں اپنی قوم کو کبھی ان وظائف سے محروم کر دوں۔ اس  
آپ حجاج کے ہاں پہلے گئے۔ حجاج نے آپ سے کہا کہ میں تجھ سے بیٹوں کا





گا۔ حضرت کیل رضی اللہ عنہ نے کہا:  
”میری عمر بہت کم رہ گئی ہے تو جو چاہے کر ہمارا محافظ  
اللہ تعالیٰ ہے لیکن یہ بات یاد رکھ میرے قتل کے بعد  
حساب لیا جائے گا اور مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دی ہے کہ تیرا قاتل حجاج ہوگا  
یہ سنتے ہی حجاج نے آپ کو شہید کر دیا۔“

### حضرت قبر کی شہادت کی خبر دینا

ایک دن کا ذکر ہے کہ حجاج بن یوسف نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی صحبت یافتہ سے ملاقات کر کے قرب حق حاصل  
کروں۔ حجاج کے ہم نواؤں نے حضرت قبر کا نام لیا کہ وہی ایک ایسا شخص  
ہے جس نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہ کر  
شرف علی حاصل کیا ہے۔ حجاج نے جناب قبر کو بلا کر پوچھا:

”کیا تم ہی قبر ہو۔“

قبر نے کہا:

”میں ہی قبر ہوں۔“

پھر حجاج نے کہا:

”کیا تو حضرت حیدر کرار کا غلام ہے؟“

قبر نے کہا:





”میں تو بندہ خدا ہوں اور حضرت حیدر کرار میرے آقا ہیں“

حجاج نے کہا:

”ان کے مذہب کو ترک کر دو۔“

جناب قبر نے کہا:

”ان کے مذہب سے اور کون سا مذہب بہتر ہے؟“

حجاج نے کہا:

”میں تمہیں موت کے گھاٹ اُتار دوں گا جس طرح تم مرنا قبول کرو

تسبب اختیار حاصل ہے۔“

جناب قبر نے کہا:

”میرے قتل کا ہر طرح سے تمہیں اختیار حاصل ہے آج

قتل کر دیا کل مجھے تو حضرت حیدر کرار نے پہلے ہی

اطلاع دے دی ہے کہ تمہیں ایک ظالم شہید کرے

گا۔“

یہ گفتگو سن کر حجاج نے جلاوے کہا اور جلاوے نے حجاج کے

حکم سے جناب قبر کو شہید کر دیا۔

حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت براہ بن عازب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے واقعہ کربلا سے پہلے فرما دیا تھا کہ میرے بیٹے کو شہید کر دو





کے سامنے شہید کیا جائے گا لیکن تم ان کی امداد نہ کر سکو گے۔ جب حضرت  
امام عالی مقام نے جام شہادت نوش فرمایا تو برادر بن عاذب رضی اللہ عنہ  
نے کہا کہ حضرت حیدر کرار نے سچ فرمایا تھا کہ حضرت امام حسین نے  
جام شہادت نوش فرمایا مگر میں ان کی مدد نہ کر سکا۔ انھیں الفاظ میں اظہارِ  
ندامت کیا کرتے تھے۔

### مقام شہادت کی خبر دینا اور جنت الفردوس میں داخل ہونا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرب و بلا  
کی زمین سے گزرے تو گریہ و زاری کرتے ہوئے اور ادھر ادھر دیکھتے  
ہوئے گزرے اور فرمایا:

”قسم بخدا! ان کی شہادت اور ان کے اوتھوں کی موت  
کی یہی جگہ ہے۔“

آپ کے ہمراہیوں نے دریافت کیا: حضور یہ کون سی جگہ بنے تو آپ  
نے فرمایا:

”یہ کربلا کا مقام ہے یہاں ایک ایسی جماعت کو شہادت  
نصیب ہوگی جو بلا حساب جنت میں داخل ہو جائے گی۔  
یہ ارشاد فرما کر وہاں سے چلے آئے اور کسی کو ان باتوں کا علم نہ ہوا  
یہاں تک کہ امام عالی مقام نے اسی جگہ جام شہادت نوش فرمایا۔“



## شکر کی بیش گوی فرمانا

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن کوفہ سے لشکر  
مانگا تو اہل کوفہ نے بغیر کسی شرط کے شکر بھیجا۔ اس سے پہلے کہ شکر آپ  
کے پاس آتا مگر آپ نے شکر آنے سے پہلے فرمایا کہ:  
"کوفہ سے بارہ ہزار ایک افراد آرہے ہیں۔"

آپ کے ایک رفیق نے جب آپ کی یہ بات سنی تو لشکر کے گزر نے  
کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اُس نے ایک تمام آدمیوں کی گنتی کی جتنے آپ نے  
فرمائے تھے اُتنے ہی نکلے۔

## چشمہ آب کی روانی

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جنگ صفین میں مشغول تھے  
تو آپ کے ہمراہیوں کو پانی کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی۔ لوگ ہر طرف  
دوڑے مگر پانی نہ ملا۔ آپ نے اپنی توجہ ایک کنوئیں سے ہٹائی، تو جنگل  
میں ایک میسائیوں کا عبادت خانہ نظر آیا۔ آپ نے اس عبادت خانہ میں  
رہنے والے سے پانی کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا یہاں دو فرسنگ دور  
پانی ل جائے گا۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمیں اجازت  
دیجئے تاکہ ہم موت سے پہلے پانی حاصل کر لیں۔ آپ نے فرمایا اس کی کیا حاجت  
ہے۔ پھر آپ نے اپنے حجر کو مغرب کی طرف دوڑایا اور ایک جانب اشارہ





سر کے فرمایا :

”یہاں سے زمین کھودو۔“

ابھی تھوڑی کمی زمین کھودی گئی تھی کہ نیچے سے ایک پتھر نمودار ہوا جسے  
بٹھانے کے لیے کوئی اوزار بھی نہ مل سکا۔ آپ نے فرمایا :  
”یہ پتھر پانی پر دو قوت پذیر ہے ذرا کوشش کے ساتھ  
اسے اکھاڑو۔“

آپ نے ہمراہیوں نے ہر طرح سے کوشش کی لیکن اس پتھر کو اپنی جگہ  
سے نہ ہٹا سکے۔ یہ دیکھ کر آپ اپنے غم سے نیچے تشریف لائے اور اپنی  
آستین چٹس کر اپنی انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا اس پتھر کو  
پانی سے بٹھایا تو نیچے سے نہایت ٹھنڈا، میٹھا اور صاف و شفاف پانی دیتا  
ہوا ایسا پانی تمام دوران سفر کبھی روتا یا بھونکتا۔ سب نے جی بھر کر پیا اور  
جتنا چاہا بھر لیا۔ پھر حضرت حیدر کراہ نے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ آب بر رکھ دیا  
اور فرمایا :

”اس پر مٹی ڈال دو۔“

جب راسخ دیر نے ان حالات کو دیکھا تو اپنے عبادت خانہ سے نیچے  
آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بوجھنے لگا کیا :  
”آپ نبی و رسول ہیں  
حضرت حیدر کراہ نے فرمایا  
”میں میں نبی و رسول نہیں سمجھتا۔“





راہب دیر نے پوچھا،  
”کیا آپ کسی ملک کے سرور ہیں؟“  
حضرت حیدر کرار نے فرمایا،  
”نہیں۔“

راہب دیر نے پوچھا،  
”پھر آپ کون ہیں؟“  
حضرت حیدر کرار نے فرمایا،  
”میں نبی و رسل حضرت محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا  
چچا زاد بھائی ہوں۔“  
راہب نے کہا،

”اپنا دستِ رحمت بڑھائیے تاکہ میں آپ کے دستِ رحمت  
پر مشرف بہ اسلام ہو جاؤں۔“  
حضرت حیدر کرار نے اپنا دستِ شفقت دراز کیا تو راہب نے کلمہ  
کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔  
اس کے بعد حضرت حیدر کرار نے راہب سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ  
ہے کہ تم مدت سے اپنے دین پر کار بند تھے اور اب اسلام قبول کر لیا۔  
راہب نے کہا،

اے امیر المؤمنین! اس عبادتِ غار کی بنیاد اس پتھر بٹانے والے کے  
لیے تھی مجھ سے پہلے بہت سے راہب یہاں رہتے رہے ہیں کیونکہ ہم





نے اپنی کتب میں پڑھا ہے اور اپنے پادریوں سے سنا ہے کہ اس مقام پر ایک چٹہ ہے اور اس چٹہ پر ایک پتھر ہے جسے کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کے بغیر کوئی نہیں اکھیر سکے گا جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھیر لیا ہے تو میری مراد برآئی اور میں جس چیز کا منتظر تھا وہ مل گئی۔ جب حضرت حیدر کرار نے یہ بات سنی تو اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی کے بال انگوٹھ سے تر ہو گئے۔ پھر فرمایا:

”تمام تعریف کا سزاوار صرف اللہ ہے کہ میں اس کے ہاں متکبر نہیں ہوں کہ اس کی کتب میں میرا تذکرہ ہے۔“

### راہب بطور ملازم

ازاں بعد وہ راہب حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا ملازم بن گیا اور آپ کے ہمراہ شام والوں سے جنگ کرتا رہا بالآخر شہید ہو گیا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کیا اور اس کے لیے بخشش کی دعا کی۔ جب کبھی اس کا تذکرہ ہوتا تو آپ اسے اپنا غلام کہہ کر یاد کرتے۔

### انجیل میں حضرت شیر خدا کا تذکرہ

ایک شخص حید عرفی جو حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کے قریبیوں میں تھا کا بیان ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوران جنگ حضرت حیدر کرار نے دریا کے کنارے پر بڑاؤ کیا۔ اچانک وہاں ایک آدمی آیا



اور کہنے لگا:

”اسلام علیک یا امیر المومنین!“  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
”وعلیکم السلام“

پھر اُس شخص نے کہا:

”اے امیر المومنین! میں سمعون بن یوحنا ہوں اور اس کلیسا  
میں سکونت پذیر ہوں۔“

اس نے کلیسا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا:  
”اے امیر المومنین! ہمارے پاس ایک کتاب جو حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام سے میراث در میراث چلی آرہی ہے  
اگر آپ پسند کریں تو پڑھ کر سناؤں اور اگر آپ  
پسند کریں تو خدمت میں حاضر کروں۔“  
حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے فرمایا:  
”پڑھ کر سناؤ۔“

اس نے پڑھنا شروع کیا۔ اس کتاب جیب خدا علیہ التیجۃ والثناء  
کی نعت تھی اور آپ کے اوصاف حمیدہ کا بیان تھا اور آخری مضمون  
یہ تھا کہ:

”ایک روز ایسا آنے والا ہے کہ اس دربار کے کنارے  
وہ شخص اترے گا جو اس زمانہ میں دین اور عزیز داری کے





کے لحاظ سے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کے قریب ترین  
ہوگا۔ وہ اہل شرق کے ساتھ اہل مغرب سے مقابلہ کرے  
گا۔ اس کے سامنے دنیا کی حیثیت ریت سے بھی کمتر  
ہوگی۔ وہ جنگ کی سختی میں طوفانوں سے بھی قوت میں  
بڑھ کر ہوگا اور اس کی نگاہوں میں موت اتنی عزیز ہوگی  
جتنا کہ شریعت عزیز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حامی و  
ناصر ہوگا اور اس کے ساتھ قتل ہونا درجہ شہادت ہوگا۔  
پھر اس راہب نے کہا:

”جب اُس نبی کی بعثت ہوئی تو میں نے ایمان قبول کر  
لیا اور آپ جبکہ آپ نے یہاں ڈیرہ ڈالا ہے میں آپ  
کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ زندگی اور موت آپ  
کے سپرد کروں۔“

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب آنسو بھر کر رونے  
اور آپ کے دیگر ساتھی بھی رونے لگے پھر فرمایا:

”تمام تعریفوں کے لائق وہی ذات اللہ العالمین ہے  
جس نے میرا ذکر صالحین کے صحیفہ میں کیا ہے۔“

پھر حضرت حیدر کرار نے حبیہ عرفی سے کہا:

”اے حبیہ! اس کی دن رات نگرانی کرتے رہو۔“

ان دن بعد جب بھی آپ کھانا تناول فرماتے تو اسے بلا لیتے۔ وہ راہب





اُس وقت مقام لیلۃ الہریہ میں شہید ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سخت سے سخت جنگ میں مشغول تھے۔ حضرت حیدر کرار نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر اسے قبر میں اتار کر فرمایا: ”یہ شخص اہلبیت میں سے ہے۔“

## وادی صحرا سے پانی کی دستیابی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے روز مکہ شریف کی طرف واپسی کا خیال فرمایا تو مسلمان پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے اور کہیں سے بھی پانی نہ ملتا تھا۔ آپ نے جمعہ کے مقام پر قیام فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کون ہے جو فلاں کنوئیں پر جا کر مشکیں بھر کر پانی لے آئے تاکہ اللہ کا رسول اسے جنت کی ضمانت دے دے۔“

یہ سن کر ایک شخص اٹھا اور عرض پر واز ہوا: ”یا رسول اللہ! میں پانی لینے کے لیے جاتا ہوں۔“ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے سقوں کی ایک جمیعت کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت ان کے ہمراہ تھا جب ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچے تو وہاں بہت سے درخت دیکھے جن سے طرح طرح کی آوازیں آرہی تھیں اور وہ





درخت عجب طرح سے محرک تھے اور ان سے آگ کے شعلے بھی نمودار ہو رہے تھے جسے دیکھ کر ہم خوف زدہ ہو گئے اور اس خوف کے باعث ہم درختوں سے گزرنے کے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں واپس آ گئے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”وہ جنات کا ایک گروہ تھا جو تمہیں خوف زدہ کرتا تھا۔

اگر تم میرے کہنے کے مطابق چلتے رہتے تو تمہیں کوئی

بھی پریشانی کا سامنا نہ ہوتا۔“

یہ سن کر ایک اور صحابی اٹھا اور عرض کرنے لگا:

”یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں۔“

وہ بھی سقوں کے ایک گروہ کے ساتھ روانہ ہوا لیکن وہ بھی اسی حالت

میں واپس لوٹا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اگر تم میرے کہنے پر عمل کرتے تو کوئی چیز تمہارے

دستے میں رکاوٹ نہ بنتی۔“

اسی سوچ بچار میں شام کا وقت ہو گیا اور صحابہ سخت پیاس میں مبتلا ہو گئے

حضور نبی غیب وان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حیدر کو بلوایا اور ارشاد

فرمایا:

”فلاں کنوئیں سے پانی بھر لاؤ۔“

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم اپنے کندھوں پر

مشکیں اور ہاتھوں میں تلواریں لیے ہوئے باہر آ گئے حضرت حیدر کو ارشاد ہمارے



آگے آگے چلتے گئے اور درج ذیل اشعار پڑھتے گئے :

أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ أَنْ يُبْلَا  
عَنْ غُرْفٍ حُجٍّ أَظْهَرَتْ تَوِيلًا  
وَأَقْدَةً نِيرَانَهَا تَعْوِيلًا  
وَأَفْرَعَهُ مَعَ غُرْفِهَا الطَّوِيلًا

ترجمہ

میں بدوں میں پڑنے سے رحمن کی پناہ مانگتا ہوں میں اور دشمن کے ساتھ ظاہر کروں گا اس  
مٹھی سے جس میں چھپا ہوا ہے۔ وہ ایندھن ہے اس کی کھالی کاجس پر بھروسہ کرتا ہے  
اور اس کا پہاڑ پر چڑھنا مع اس مٹھی سے جو لمبی ہے۔  
جب ہم اس جگہ پر پہنچے تو وہی آوازیں آنے لگیں اور درختوں نے ہلنا  
شروع کر دیا۔ ہم خوف و ہراس میں ڈوب گئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ  
علی بھی پہلے دو آدمیوں کی طرح واپس لوٹیں گے۔ یہ دیکھ کر حضرت حیدر  
کرار نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا :

”میرے قدم بقدم چلتے آئے جو تمہیں نظر آ رہا ہے اس  
سے خوف نہ کھانا اب تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔“

جو نہی ہم درختوں کے جھنڈ میں آئے تو ان میں آگ کے تیز تیز شعلے نمودار  
ہونے لگے۔ اور پھر ان شعلوں میں سے کٹے ہوئے سر ظاہر ہونے لگے جن  
میں سے سخت ہولناک آوازیں آتی تھیں۔ ان آوازوں سے ہم خوف زدہ  
ہو گئے لیکن حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ ان سروں سے گزرتے ہوئے کہتے جلتے  
تھے :



”میرے قدم پر قدم رکھے چلے آؤ اور ادھر ادھر مت دیکھو

اب کوئی خوف نہیں رہا۔“

ہم آپ کے پیچھے چلتے گئے یہاں تک اس کنوئیں تک جا پہنچے۔ ہم نے ایک ڈول کنوئیں میں ڈالا براہ بن مالک نے ایک یاو ڈول ہی پانی نکالا تھا کہ سی ٹوٹ گئی اور ڈول کنوئیں میں گر گیا۔ کنوئیں سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں۔ حضرت حیدر کرار نے فرمایا:

”کوئی ہے جو لشکر اسلام میں جا کر ایک اور ڈول لے آئے۔“

ساتھیوں نے کہا:

”ہمارے بس سے باہر ہے کہ ہم ان درختوں کے درمیان سے گزریں۔“

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکر سے ہٹکا باندھ کر کنوئیں میں اتر گئے۔ کنوئیں سے قہقہوں کی آوازیں اور زیادہ زوردار لہجے سے آنے لگیں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنوئیں کے درمیان میں پہنچے تو آپ کا پاؤں پھسل گیا اور آپ نیچے گر گئے۔ کنوئیں سے عجیب و غریب منظر کشی ہوئی اور اس طرح آواز آنے لگی جیسے کسی کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔ اچانک حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ سے پکار کی:

اللہ اکبر اللہ اکبر انا عبد اللہ وَاخو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم



اور پھر فرمایا: مشکیں نیچے پھینکو۔ آپ نے تمام مشکیں پانی سے بھر لیں اور  
بھران کے منہ باندھے اور ایک ایک کر کے باہر نکالیں۔ اس کے بعد آپ  
نے دو مشکیں اٹھائیں اور ہم نے صرف ایک ایک۔ جب ان درختوں کے  
قریب پہنچے تو جو کچھ بھی ہم نے دیکھا اور سنا تھا وقوع پذیر نہ ہوا۔ ہم درختوں  
سے گزرنے لگے تو ہمیں ایک سہی ہوئی آواز سنائی دی۔ ہاتف نے حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت پڑھنا  
شروع کی۔ حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تمام داستان آپ  
کو سنائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا:

”وہ ہاتف ایک جن تھا جو عبدالرحمن نامی تھا جس نے بتوں  
کے شیطان مسر کو کوہ صفائیں قتل کیا تھا۔“

### حضرت علی کیلئے سورج کا واپس آنا

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے لیے  
دوبارہ سورج کو مغرب سے لوٹایا۔ پہلی مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
زمانہ مبارک میں اور دوسری مرتبہ وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ حضرت  
ام سلمہ، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید  
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ایک روز حضرت حیدر کرار کے ہاں مقیم تھے اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام وحی لیکر آئے





حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گرائی وحی کے سبب سے بھی اپنا سر مبارک حضرت  
شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نہ اٹھایا۔ حضرت عیدہ کرار نے بیٹھے بیٹھے اشاروں  
سے نماز ادا کر لی۔ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثقل و گرائی وحی ختم  
ہوئی تو پوچھا: اے علی! تمہاری نمازِ عصر فوت ہو چکی ہے۔ حضرت شیر خدا نے  
عرض کیا حضور میں نے بیٹھے بیٹھے اشارات سے ادا کر لی تھی۔ یہ سن کر حضور  
انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ سورج کو بڑا دے  
تا کہ تم نمازِ عصر وقت پر ادا کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تو سورج  
واپس پلٹ آیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ نمازِ عصر کا وقت تھا۔ پھر حضرت  
شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر بروقت ادا فرمائی۔ اعلیٰ حضرت فاضل  
بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا:

تیری مرضی پا گیا سورج پھر اُٹے قدم  
تیری انگلی اٹھ گئی نہ کا کلیجہ چر گیا

دوبارہ سورج کا واپس لوٹ آنا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب آفتاب غروب  
ہوا تو اس وقت آراپھلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ یہ واقعہ اس سے قبل بھی گزرا  
چکا ہے اور چونکہ روایات میں تفاوت تھا اس لیے دوبارہ درج ہوا۔ حضور علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کے بعد از وصال جو واقعہ نمودار ہوا وہ اس طرح ہے کہ  
حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بال کی جانب جارہے تھے تو فرات



نے گزر کر نماز عصر اپنے رفقاء کے ہمراہ ادا کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ کے رفقاء نے دریائے فرات سے اپنی سواریاں گزاری شروع کر دیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ان کی نماز قضا ہو گئی۔ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنا تو بارگاہ الہیت میں سورج کو لوٹانے کے لیے دعا کی تاکہ ان کے رفقاء نماز عصر ادا کر سکیں۔ بارگاہ الہی میں آپ کی دعا مقبول ہوئی سورج دوبارہ طلوع ہو گیا اور نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آفتاب غروب ہو گیا اور اس سے ڈراؤنی سے آواز سنائی دینے لگی۔ لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے اور پھر سبحان اللہ لا الہ الا اللہ اور استغفر اللہ پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

### جھوٹی قسم کھانے پر اندھا ہو جانا

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی پر اتہام لگایا کہ وہ آپ کی باتیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچاتا ہے۔ اس نے الزام کی صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت حیدر کرار نے فرمایا تم قسم کھاتے ہو اس نے قسم کھالی تو پھر آپ نے فرمایا اگر تم نے جھوٹی قسم کھائی تو تم اندھے ہو جاؤ گے۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گزرے پائی تھا کہ وہ عصا کے ساتھ گھر سے نکلا۔ اسے نظر نہیں آتا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔

امام مستغفری علیہ الرحمۃ نے دلائل النبوة میں بیان کیا ہے کہ حضرت حیدر کرار نے رجب میں ایک آدمی سے کسی بات کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے سچی بات نہ کی



حضرت حیدر کرار نے فرمایا تم نے کذب کیا ہے۔

اُس نے کہا:

”نہیں جناب میں نے سچ کہا ہے۔“

حضرت شیر خدا نے فرمایا:

”میں تمہارے لیے دُعا گو ہوں کہ اگر تم نے کذب سے کام لیا

ہو گا تو اللہ تعالیٰ تجھے اندھا کر دے گا۔“

اُس نے کہا:

ضرور! آپ دعا فرمائیں۔

ابھی وہ آدمی رجبہ کے قرب و جوار میں ہی تھا کہ بینائی ختم ہو گئی اور اندھا

ہو گیا۔

مرضِ برص میں مبتلا ہوتا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری

مجلس کو قسم دی کہ جس نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ

جس کا میں آقا ہوں اس کا علی آقا ہے

سنا ہو وہ شہادت دے۔ فوراً بابتہ آدمی انصاری جو موجود تھے انہوں نے

اس بات کی شہادت دی لیکن ایک آدمی جس نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے یہ حدیث سنی تھی شہادت ردی۔ حضرت شیر خدا نے فرمایا تم شہادت



کیوں نہیں دیتے تم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ اس شخص نے کہا، میں سنا ضرور ہے مگر بھول گیا ہوں۔ حضرت شیر خدا نے دُعا کی: ”اے اللہ العالمین! اگر یہ شخص دروغ گو ہے تو اس کے چہرہ پر برص کے نشان ظاہر کر دے جسے پگڑی بھی نہ چھپا سکے۔“

داوی نے بیان کیا ہے کہ قسم بخدا میں نے وہ شخص دیکھا ہے اس کی دونوں آنکھوں کے مابین برص کے نشان تھے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا اور میں نے بھی یہ حدیث سنی ہوئی تھی لیکن اس کی شہادت نہ دی اور اسے پوشیدہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پینائی چھین لی۔ وہ ہمیشہ شہادت نہ دینے پر اظہارِ شرمندگی کیا کرتے تھے اور بارگاہ الوہیت سے بخشش کی دُعا کیا کرتے تھے۔

دیوانہ بن جانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت حیدر کرار نے فرمایا:

اَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَ أَخُو رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر فرمایا:

”میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں۔ میں خاتونِ

جنت کا شوہر ہوں۔ میں وصیوں کا سردار ہوں۔ میں

اوصیاء کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے سوا جو بھی اس





قول کا دعویٰ کرے اللہ تعالیٰ اُسے مصائب میں مبتلا کرے۔  
ایک شخص نے کہا:

”اس سے کون خوش ہو سکتا ہے کہ جو خود کو انا عبد اللہ  
واخو سول اللہ کہتا ہے۔“

وہ ابھی اپنی جگہ سے نہ اٹھا تھا کہ اُس کے دماغ میں دیوانگی کے اثرات  
رو نما ہو گئے۔ چنانچہ لوگ اُسے پکڑ کر مسجد سے باہر لے آئے۔ اس کے بعد  
جب اس کے اقرباء سے دریافت کیا گیا کہ اسے اس سے قبل بھی ایسا ہوا تھا  
تو اُنہوں نے کہا: نہیں، اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔  
دین کی سربلندی کے لیے کوشش کرنا

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ صفین کے دوران  
ایک روز فرمایا:

”ابو مسلم کہاں ہے؟“

محمد بن حنفیہ عرض پر داڑھ ہوتے:

”آخری صفوں میں ہیں۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”اے میرے فرزند! میری مراد ابو مسلم خولانی سے نہیں

بلکہ مجھے تو صاحب جیش سے مقصد ہے جو مشرق کی جانب

سے فوجی جھنڈے لے کر نمودار ہوا اور اس طرح جنگ کرے



کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی مدد سے حق کو اپنی جگہ قائم رکھے  
کیسے اچھے ہیں وہ لوگ جو دین کی سر بلندی کے لیے اس  
سے موافقت کر کے ظالموں کی سرکوبی کے لیے جدوجہد  
کریں گے۔

### اہل کوفہ کے حق میں بددعا کرنا

جب حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ والوں سے  
حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد کے لیے کہا تو انہوں نے  
آپ کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو پھر آپ نے بارگاہِ خداوندی میں  
دعا کی:

”اے آلا العالمین! ان لوگوں پر کسی ایسے شخص کو مقرر  
فرما جو ان پر ہرگز رحم نہ کھائے۔“

پھر آپ نے بددعا کی کہ:

”الہی! ان پر سب سے ثقیف کے کسی غلام کو حاکم بنا دے۔“

اسی رات حجاج بن یوسف طائف میں پیدا ہوا اور کوفہ والوں کو اس  
کے ہاں سے جو نفع و نقصان ہوا زمانہ اس سے واقف ہے۔

حضرت حیدر کتار کی علمی فراست

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ



یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بالآخر ہم اپنی عاقبت سے واقف ہو جائیں۔

حاضرین مجلس نے کہا:

”ہم تو ایسے امر کا علم نہیں رکھتے۔“

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

”میں اس امر کو حضرت علی سے دریافت کر سکتا ہوں

کیونکہ وہ جو فرمائیں حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔“

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مضبر آدمیوں کو بلوا کر

انہیں ہدایت کی کہ وہ ایک دوسرے کے بعد اکیلے اکیلے کوفہ میں جائیں

اور میری موت کی خبر مشہور کریں لیکن یہ کام ضروری ہے کہ تم میری بیماری

موت کا دن۔ وقت وفات۔ مقام، قبر اور نماز جنازہ پڑھانے والے

کے تذکرہ میں ایک جیسی بات ہو۔ یہ سن کر وہ چل پڑے۔ جب کوفہ کے

قریب پہنچے تو پہلے دن ایک آدمی کوفہ میں داخل ہوا۔ تو کوفہ والوں نے

اس سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟

اس نے کہا:

”شام سے آیا ہوں۔“

اہل کوفہ نے پوچھا:

”وہاں کے حالات کیسے ہیں؟“

اُس نے کہا:

”امیر معاویہ انتقال کر گئے۔“



پھر کوغذالوں نے حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس  
آکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر سنائی لیکن آپ  
اس طرف متوجہ نہ ہوئے۔

دوسرے دن پھر دوسرا آدمی کوغذ میں اکہنچا اس نے بھی حضرت امیر  
معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر سنائی۔  
حضرت حیدر کرار نے بھی اس طرف دھیان نہ کیا۔

تیسرے دن پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی اُن دونوں کی طرح  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر دی۔ حضرت شیر خدا علی  
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم صحبت نے کہا کہ یہ خبر آبِ پایہ تکمیل کو پہنچ چکی  
ہے آج پھر ایک آدمی آیا ہے جس نے پہلوں جیسی امیر معاویہ کے متعلق  
خبر دی ہے کہ وہ رحلت کر چکے ہیں۔ حضرت حیدر کرار نے اپنی داڑھی  
مبارک اور سر مبارک جس پر خضاب لگا ہوا تھا، کی طرف اشارہ کرتے  
ہوئے فرمایا:

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ انتقال کر جائیں جب تک  
کہ میری داڑھی اور سر کے بال سُرخ نہ ہو جائیں اور ان  
اکبتہ الا بکادان سے ملاعت نہ کریں۔“

ان تینوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح جا کر کہا۔  
دورانِ خطبہ انکشاف فرمایا

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خیلوں میں سے





ایک خطبہ میں واقعہ بغداد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :  
”میں بنو عباس میں سے ایک شخص کی طرف دیکھ رہا  
ہوں جسے وہاں کے لوگ قربانی کے اونٹوں کی طرح  
مذبح بنا رہے ہیں لیکن اُسے نہیں وہ نجات اُن سے  
حاصل کر سکے۔ اس پر افسوس ہے کہ اپنے رب کے  
احکامات کی پیروی نہ کرتے ہوئے اس قوم میں ذلیل  
و خوار ہو گیا ہے اور دنیا دار ہی بن کر رہ گیا ہے۔“

اسی خطبہ میں حضرت شیر خدا نے فرمایا کہ :  
”اگر میں چاہوں تو تمہیں اُن کے ناموں ، ان کے  
قول و فعل اور اُن کے جیلے بہانے اور اُن کے قتل کی  
جگہ بھی بتا دوں۔“

### بدبخت ابن ملجم کا انکشاف فرمانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ ابن ملجم جو امام عالی مقام کا قاتل ہے کوفہ کی مسجد میں  
دیکھا جو خود کریں خطاب کر رہا تھا ،

اشد و حیا ذیمک للموت لد قییک

ولا تجھاع الی الموت اذا اجل بوادیک

”سب سے بڑی خبر موت کی ہے جو تجھے ملنے والی ہے جب یہ تجھ پر عیناں

ہو مائے تو تو اس کی طرف ایک گھومتی ہے۔“



اس کے بعد حضرت شیر خدا نے اسے بلوایا اور فرمایا:  
”اے ابنِ بلجم! زمانہ جاہلیت یا زمانہ صبا میں تیرے  
دل میں کوئی خیال گزرا ہے؟“

ابنِ بلجم نے کہا:  
”مجھے کچھ علم نہیں۔“

حضرت شیر خدا نے فرمایا:  
”اے بد بخت اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی  
سو نہیں کاٹنے والے! کیا تیری ذاتی ایک یہودی عورت  
تھی؟“

ابنِ بلجم نے کہا:  
”ہاں! بالکل حقیقت ہے۔“

یہ سن کر حضرت شیر خدا نے سکوت اختیار فرمایا۔

خواب میں سرکایہ مدینہ کی زیارت

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
فرمایا کہ مجھے کل خواب میں سید کوئین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں  
بارگاہِ نبوی میں عرض کیا:

”یا رسول اللہ! آپ کی امت کی تمام مشکلات مجھ پر آ  
پڑی ہیں۔“



حضرت پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”دعا کیجئے۔“

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الہی میں دعا کی:  
”اے اللہ العالمین! مجھے ان سے بہتر افراد عطا فرما اور  
ان پر مجھ سے بدتر حاکم مسلط کر۔“  
آپ نے اسی روز جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت علی کی شہادت پر ندائے الہیہ

حضرت امام عالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت  
حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا تو میں نے ایک منادی  
کی ندا سنی کہ:

”باہر چلے جاؤ اور اس مقبول بندہ کو ہمارے پاس  
چھوڑ دو۔“

میں گھر سے باہر نکل آیا تو اندر سے منادی نے ندا کی:  
”حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لے جانے  
کے بعد وصی رسول اللہ بھی جامِ شہادت نوش فرما گئے جو دین  
کے نگہبان تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل پر عمل  
کرتے تھے اور ان کی اتباع پر عمل پیرا تھے۔“

جب یہ ندا آنا بند ہو گئی تو ہم اندر آ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ



تجہیز و تکفین ہو چکی تھی۔ چنانچہ ہم نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور آپ کو دفن بھی کیا۔

## مدفن کی جگہ کا پتہ دینا

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد مجھے ایک چار پائی پر لٹا کر باہر لے جانا اور غریبین پہنچا دینا وہاں تمہیں ایک سفید پتھر ملے گا جس سے نور کی شعاعیں نکلتی ہوں گی ذرا اسے ہٹاؤ گے تو وہاں سے کشادہ جگہ ظاہر ہوگی وہی میری مدفن کی جگہ ہوگی۔

## ہارون الرشید کا قبر سے مشرف ہونا

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی قبر مبارک کا نشان مٹا دیا گیا۔ ایک روز خلیفہ ہارون الرشید شکار کے لیے نکلا اور غریبین کے قریب جا پہنچا کیونکہ ہرنوں نے غریبین کے قریب پناہ حاصل کر لی تھی۔ شکاریوں نے ہر طرح سے ان ہرنوں کو ڈرانے کے لیے کتوں کو جھوڑا لیکن وہ وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ غریبین کے بعض بڑے سرداروں سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا،  
”ہم نے اپنے بڑھوں سے سنا ہے کہ یہاں شیر خدا علی المرتضیٰ کی قبر شریف ہے۔“





ہارون الرشید نے ان کے کہنے پر اعتماد کرتے ہوئے وہاں حاضری دینی شروع  
کر دی اور آخر دم تک قبر کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔

## ورد کارفع ہو جاتا

ولائل نبوة میں امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خراس بن عمر  
رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انھیں خواجہ کوئین علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے زمانہ پاک میں سرور و کامرض ہو گیا۔ خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
ان کی آنکھوں کے درمیان سے کھال پکڑ لی۔ حضور نبی غیبؐ وان علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے جہاں اپنی انجسٹ مبارک رکھیں وہاں بے اندازہ بال اُگ آئے  
اور درو جاتا رہا۔

## حضرت علی کی مخالفت کا ثمرہ

جس روز خوارج حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت میں  
اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت خراس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کی مطابقت  
کی تو پھر حضرت خراس رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال گر گئے وہ سخت پریشان  
ہوئے۔ لوگوں نے اُسے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے حضرت حیدر کرار رضی  
اللہ عنہ کی مخالفت میں خروج کیا ہے۔ انہوں نے تو بیک تو بال اُگ آئے۔ زانی  
نے کہا کہ میں نے پہلی مرتبہ بال اُگے ہوئے دیکھے پھر گرنے کے بعد دوبارہ  
اُگے ہونے دیکھے۔



## دشمن علی کا انجام

امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک نیک شخص سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں نے دیکھا کہ قیامت سر رہے اور تمام مخلوق کا حساب ہو رہا ہے میں بھی پل صراط کے قریب پہنچ گیا اور وہاں سے نکل گیا۔ گزرتے ہوئے اچانک میری نظر خواجہ کوٹہین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑی جو حوض کوثر کے کنارے تشریف فرما ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لوگوں کو حوض کوثر سے پانی پلا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے قریب جا کر پانی کا طالب ہوا لیکن انہوں نے مجھے پانی نہ دیا۔ پھر میں خواجہ کوٹہین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! شہزادہ کو فرمائیے کہ مجھے بھی پانی پلا دیں۔ حضور پر نور شافع یوم النثر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

”مجھے پانی نہیں دیا جائے گا۔“

اس شخص نے عرض کی:

”یا رسول اللہ! مجھے کیوں پانی نہیں دیا جائے گا۔“

حضور خواجہ کوٹہین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے اسے کہ تمہارے قریب ایک شخص رہتا ہے جو علی کو بڑا کتا ہے

اور تم نے اسے روکا نہیں۔“

اس شخص نے کہا:

”یا رسول اللہ! مجھے ڈرتے ہیں کہ وہ مجھے جان سے مار دے اس لیے





میں اسے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

اُس شخص نے کہا کہ:-

”حضور خواجه کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک پھر لعنایت

کیا اور فرمایا جاؤ اسے قتل کر دو۔“

اُس شخص نے کہا:

”میں نے اُس بد بخت کو خواب میں ہی موت کے گھاٹ اُتار دیا

اور پھر واپس خواجه کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ حاضر ہوا اور

عرض پر داز ہوا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کے حکم کے مطابق

اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔“

یہ سن کر خواجه کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اے حسن! اسے حوض کوثر سے پانی پلا دو۔“

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مجھے پانی پلا دیا۔

اُس شخص نے کہا کہ:-

”میں نے پانی کا پیالہ پکڑا نا معلوم کہ میں نے پانی پیا ہے یا نہیں

انراں بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ میں نے اسی حالت خوف

میں وضو کیا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی

دیکھا کہ لوگوں میں شور مچا رہا تھا کہ فلاں شخص آج رات سوتے ہیں

ہی موت کے گھاٹ اُتر گیا اور پولیس بے گناہ قریبیوں کو پکڑ

کر لے گئی ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ تو میں نے خواب



دیکھا تھا جو عین حقیقت بن گیا۔ پھر میں اُٹھا اور حاکم پولیس کے  
ہاں گیا اور میں نے کہا کہ یہ تو سب کام مجھ سے ہوئے اور  
یہ تمام لوگ اس کام میں بے گناہ ہیں۔

حاکم پولیس نے کہا:

”ارے ظالم یہ کیا کہتے ہو۔“

اُس شخص نے کہا:

”یہ خواب میں نے دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے عین حقیقت  
بنادیا ہے۔ میرا بھی اس میں کچھ گناہ نہیں۔ پھر میں نے وہی  
خواب حاکم پولیس کو سنایا۔“

حاکم پولیس نے خواب سُن کر کہا:

”اُسے شخص! اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے یہاں سے اُٹھ اور

چلا جاتا تو اور یہ سب لوگ بے گناہ ہیں۔“

## چہرہ کا سیاہ ہو جانا

امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور روایت بیان کرتے ہوئے  
کہا کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہما  
کو ایک شخص دکھایا اور کہا کہ:

”اس شخص کو ذرا غور سے دیکھو۔“

حضرت علی بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا:





”آپ مجھے اس کے حالات سے خبردارہ کر دیں اس کے دیکھنے  
کی کیا حاجت ہے۔“

حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا:

”یہ وہ شخص ہے جو خواجہ کو نہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ  
کرام علی اور ان کے بیٹوں کو برا کہتا ہے۔“

حضرت علی بن زید نے بارگاہ ربوبیت میں دُعا کی:  
”الہی! اگر اس پر تیری کوئی عنایت ہے تو مجھے اس سے  
خبردار کر دے۔“

پس دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

دشمنانِ علی کے لیے بددعا کرنا کیسا ہے؟

صاحب دلائل النبوة نے رقم طراز کیا کہ:

”مدینہ منورہ میں ایک شخص محتاج حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا تھا۔ حضرت سعد بن مالک رضی  
اللہ عنہ نے اس کے لیے بددُعا کی۔ وہ شخص ایک روز اپنا  
اُونٹ مسجد نبوی کے باہر چھوڑ کر اندر گیا اور لوگوں میں بیٹھ گیا  
اُس کا اُونٹ کودتا ہوتا آیا اور اس شخص کو اپنے سینے سے  
نہیں پر خوب رگڑا یہاں تک کہ وہ بری طرح سے ہلاکت  
کے منہ میں پھنس گیا۔“



## منبر سے گرا اور موت کے منہ میں

حضرت حسین بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ والی مدینہ ابراہیم بن ہشام المخزومی جو ہر جمعہ کے روز اپنے منبر پر عیس اکٹھا کرتا اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق یہودہ گفتگو کرتا۔ ایک جمعہ وہاں پر بہت سے لوگ اکٹھے تھے اور میں منبر کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ پر نیند نے غلبہ پالیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پھٹی اور قبر مبارک سے ایک سفید کپڑے پہنے ہوئے شخص نمودار ہوا اور مجھ سے اُس نے فرمایا کہ:

”اے ابو عبد اللہ! یہ شخص جو کچھ کہتا ہے تو یہ سن کر افسردہ ہوتا ہے؟“

اُس شخص نے کہا:

”ہاں! ضرور ہوتا ہوں“

سفید پوش نے کہا:

”اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اس سے کیا برتاؤ کرتا ہے؟“

بعد ازاں میں آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ ذکر حیدر کرار کر رہا تھا اور پھر منبر سے گرتے ہی موت کے منہ میں پھنس گیا۔



(۲)

# حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

کنیت اور لقب

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ ائمہ کرام میں سے امام دوم ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور القاب تقی اور سید ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے تیسرے سال ۵۱ھ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے نام نامی اسم گرامی کو جنت سے ایک نہایت نفیس کپڑے پر تحریر کر کے بارگاہ نبوی میں ہدیہ لائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل و صورت میں سر سے لے کر پاؤں تک خواجہ کوہین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔





## حضرت امام حسن حضرت ابو بکر صدیق کے کندھوں پر

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور قسم کھا کر فرمایا کہ: "حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم شکل محبوب خدا علیہ النجۃ والثناء اور ہم شکل حیدر کرار ہیں۔"

حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف فرما تھے آپ نے دیکھا اور خوب بسم فرمایا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مبارکہ میں پیدل پچیس حج کیے۔

## میرا فرزند سید ہے

حدیث شریف میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اُس وقت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی لوگوں کی جانب اور کبھی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھتے اور پھر فرمایا کہ:

"یہ میرا فرزند سید ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں کے مابین صلح کرادے گا۔"

اس سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے





## حضرت امام حسن کا خطبہ

پھر حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لی اور عہد کیا کہ اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو ان کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار ہوں گے۔

ازاں بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ:  
”اے لوگو! میری ہمیشہ یہ تمنا رہی ہے کہ میں فتنوں سے دور رہوں اس لیے میں نے آج صلح کا ارادہ کیا ہے۔  
اور امر خلافت کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چھوڑ دیا ہے اور اگر اس کا حق تھا تو اسے مل گیا اور اگر میرا تھا تو میں نے اپنا حق صرف اصلاحِ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التیمۃ والثناء پر قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم بنایا اس بھلائی کی خاطر جو اسے معلوم ہے اور اس بدی کی خاطر جو اس نے تمہیں دیکھی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک مدت کے لیے فتنہ ثابت ہو یا فائدہ ثابت ہو۔“

اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ کی طرف منہ کر کے کہا:



”اے مسلمانوں کا منہ سیاہ کرنے والے! تو نے معاویہ سے بیعت کر کے تمام مال و اسباب اس کے سپرد کر دیا ہے۔“  
از ان بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
”اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی اُمیہ کی مملکت خواجہ کوئین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھا دی ہے اور آپ نے مشاہدہ فرمایا ہے کہ بنی اُمیہ آپ کے منبر شریف پر باری باری شکل سے چڑھ رہے تھے۔ پھر اللہ العالمین بن مجددہ الحکیم نے آپ کی طرف سورہ کوثر اور سورہ یسۃ القدر کا نزول فرمایا اور وحی بھیجی۔“

سورہ یسۃ القدر میں لفظ ”الغِ شہر“ سے مراد ملک بنو اُمیہ ہے۔“

ناممکن کام

راوی نے بیان کیا کہ ہم نے بنی اُمیہ کی مملکت کے ماہ و سال کو شمار کیا تو پورے ہزار مہینے نکلے۔ جب خلافت کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو آپ نے فرمایا:۔  
”اے حسن! تو نے وہ بہادرانہ کام سرانجام دیا ہے جو ہر شخص سے ناممکن ہے مگر آپ نے ممکن بنا دیا۔“



## بجلی کی چمک سے راستہ کا حصول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شب حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پیاد کر رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن سے فرمایا :-

”بیٹا اپنی امی کے پاس چلے جاؤ۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا :-

”یا رسول اللہ! میں ان کے ساتھ جاؤں۔“

خواجہ کوئین نے منع فرمادیا اور اچانک آسمان سے بجلی چمکی جس کی روشنی میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے ہاں پہنچ گئے۔

## نومولود بچہ عطا فرمانا

ایک روزہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرا ڈال دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے باغ کے ایک طرف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے باغ کے دوسری طرف فرش بچھایا گیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا :-

”کاش کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں جنہیں ہم شکم سیر ہو کر کھاتے۔“



حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
”کیا تجھے تازہ کھجوروں کی طلب ہے؟“  
حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا:  
”ہاں۔“

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور  
خاموشی سے پڑھا جو کہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ فوراً کھجور کا ایک درخت نمودار  
ہوا جو کھجوروں سے بھرا پڑھا تھا۔ ان کا ایک رفیق شربان بولا:  
”خدا کی قسم یہ تو جادو ہے۔“

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:  
”یہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ اس دعا کا اثر ہے جو پیغمبر علیہ السلام  
کے پیٹے نے مانگی تھی۔“

انہاں بعد لوگوں نے اس کھجور کے درخت پر چڑھ کر تمام کھجوریں  
ٹوکر لیں جنہیں کھا کر تمام سیر شکم ہو گئے۔  
حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم، سخاوت اور فیاضی کے  
علاوہ جتنے بھی دیگر اخلاق حسنہ مرقوم ہوئے ہیں سب کے سب صحیح ہیں  
اور اتنے کثرت سے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے۔  
زہر کس نے دیا؟

سیر کی کتب میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا



آپ کے وصال شریف کے وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا،  
”اے میرے بھائی تمہیں زہر کس نے دیا۔“

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،  
”اے میرے بھائی اس لیے دریافت کرتے ہو کہ تم اے موت  
کے گھاٹ اُتار دو۔“

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،  
”ہاں۔“

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا،  
”اگر وہی شخص ہے جس پر مجھے شبہ ہے تو اس کا بدلہ لینے کے  
لیے میرا اللہ کافی ہے اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ  
کسی کا ناحق خون بہے۔“

معروف قول یہی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر پید کے  
لاج دینے میں آپ کی ندو جُعدہ نامی عورت نے زہر دیا تھا۔  
حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ربیع الاول شریف  
کے اوائل میں شہر ہجری میں ہوا۔



(۳)

# حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

## کنیت اور لقب

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے امام ہیں اور تمام ائمہ کرام کے

باپ ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اور آپ

کا لقب شہید اور شہید ہے۔

## ولادت باسعادت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروز شنبہ ۴ شعبان المبارک

اور سنہ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔ حضرت یحییٰ

بن زکریا علیہما السلام اور آپ کے سوا کوئی بچہ زندہ نہ رہا جس کی مدت حمل چھ





ہیسنے ہوئی ہو۔

## لفظ حسینؑ کی وجہ تسمیہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت سے عروقِ فاطمہ تک صرف ایک ماہ بیس یوم کے تھے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام گرامی حسین رکھا۔ آپ حسن و جمال میں کچھ ایسے تھے کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھے تو آپ کی پیشانی مبارک سے شعاعیں نکل کر ارد گرد کو روشن کر دیتی تھی۔ آپ خواجہ کوئین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سینہ سے پاؤں تک اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینہ سے سر تک مشابہ تھے۔ حضور خواجہ کوئین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

الْحُسَيْنُ مِنِّي وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

پھر ارشاد فرمایا کہ:

”جو حسین کو دوست رکھتا ہے تو بھی اُسے دوست

رکھ۔“

پھر فرمایا کہ:

”حسین میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند ہے۔“



## جبریل کا فرمان

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہم کشتی کرنے لگے تو خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”اے حسین حسین کو پکڑ لو۔“

حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

”یا رسول اللہ! آپ بڑے کو فرماتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لو۔“

حضرت خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جبرائیل بھی تو حسن کو کہہ رہے ہیں کہ حسین کو پکڑ لو۔“

## مبارک خوشخبری

حضرت ام المہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضرت خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”مختصر میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا ہے۔“

خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کوئی نسا خواب تو نے دیکھا ہے۔“



ام الحارث نے کہا،

”یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے  
ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔“  
حضور خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،  
”خاتون جنت ابھی ایک فرزند لائیں گی جو تیری گود میں  
ہوگا۔“

اس واقعہ کے حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت  
باسادت ہوئی۔

## غیم حسین کی کیفیت

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضور خواجہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت  
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے فرزند حضرت ابراہیم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل  
علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور کہا،

”اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس باہم نہ رہنے  
دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس لے جائے گا۔“

اب آپ ان دونوں میں سے جسے چاہیں پسند کریں۔“

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،  
”اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کے غم میں حضرت





خاتونِ جنت، حضرت علی المرتضیٰ اور میری جان جائے گی اور  
اگر صرف ابراہیم وصال کر جائیں تو تمام تر غم میری جان پر ہی  
ہوگا اس لیے میں اپنے غم کو پسند کرتا ہوں۔  
اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت ابراہیم نے وصال فرمایا۔

### پیشانی پر بوسہ دینا

جب کبھی حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ خواجہ کو نہیں  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ ان کی پیشانی  
پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہہ کر فرماتے،  
”اس فرزند پر میں نے اپنے فرزند ابراہیم کی قربانی  
دی ہے۔“

### مقامِ کربلا کا مشاہدہ فرمانا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک  
شب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور  
کافی دیر کے بعد گھر واپس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے بالوں کو غبار آلود  
دیکھ کر عرض کیا،

”یا رسول اللہ! میں آج حضور کو کس حال میں دیکھ رہی  
ہوں۔“



حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے سلمہ! آج مجھے ایک ایسی جگہ پر لے جایا گیا جو عراق میں ہے اور جسے کربلا کہا جاتا ہے اور یہی حسین کے شہید ہونے کی جگہ ہے۔ وہاں میں نے اپنی اولاد کا مشاہدہ کیا اور اُن کے خون کو زمین سے اٹھالیا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر آپ نے مٹھی کھول کر فرمایا اے پکڑنے اور محفوظ کر کے رکھ لو۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مٹی کو لے کر دیکھا تو وہ سُرخ مٹی تھی۔ پھر آپ نے اسے بوتل میں رکھ لیا اور پھر اس بوتل کا سہرا اچھی طرح سے باندھ دیا۔ جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عراق کا سفر اختیار کیا تو میں ہر روز اس شیشی کو باہر لا کر دیکھتی رہی۔ اس میں مٹی ایسی تھی جس طرح کہ میں نے اسے دسویں محرم کے دن دیکھا تھا تو اس میں خون تازہ ہو چکا تھا۔ میں سمجھ گئی کہ حضرت حسین جامِ شہادت نوش فرما چکے ہیں۔ میں نے بہت آہ و زاری کی مگر دشمن کے خوف سے میں گریہ زاری سے رک گئی۔ جب آپ کی شہادت کی خبر ملی تو وہی دن تھا۔

حضرت امام عالی مقام نے عاشورہ کے دن سلسلہ ہجری کو جامِ شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ساون سال تھی۔ حضرت جبریل کا شہادت کی خبر دینا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک



روز محبوب خدا علیہ التحیۃ و الثناء حضرت جبریل امین علیہ السلام کے پاس موجود تھے کہ اچانک حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آگئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا اے اللہ کے محبوب یہ کون ہیں؟

حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: -  
"یہ میرا بیٹا حسین ہے"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرما کر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لے لیا۔

یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا:  
"آپ کے بیٹے حسین کو بہت جلد شہید کر دیا جائے گا۔"  
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا:  
"اے جبریل انہیں کون شہید کرے گا؟"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:  
"یا رسول اللہ! آپ کی امت شہید کرے گی۔ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو آپ کو وہ جگہ بھی بتا دوں جہاں آپ جام شہادت نوش فرمائیں گے۔"  
اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے کربلا کی طرف اشارہ کیا اور کچھ سرخ مٹی بکڑ کر آپ کو دکھائی اور کہا کہ یہ مٹی حسین کے مقتل گاہ کی مٹی ہے۔  
سسر کا ہدیہ پیش کرنا

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم کوفہ کی جانب





گئے تو ٹھہرنے کی کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا ذکر نہ کیا ہو۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ دنیا  
کی دولت و رسوائی کی بہن ذلیل یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کو  
ایک عورت کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کے نابکاروں کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔

## قتل حسین کا بدلہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی کی  
گئی کہ ہم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا بدلہ میں ستر ہزار افراد کو ہلاک کیا  
اور آپ کے بیٹے حسین کے بدلہ میں اس سے دو گنا افراد کو ہلاک کیا جائے گا  
یہ قول درست ثابت ہو چکا ہے کہ قاتل امام عالی مقام اور ان کے رفقاء میں  
سے کوئی ایسا شخص نہ رہا جو موت سے قبل ذلیل و خوار نہ ہوا ہو۔ ان سب کو موت  
کے گھاٹ بڑی طرح اتارا گیا اور اکثر بہت بڑے مصائب میں پھنس گئے۔

## امام پاک کے قاتلوں کا انجمن

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ جب عید اللہ بن زیادہ اور اس کے  
رفقاء کے سر کو فہ کی مسجد میں لائے گئے تو انھیں رجم میں رکھا گیا۔ میں بھی وہاں گیا  
میں نے لوگوں کی زبان سے "آگیا آگیا" کے الفاظ سنے۔ آخر ایک سائبانہ ہوا  
ہوا اور ان سرور کے مابین گھس گیا۔ پھر عید اللہ بن زیاد کی ناک میں گھسا اور



اور کچھ دیر کے بعد باہر نکل کر چلا گیا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر لوگوں نے آگیا آگیا "کہنا شروع کر دیا۔ پھر دوسری مرتبہ وہی سانپ آگیا اور جو پہلے کیا تھا اسی طرح اس بار بھی کیا۔

### سونہ کا بھسم ہو جانا

شمر بن ذی الجوشن کو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامان سے کچھ سونا مل گیا جس میں سے کچھ اس نے اپنی لڑکی کو دے دیا تھا۔ اس کی بیٹی نے وہ سونا ایک سنیا رے کو دے دیا تاکہ وہ اس کے لیے کوئی زیور بنا دے۔ جب سنیا رے نے سونے کو آگ میں ڈالا تو وہ اس میں بھسم ہو گیا۔ شمر بن ذی الجوشن نے سنا تو سنیا رے کو بلا کر باقی سونا بھی اسے دے دیا اور کہا کہ میرے سامنے اس سونے کو آگ میں ڈالو۔ جب زرگر نے سونے کو آگ میں ڈالا تو وہ بھی بھسم ہو گیا۔

### تلخ ذائقہ والا گوشت

مروی ہے کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے چند اُونٹ جو بچ گئے تھے انہیں ظالموں نے ذبح کر دیا اور کباب بنائے۔ ان کبابوں کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ ہر کوئی کھانے سے اجتناب کرتا تھا۔ کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ یہ گوشت کھا سکے۔



## جنات کا نوحہ خوانی کرنا

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کو جو قبیلہ طے سے ہمارے پاس آیا تھا دریافت کیا:

”کیا تم نے امام عالی مقام پر جنات کو نوحہ خوانی کرتے سنا ہے؟“  
اس شخص نے کہا:

”ہاں“ سنا ہے۔“ لیکن قبیلہ طے کے ہر شخص سے نہ دریافت کرنا ورنہ ہر شخص تمہیں اس کے متعلق کچھ نہ کچھ بتائے گا۔

راوی نے کہا کہ میں تو صرف تمہیں سے ہی دریافت کرنا بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ تو نے بھی تو انہیں سے سنا ہے۔  
اس شخص نے کہا:

”میں نے اُن کی زبان سے یہ الفاظ سنے ہیں۔“

صباح الرسول جبینہ فله باریق فی الخدود

ابواہ من علیا وجد خیرا لجدود

ترجمہ

”محبوب خدا علیہ التیمۃ والثناء نے ان کی پیشانی کو چراغ کے رخسار مبارک منور میں۔ ان کے باپ و ادا اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والے ہیں۔“  
امام پاک کے قاتلوں پر لعنت ہو

جب مدینہ طیبہ میں بعض بد بخت اشخاص نے دوران خطبہ حضرت امام





حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر اظہارِ مسرت کیا تو اس رات مدینہ طیبہ  
میں درج ذیل اشعار نے گئے مگر پڑھنے والا نظر نہ آیا:

ایہا القاتلون جہلاً حسیناً  
البشروا بالعذاب والتنکیل  
کل من فی السیاء بدعوا علیکم  
من نبی و ملائکہ قیل  
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد  
و عیسیٰ صاحب الانجیل

ترجمہ

”اے حسین! کو جہالت سے قتل کرنے والو  
تمہیں سخت رسوا کرنے والے عذاب کی بشارت  
ہو۔ آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے خواہ وہ  
نبی ہوں یا فرشتے وہ سب تم پر بددعا کرتے  
ہیں۔ تم پر لعنت ہو بزبان حضرت سلیمان بن داؤد  
اور حضرت عیسیٰ جو انجیل کے مالک ہیں۔“

اہلِ روم کے عازموں میں سے ایک نے بیان کیا کہ میں نے ایک  
کریم میں یہ شعر مرقوم پایا:

اترجوا أمة قتلت حسیناً

شفاعة جده یوم المعاد



ترجمہ

”کیا وہ اُمت جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل  
کیا ہے اس کے جدا مجد سے قیامت کے دن شفاعت  
کی اُمید رکھتی ہے۔“

سرانور سے آواز آنا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن زبیر  
نے حکم دیا کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو نیزے  
پر چڑھا کر کوفہ کے گلی کوچوں میں پھیرا جائے تو اُس وقت میں اپنے مکان  
کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔ جب حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر مبارک  
میرے پاس سے گزرا تو مجھے سر مبارک سے یہ آواز سنائی دی:  
حَسِبْتُ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ  
كَانُوا مِنِّي أَتِنَا عَجَبًا۔

ترجمہ

تو گمان کرتا ہے بیشک اصحاب کہف اور قسیم ہماری نشانیوں میں  
سے عجیب تر تھے۔

یہ آواز اتنی ہیبت ناک تھی کہ سنتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے  
اور میں پکار اُٹھا کہ:  
”قسم بخدا یہ سر مبارک تو شہزادہ عالی مقام ہے اور



اور اس میں سے ایسی آواز کا نکلنا عجیب سی بات ہے۔

## پتھر سے تازہ خون نکلنا

ایک شخص معمر زہری نامی ایک روز عبد الملک بن مروان کی محفل میں مکین

تھا کہ ولید نے اُس سے پوچھا:

”تم میں سے کون ایسا شخص ہے کہ جسے علم ہو کہ حضرت امام  
عالی مقام کی شہادت کے روزیت المقدس کے پتھروں

کی کیفیت کیا تھی۔“

امام زہری نے کہا:

”میرے علم میں یہاں تک ہے کہ اس روز جس پتھر کو  
بھی اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا۔“

## آسمان سے خون کا برسنا

مروی ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید

ہوئے تو آسمان سے خون برسنے لگا اور ہر شے خون سے لت پت ہو گئی

نیز آسمان کئی دن تک خون سے لت پت رہا۔



(۴)

# حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

## کنیت اور لقب

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما چوتھے امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد، ابو الحسن اور ابو بکر ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔

## ولادت باسعادت

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ میں ہجرت کے تین سو تین برس پیدا ہوئے۔ بعض روایات میں آپ کا سن ولادت چھتیس یا اڑتیس ہجری گروانا جاتا ہے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ عابدہ کا اسم گرامی شہربانو ہے۔



## گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر

امام زہری نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ عبد الملک بن مروان کے حکم سے ان کے پاؤں باندھے گئے۔ ہاتھوں میں زنجیریں اور گردن میں طوق ڈالے گئے اور پھر ان پر نگران مقرر کیے گئے ہیں نے انھیں سلام کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ اس وقت ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے میں نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو نہار و قطار رویا اور پھر کہا کہ:

”کیا ہی بہتر ہوتا کہ اگر آپ کی جگہ مجھے باندھا جاتا اور آپ سلامت رہتے۔“

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”اے زہری! تو یہ خیال کرتا ہے کہ ان زنجیروں اور طوق سے میں تکلیف میں ہوں۔ اگر میں چاہوں تو یہ فوراً اتر جائیں مگر ایسی نشانیاں رہنی چاہئیں تاکہ تم خوف خداوندی کو دامن گیر رکھو اور حشر کے روز تم پر تکلیف نہ ہو۔“

ان بعد آپ نے زنجیر کو اپنے ہاتھوں سے اُتار دیا اور پاؤں کو پھندے سے آناؤ کر لیا۔

پھر فرمایا:

”اے زہری! میں ان کے ساتھ اس حال میں دو منزلوں





سے زیادہ نہ جاؤں گا۔“

جب چار دن گزرے تو آپ کی پاس بانی کرنے والے مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔ پھر آپ کو مدینہ بلا تے رہے لیکن آپ انھیں نہ مل سکے۔ ان میں بعض نے ایسے بیان کیا ہم ایک جگہ مقیم تھے اور آپ کی شدت سے بابائی کر رہے تھے صبح ہوئی تو محل میں آپ غائب تھے۔

**دبید بہ حسینی**

امام زہری نے بیان کیا کہ ازاں بعد میں عبد الملک بن مروان کے ہاں گیا تو اس نے مجھ سے حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا مجھے جو یاد تھا وہ میں نے بیان کر دیا۔  
عبد الملک نے کہا:

”جس وقت میرے گماشتوں نے انھیں گم کر دیا تو وہ میرے ہاں آکر کہنے لگے کہ میرے اور تمہارے مابین کوئی سی چیز حائل ہوئی ہے۔“  
عبد الملک نے کہا:  
”قسا ٹھہریئے۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:  
”میں ٹھہرنے کو تیار نہیں ہوں۔“

ازاں بعد آپ باہر تشریف لے گئے اور میں قسم بخدا آپ کے رعب و علال





سے خوف زدہ ہو گیا۔

## وصال مبارک

امام زہری جب بھی کبھی حضرت امام زین العابدین کا تذکرہ کرتے اور  
نار و قطار دیتے۔ اور کہتے کہ :

”وہ واقعی زین العابدین ہیں جو ایران کے شہنشاہ یزدگرد  
کی بیٹی سے تولد ہوئے۔ یزدگرد نوشیروان عادل کی اولاد  
میں سے تھے۔“

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۸ محرم الحرام ۹۵ھ  
ہجری میں وصال فرمایا۔ اور بعض راویوں نے وصال شریف ۹۵ھ  
کھایا ہے۔

## زین العابدین کی وجہ تسمیہ

آپ کے زین العابدین کے اسم گرامی کے معروف ہونے کی وجہ تسمیہ یہ  
ہے کہ آپ ایک شب نماز تہجد میں مشغول تھے کہ شیطان ایک سانپ کی  
شکل میں نمودار ہوا کہ اس طروانی شکل سے آپ کو عبادت سے باز رکھ  
کر عیش و نشاط میں مشغول کر دے۔ آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی یہاں تک  
کہ سانپ نے آپ کے پاؤں کا انگوٹھا اپنے منہ میں ڈال لیا لیکن آپ کچھ بھی اس  
کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ سانپ نے آپ کے انگوٹھے کو اس سختی سے کاٹا کہ



کہ آپ کو درد ہوا۔ آپ نے پھر بھی سانپ کی طرف توجہ نہ کی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے انکشاف فرادیا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے اُسے بُری طرح زد و کوب کیا۔ اور پھر فرمایا:

”اے ذلیل و خوار اور کمینہ یہاں سے دُور ہو جا“

جب سانپ یہاں سے چلا گیا تو آپ کھڑے ہو گئے تاکہ درد میں افاقہ ہو جائے۔ پھر آپ کو ایک آواز سنائی دی لیکن بولنے والا نظر نہ آیا۔ کہنے والے نے کہا:

”آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔“

**خالت وضو میں کچھ سی طاری ہونا**

جب حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جسم میں کچھ پی پیدا ہو جاتی۔ جب آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:

”تم جانتے ہو کہ کس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔“

**دنیا کی آگ سے نہ ڈر**

ایک مرتبہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان پر نماز پڑھ رہے تھے کہ مکان کو آگ لگ گئی۔ آپ بکدہ ہی میں سر بسجود رہے۔ لوگوں





بہت شور مچایا کہ:

”اے رسول اللہ کے بیٹے! اے رسول اللہ کے بیٹے!

آگ لگ گئی، آگ لگ گئی۔“

پھر بھی آپ نے سرجدہ سے نہ اٹھایا۔ جب آگ ٹھنڈی ہو گئی تو آپ سے دریافت کیا گیا:

”آپ آگ سے خاموش کیوں رہے؟“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”عشر کی آگ کے خوف سے یہ آگ بھول گیا۔“

**حضرت خضر کاراز کی باتیں کرنا**

ایک معتبر راوی نے روایت کی کہ ایک روز میں حضرت زین العابدین کے ہاں گیا۔ میں نے خیال کیا کہ میں اسے آواز دوں۔ میں مکان کے باہر بیٹھا رہا یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے آئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے جواباً وعلیکم السلام فرمایا۔ پھر ایک دیوار کے قریب آکر فرمایا:

”اے فلاں! اس دیوار کو دیکھا ہے۔“

اس شخص نے کہا:

”ہاں! دیکھا ہے اے رسول اللہ کے بیٹے۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:



”میں ایک روز اس دیوار کے ساتھ تکیہ لگا کر حالت  
افسردگی میں بیٹھا تھا کہ میں نے اچانک ایک خوب رو  
آدمی کو دیکھا جو سامنے کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے۔ اے  
علی بن حسین! میں تجھے افسردہ سا دیکھ رہا ہوں۔ اگر دنیا  
کے لیے افسردگی ہے تو دنیا ایک روزی ہے جسے ہر  
نیک و بد کھاتا ہے۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”میرا دکھ درد دنیا کے لیے نہیں ہے کیونکہ دنیا کا معاملہ  
ایسا ہے جیسا کہ آپ نے کہا ہے۔“

پھر اس شخص نے فرمایا:

”پھر اگر تمہارا افسردہ ہونا آخرت کے لیے ہے تو وہ ایک

سچا وعدہ ہے جس میں ایک طاہر شہنشاہ فیصلہ فرمائے گا۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”میرا افسردہ ہونا اس وجہ سے نہیں ہے آخرت تو ویسی

ہو گی جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔“

پھر اس شخص نے فرمایا:

”اے علی! پھر تمہاری افسردگی کی وجہ کیا ہے؟“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”میں فتنہ ابن ابی سیر سے خوف زدہ ہوں۔“





اس شخص نے فرمایا:

”اے علی! کیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے  
اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کی ہو اور اُسے نہ ملی ہو۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”نہیں۔“

اس شخص نے پھر فرمایا:  
”کیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو خوف الہی رکھتا ہو  
اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کام میں کمی کی ہو۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”نہیں۔“

اس کے بعد وہ شخص آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص  
حضرت خضر علیہ السلام تھے جو آپ سے راز کی باتیں کر رہے تھے۔

**چڑیوں کا تسبیح پڑھنا**

ایک راوی سے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت علی بن حسین رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں تھا کہ آپ کے گرد اگر وہ بہت سی چڑیاں مذبذب بنائی جا رہی  
تھیں تو آپ نے فرمایا:

”اے فلاں! تمہیں معلوم ہے کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟“





اس شخص نے کہا:  
”حضور میں کچھ علم نہیں رکھتا۔“  
حضرت زین العابدین نے فرمایا:  
”یہ چڑیاں اپنے رب کی تسبیح پڑھ رہی ہیں اور آج کے  
لیے روزی نہیں مانگتیں۔“

## زاہدِ دنیا کون؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شب ایک سائل یہ کہہ رہا تھا کہ:  
این الزاہدون فی الدنیا الراغبون فی الآخرة  
وہ زاہدِ دنیا کہاں ہیں جو آخرت کی طرف رغبت رکھتے ہیں؟  
انہا بعد جنت البقیع کی جانب سے ایک ناویدہ شخص کی آواز سنائی دی

”وہ زاہدِ علی بن حسین ہیں۔“

## ہرن کا آپ کے ساتھ کھانا کھانا

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے  
غلاموں، بچوں اور دیگر رفقاء کے ہمراہ جنگل میں گئے اور جاشت کے  
کھانے کے لیے دسترخوان بچھا دیا، دیکھتے دیکھتے وہاں ایک ہرن آکر راکت  
ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف چہرہ کر کے کہا:



”میں علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں اور میری والدہ  
محترمہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آؤ اور ہمارے  
ساتھ چاشت کا کھانا کھاؤ۔“

ہرن آیا اور جو کچھ اُس نے پسند کیا کھایا اور صحرا کی جانب واپس چلا گیا۔  
غلاموں میں سے ایک نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: یا حضرت ہرن کو  
بجارتہ بلائیے۔

حضرت زین العابدین نے فرمایا:  
”ہم اسے پناہ دیں گے تم اسے مت چھیڑنا۔“  
اُس نے عرض کیا:

”مختور ہم اسے ہرگز نہیں چھیڑیں گے۔“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”اے ہرن! میں علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں  
میری والدہ محترمہ رسول اللہ کی بیٹی ہیں۔“

وہ یہ سن کر بھرا آگیا اور دسترخوان کے قریب ٹھہر گیا اور آپ کے ہمراہ کچھ  
کھانا شروع کر دیا۔ ان اصحاب میں سے کسی نے ہرن کی پشت پر دست دراز کیا  
تو ہرن بھاگ گیا۔

پھر حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”تم نے میری پناہ کو سلامت نہیں رہنے دیا اب میں تم سے کسی  
قسم کی بات نہ کروں گا۔“



## اُونٹنی کی کاہلی دُور فرمانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُونٹنی چلتے چلتے راستہ میں کاہلی کرنے لگی۔ آپ نے اسے بٹھا کر اسے عصا دکھا کر کہا کہ:

”تیزی سے چلو ورنہ اس عصا سے تمہاری مرست کی جائے گی۔“

اُونٹنی نے آپ کی یہ ٹوانٹ بیٹ سن کر تیز چلنا شروع کر دیا اور ازاں بعد رفتار میں کبھی کاہلی نہ کی۔

## ہرنی کا بارگاہِ امام میں فریاد کرنا

ایک روز حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ جنگل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک ہرنی آئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا پاؤں زمین پر مار کر زار و قطار چیخنے لگی۔ آپ کے رفقاء نے آپ سے دریافت کیا:

”اے ابن رسول اللہ! یہ ہرنی کیا کہتی ہے؟“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”ہرنی کہتی ہے کہ کل فلاں قریشی میرا بچہ اٹھا لیا ہے اور

میں نے کل سے بچہ کو دُور دھ نہیں پلایا۔“

یہ سن کر بعض رفقاء کے دل میں شک پیدا ہوا۔ آپ نے اس قریشی کو بلایا



وہ آگیا تو حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”یہ ہرنی شکایت کر رہی ہے کہ تم نے اس کا بچہ اٹھالیا ہے اس نے ابھی اُسے دودھ بھی نہیں پلایا۔ اب اُس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں تجھے کہوں کہ تو اس

کا بچہ واپس دے دے تاکہ یہ اُسے دودھ پلا لے۔ پھر بچہ کو دودھ پلانے کے بعد تجھے بچہ واپس لوٹا دے گی۔“

قریشی نے آپ کی بات کو مانتے ہوئے بچہ لا کر حاضر کر دیا۔ ہرنی نے بچہ کو دودھ پلایا تو آپ نے قریشی سے کہا کہ وہ بچہ کو آزاد کر دے۔ قریشی نے آپ نے کہنے پر بچہ کو آزاد کر دیا اور آپ نے دونوں ماں بیٹا یعنی ہرنی اور اس کے بچہ دونوں کو آزاد کر دیا۔ وہ پھر اچھلتی کودتی خوشی سے واپس چلی گئی۔ ازاں بعد آپ کے رفقاء نے آپ سے دریافت کیا:

”یا ابن رسول اللہ! یہ کیا کہتی ہے؟“

حضرت زین العابدین نے فرمایا:

”وہ تمہیں جانتے ہوئے بہتر دعاؤں سے یاد کرتی تھی۔“

آخری وقت سے مطلع فرمانا

جس شب حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو آپ نے اپنے صاحبزادہ محمد باقر سے فرمایا:

”صاحبزادہ! میرے واسطے وضو کیلئے پانی لاؤ۔“



وہ پانی لائے تو وہ پانی ٹھیک نہیں تھا یعنی اُس میں چوہا مرا ہوا تھا اور اندھیری رات تھی اس لیے اچھی طرح دیکھ نہ سکے۔ پھر آپ کے لیے مزید پانی لایا گیا جس سے آپ نے وضو کر کے فرمایا:

”اے میرے فرزند! آج میرا وقت وصال ہے۔“  
ازاں بعد اپنے فرزند کو کچھ وصیتیں کیں۔

### حضرت امام زین العابدین کے فراق میں اونٹنی کی موت

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اونٹنی تھی جو مکہ معظمہ جاتی تو آپ اُس کے پالان کے آگے چابک لٹکا دیتے۔ اس لیے تمام راستے اسے چھڑی بھی مارتی نہ پڑتی اور آنے جانے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ ہوتا جب آپ کا وصال شریف ہوا تو وہ اونٹنی آپ کی قبر کے سرانے آکر اپنی چھاتی زمین پر رکھ کر آہ وزاری کرتی۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس حالت میں دیکھ کر فرمایا:

”اے ناقہ! اُمّ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔“

اونٹنی نہ اُٹھی تو حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اسے چھوڑ دو وہ جا رہی ہے۔“

ازاں بعد وہ اونٹنی تین یوم زندہ رہ کر پھر موت کا مزہ چکھ گئی۔

حجر اسود کا فیصلہ کرنا

حضرت امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد





محمد بن حنفیہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا:  
”اے بیٹا! میں تمہارا چچا ہوں اور تم سے عمر میں بھی بڑا  
ہوں اس لیے امامت کا اولین حق میرا ہی ہے۔ اور حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنگی اوزار بھی دے دیں۔“

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے کہا:  
”اے میرے عم محترم! خدا سے ڈرو اور جس چیز کے تم اہل  
نہیں ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔“

ازاں بعد پھر محمد بن حنفیہ نے مبالغہ سے کام لیا تو حضرت زین العابدین نے  
کہا:

”اے میرے عم محترم! آؤ حاکم کے پاس چلیں جو وہ ہمارے  
درمیان فیصلہ کرے وہ بہتر ہوگا۔“

محمد بن حنفیہ نے کہا:  
”وہ کونسا حاکم ہے جو ہمارا فیصلہ کرے گا۔“

حضرت زین العابدین نے کہا:  
”وہ فیصلہ کرنے والا حاکم حجر اسود ہے۔“

جب وہ دونوں صاحبِ دہاں پہنچے تو حضرت زین العابدین نے اپنے عم محترم  
کے کہا:

”اے عم محترم! اس سے بات کرو۔“  
حضرت محمد بن حنفیہ نے حجر اسود سے بات کی مگر کوئی جواب نہ ملا۔



پھر حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ الہی میں دُعا کے ہاتھ اٹھائے اور ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہ اکرم کو اس کے صفاتی اسماء سے یاد کیا تو حجرِ اسود گفتگو کرنے لگا۔ پھر آپ نے اپنا چہرہ حجرِ اسود کی جانب کر کے کہا: ”تجھے اس رب کی قسم ہے جس نے اپنے بندوں کے وعدے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں ہمیں اس بات سے مطلع کرو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد امام اور نابالغ کی سرپرستی کا حق کسے حاصل ہے؟“

حجرِ اسود آپ کی یہ بات سن کر کانپ اٹھا قریب تھا کہ اپنی جگہ سے گر پڑتا لیکن نہایت فصیح و بلیغ زبان میں گویا ہوا: ”اے محمد بن حنفیہ! یہ چیز مسلمہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے بعد امانت کا حقدار علی بن حسین رضی اللہ عنہما ہی ہے۔“

### امام پاک کا دو افراد کو نجات دلوانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دورانِ طواف ایک عورت ایک سرد کا ہاتھ حجرِ اسود سے چمٹ گیا۔ ہر طرح سے پھیرنے کی سعی کی گئی لیکن وہ چمٹے رہے لوگوں نے یہ حال دیکھ کر مشورہ دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ وہاں آنکلیے اور انھیں دیکھ کر آگے آگے آپ نے ایسا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر پھیرا تو ان کے ہاتھوں کو رہائی مل گئی اور پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔





## ملک کو سلامتی بخشنا

ازاں بعد عبد الملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو ایک نامہ لکھ کر ہدایت کی کہ وہ بنو عبد المطلب کے قتل سے منہ موڑ لے کیونکہ آل ابی سفیان اس بارے میں خیال کرتی ہے کہ بنو اُمیہ کی حکومت بہت جلد ختم ہو جائے گی عبد الملک نے یہ نامہ پڑھ کر ارسال کیا جس سے حضرت زین العابدین کو آگاہ کیا گیا۔ آپ نے عبد الملک بن مروان کو تحریر کیا کہ تم نے فلاں روز اور فلاں وقت حجاج بن یوسف کو کسی قسم کا خط تحریر کیا تھا۔ مجھے خواجہ کوئین صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ خط اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے جس کے سبب سے تیرے ملک کو اس نے سلامتی بخشی ہے۔ آپ نے وہی عبارت تحریر کر کے نامہ ایک غلام کو دیا اور اسے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے عبد الملک کی جانب روانہ کیا۔ عبد الملک نے خط کی تحریر کو اپنے خط کے مطابق پایا تو اسے آپ کے حق میں ہونے کا اعتبار آگیا۔ بہت مسرور ہوا اور اسی اونٹنی پر اتنے درہم و دینار لاد کر آپ کو بھیج دیئے جن کی وہ برہار ہو سکتی تھی۔

## امام پاک خزمیہ کے حق میں دُعا کرنا

ایک شخص منہال بن عمرو نامی نے کہا کہ ابام حجاج میں حضرت زین العابدین کو ملنے گیا تو آپ نے مجھ سے خزمیہ بن کابل الاسدی کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے عرض کیا میرے آقا وہ تو کوفہ میں موجود ہے۔ پھر آپ نے



ان کے حق میں مندرجہ ذیل الفاظ سے بددعا کی:

اللّٰهُمَّ اَوْقِدْهُ حَرًّا اَجْدِيدِ اللّٰهُمَّ اَوْقِدْهُ  
حَرًّا النَّارِ۔

”اے اللہ اسے لوہے کی حرارت سے جلا دے۔ اے

اللہ اسے نار کی حرارت سے جلا دے۔“

جب میں کوئٹہ میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مختار بن ابی علیہ بغاوت  
کر چکا ہے۔ میں نے اس سے تعلقات استوار کیے اور اس کی ملاقات کے  
لیے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی گھوڑے  
پر سوار ہو رہا تھا۔ میں اس کے ہمراہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں اس نے  
ایک شخص کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔ اچانک خزیہ کو بلوایا گیا۔ مختار نے  
کہا:

”الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر حاوی کیا ہے۔“

اس نے جلد کو بلایا تاکہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے۔ ازاں بعد اس  
نے آگ لانے کو کہا جس میں خزیہ کو سینک دیا گیا اور وہ جل گیا۔ میں  
نے جب اس واقعہ کو دیکھا تو اللہ کی پاکی بیان کی۔ مختار نے مجھے اللہ تعالیٰ کی  
پاکی بیان کرنے کا سبب پوچھا تو میں نے حضرت زین العابدین کی بددعا کا  
قصہ بیان کیا۔ اس نے مجھے قسم دے کر اس کی تصدیق چاہی۔ میں نے کہا:  
”ہاں میں نے خود سنا ہے۔“

مختار گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی اور اس کے بعد



دیر تک سر بجزو دریا۔ سر بجدہ سے اٹھا کر وہاں سے چل دیا۔ میں بھی ان کے  
ہمراہ چل دیا۔ راستے میں میرا مکان تھا۔ میں نے غلصانہ انداز میں اُسے گھر  
آنے کے لیے دعوت دی تاکہ کھانا پیش کروں۔  
منار نے کہا:

”اے منہال! جب کہ تو نے مجھے خود مطلع کیا ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے حضرت زین العابدین کی دعا کو قبول کر  
لیا ہے تو پھر مجھے کچھ کھانے کے لیے کیوں کہتا ہے  
میں تو آج شکر یہ کاروزہ رکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے  
مجھے اس کی توفیق دی ہے۔“





(۵)

# حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

کنیت اور لقب

حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارہ ائمہ میں سے پانچویں امام ہیں۔

آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔

لفظ ”باقر“ کی وجہ تسمیہ

حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لقب باقر ہونے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ مختلف علوم میں وسعتِ نظر کے مالک تھے اور انہیں خوب فصاحت و بلاغت سے بیان فرماتے۔

والدہ محترمہ کا اسم گرامی

آپ کا والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ تھا جو حضرت حسن بن علی کی صاحبزادی تھیں





## ولادت باسعادت

آپ مدینہ طیبہ میں ۱۲ صفر بروز جمعہ المبارک ستاون ہجری کو پیدا ہوئے  
یعنی حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تین سال  
قبل۔

## وصال شریف

آپ کا ۱۱۲ ہجری میں ستاون برس کی عمر شریف میں وصال شریف ہوا  
آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں اپنے والد گرامی قدر کی قبر شریف کے قریب  
ہے۔ آپ نے خود بیان فرمایا ہے کہ:

”میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس  
وقت آکر سلام کیا جب کہ ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو  
چکی تھی۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پھر دریافت  
کیا کہ:

”آپ کون ہیں؟“

میں نے کہا کہ:

”میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔“

حضرت جابر نے کہا:

”میرے بیٹے! میرے قریب آؤ۔“



میں قریب آیا تو انہوں نے میرے ہاتھ چومے اور پاؤں چومنے کے لیے  
آرزو کی۔ میں دور جا کر کھڑا ہو گیا تو انہوں نے فرمایا:  
”خواجه کو نہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔“  
میں نے کہا:

”آپ پر بھی صلوٰۃ و سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔“  
پھر میں نے دریافت کیا:  
”اے جابر! یہ سب کچھ کیونکر ہوا ہے؟“  
حضرت جابر نے کہا:

”ایک روز میں خواجه کو نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھا  
تو آپ نے مجھے فرمایا: اے جابر! شاید تمہاری ملاقات میرے  
فرزند سے ہو جسے محمد بن علی بن حسین کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
اسے انوار و حکم عطا کرے گا تو اُسے میرا سلام پہنچا دینا۔“

### دیگر روایت

ایک اور روایت میں انہیں سے روایت ہے کہ محبوب خدا علیہ السلام  
والشہداء نے فرمایا:

”اے جابر! ہو سکتا ہے کہ تو حسین کے ایسے بیٹے سے ملاقات  
کرنے کے لیے زندہ رہے جس کا نام محمد ہے اور جو دین محمدی  
کی خوب اشاعت کرے گا تو اُسے میرا سلام پہنچا دینا۔“





بعض روایات میں اس طرح آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ  
والتیم نے فرمایا:

”اے جابر! تمہاری حیاتی اس ملاقات کے بعد چند یوم ہوگی۔“  
پھر آپ سے ملاقات کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

### حضرت امام باقر کا غیب کی خبر دینا

ایک معتبر راوی نے روایت کیا کہ ہم حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے ساتھ ہشام بن عبد الملک کے مکان کے قریب سے اُس وقت گزرے  
جب وہ اس کی بنیاد رکھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

”قسم بخدا! یہ مکان نیست و نابود ہو جائے گا اور لوگ اس  
کا گارا تک اٹھا کر لے جائیں گے۔ یہ پتھر جس سے اس کی  
بنیاد رکھی گئی ہے کھنڈرات بن جائیں گے۔“

راوی کہتا ہے کہ مجھے آپ کی اس بات سے تعجب ہوا کہ ہشام کے مکان  
کو کون نیست و نابود کرے گا۔ جب ہشام دفنات پا گیا تو ولید بن ہشام کے  
کہنے پر اسے گرا دیا گیا اور تمام پتھر بل بنیاد کو اکھاڑ دیا گیا۔ یہ سب کچھ میں نے  
اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

سسر کو نیزے پر لٹکانا

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



کے ہمراہ تھا کہ آپ کا بھائی زید بن علی ہمارے قریب سے گزرا تو آپ نے فرمایا کہ:

”قسم بخدا یہ کوفہ کی جانب چلا جائے گا اور لوگ اسے قتل کر دیں گے اور اس کے سر کو گلی کو چوں میں پھراتے ہوئے یہاں لے آئیں گے اور نیزے پر لٹکا دیں گے“  
ہم آپ کی یہ باتیں سن کر نہایت حیران ہوئے کیونکہ مدینہ طیبہ میں کبھی کسی کو نیزہ پر نہیں لٹکایا گیا تھا لہذا جب ان کے سر کو لایا گیا تو ساتھ ہی پچانسی کا سامان بھی لایا گیا۔

عمر کم ہونا

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ:

”میرے والد محترم نے مجھے وصیت کی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے غسل اور دفن خود ہی کرنا کیونکہ امام کے لیے یہ کام امام ہی پورا کرتا ہے۔“

ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا بھائی عبد اللہ بہت جلد امامت کا دعویٰ کرنے والا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو اپنی جانب مدعو کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

”اسے چھوڑ دو اس کی عمر بہت کم ہو گی۔“





جب میرے والد محترم نے وصال شریف فرمایا تو میں نے اسے غسل دے کر دفن کیا اور میرے بھائی نے امامت کا دعویٰ کیا اور اس وقت سے زیادہ حیات نہ رہا جتنا وقت کہ میرے والد محترم نے کہا تھا۔

## سوال سے پہلے جواب

ایک شخص فیض بن مطر نامی نے کہا کہ میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے چاہا کہ میں عشاء کی نماز ادا کرنے کے لیے جگہ کے تعین کے متعلق سوال کروں۔ میں ابھی سوال کرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے حدیث بیان فرمائی کہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء ایک ایسی کشادہ جگہ پر جہاں گھاس بھرت ہو نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

## جنت کی امام پاک کی بارگاہ میں حاضری

ایک اور راوی نے روایت کیا کہ میں نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی تو لوگوں نے کہا تیزی سے کام نہ لو کیونکہ ان کے ہاں اور بھی بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی وہ باہر نہ آئے تھے کہ بارہ آدمی تنگ تباؤں میں ملبوس اور ہاتھ پاؤں میں دستاں اور موزے پہنے ہوئے باہر آئے۔ انہوں نے السلام علیکم کہا اور چلے گئے۔ ازاں بعد میں حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا:

”یا حضرت یہ کون شخص تھے جو ابھی آپ کے پاس سے اٹھ کر



گئے ہیں۔ مجھے تو ان کے متعلق کچھ علم نہیں۔“

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا:

”یہ تمہارے بھائی جن تھے۔“

میں نے دریافت کیا:

”کیا آپ انہیں دیکھ لیتے ہیں۔“

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا:

”ہاں جس طرح تم حلال و حرام میں استفادہ کرتے ہو اسی طرح وہ

بھی آکر دریافت کرتے ہیں۔“

عمر پانچ سال باقی رہتا

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز میرے

والد محترم نے مجھ سے کہا کہ:

”میری عمر صرف پانچ برس باقی رہ گئی ہے۔“

جب آپ نے وصال شریف فرمایا تو ہم نے اُس مدت کو شمار کیا تو وہی

سال نکلا جو آپ نے فرمایا تھا۔

بصیر طیشے کا امام پاک سے گفتگو کرنا

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ ہم حضرت محمد بن علیؑ کے ہمراہ مکہ معظمہ

اور مدینہ طیبہ کی درمیانی راوی میں ہم سفر تھے اور اس وقت آپ ایک حجر





پر سوار تھے اور میں ایک گدھے پر سوار تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی شخص پہاڑ سے اتر کر ان کے قریب آیا اور وہ آپ کے منجر کی نگرانی کرتا رہا اور ایک بھیڑیا اپنے ہاتھوں کو منجر کی زین کے آگے رکھ کر بہت دیر تک ان سے محو گفتگو رہا۔ وہ سنتے رہے بالآخر آپ نے اس بھیڑیے سے فرمایا:

”اب تم واپس چلے جاؤ جو تم چاہتے تھے میں نے اُسی طرح ہی کر دیا ہے۔“

بھیڑیا یہ سن کر واپس ہو گیا۔

پھر امام پاک نے مجھ سے فرمایا:

”کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا کہتا تھا؟“

اُس شخص نے کہا:

”اللہ اور اس کا رسول اور اس کا فرزند ہی بہتر جانتے ہیں۔“

امام پاک نے فرمایا:

”بھیڑیا فریاد کر رہا تھا کہ میری ہمسرا اس وقت دروازہ میں مبتلا

ہے دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے نجات دے

اور میری نسل کے کسی کو بھی آپ کے عقیدت مندوں

پر مسلط نہ کرے۔

چنانچہ آپ نے بھیڑیا کے حق میں دعائے خیر کی۔

غیب سے معلوم کر لینا

ایک نہایت صالح بزرگ نے بیان کیا کہ میں مکہ معظمہ میں محمد بن علی





بن حسین کے دیدار کا اشتیاق رکھتا تھا تو میں ان کے ہی لیے خاص طور پر  
مدینہ منورہ گیا۔ جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا شدت کی بارش تھی اور سردی بھی  
زور پر تھی اور آدھی رات کا وقت تھا جب میں آپ کے مکان پر پہنچا۔ میں یہ سوچ  
ہی رہا تھا کہ آپ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں یا انتظار کروں کہ صبح وہ خود ہی باہر  
آجائیں گے۔ اچانک میں نے آپ کی آواز سنی۔ آپ نے اپنی لونڈی سے  
فرمایا:

”اے لونڈی! فلاں آدمی کے لیے دروازہ کھولو کیونکہ آج

رات کا موسم سخت سرد ہے۔“

لونڈی نے دروازہ کھولا اور میں اندر داخل ہو گیا۔

ایک شخص کو اغیار سے نجات دلانا

ایک دیگر آدمی نے بیان کیا کہ میں آپ کے در اقدس پر گیا تو آپ نے  
میرے سواہر ایک ملاقاتی کو ملنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ یہ دیکھ کر  
نہایت پریشانی کی حالت میں اپنے گھر واپس آیا۔ مجھے اس رات نیند بھی  
نہ آئی اور اسی پریشانی کی حالت میں سوچا کہ واپس کہہ مٹھ چلا جاؤں اگر مرجہ  
لوگوں کے ہاں گیا تو وہ یوں کہیں گے اگر قدر یہ ہیں گیا تو وہ یوں کہیں گے  
اور اگر حدود یہ ہیں جاؤں تو وہ یوں کہیں گے۔ اگر یہ یہ کہے ہاں جاؤں تو وہ  
یوں کہیں گے اور ان سب کی گفتگو کی بنیاد تخریب کاری ہے۔ میں اسی خیال  
میں تھا کہ صبح کی نماز کی اذان ہو گئی۔ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو میں



نے کہا:

”کون ہے؟“

وہ شخص بولا:

”میں محمد بن علی بن حسین کا قاصد ہوں۔“

جب میں مکان سے باہر آیا تو قاصد نے کہا:

”امام پاک تجھے یاد کر رہے ہیں۔“

میں کپڑے پہن کر وہاں گیا اور جب آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا:

”اے فلاں! تم نہ مرجیہ کے ہاں جاؤ، نہ قدریہ کے ہاں

جاؤ، نہ ینیدیوں کے ہاں جاؤ اور نہ حروریہ کے ہاں جاؤ

بلکہ تم ہمارے ساتھ رہو۔“

### غائبانہ طور پر السلام علیکم کہنا

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا کہ اچانک دور سے

ماری کی ظاہر ہوئی۔ یہ تاریکی کبھی گہری ہو جاتی اور کبھی غائب ہو جاتی۔ جو نہیں

قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک آٹھ سالہ بچہ مجھے سلام کہہ رہا ہے۔ میں نے

سلام دے کر پھر اس سے دریافت کیا کہ:

”تم کہاں سے آئے ہو؟“

اس بچہ نے جواب دیا:

”میں اس کی طرف سے آیا ہوں۔“





میں نے دریافت کیا،

”تمہارا راستے کا خرچ کیا ہے؟“

اس شخص نے کہا،

”میرا راستے کا خرچ تقویٰ ہے۔“

میں نے دریافت کیا،

”تو کون ہے؟“

اس شخص نے کہا،

”میں ایک عرب زادہ ہوں۔“

میں نے دریافت کیا،

”تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو؟“

اس شخص نے کہا،

”میں خاندان قریش سے تعلق رکھتا ہوں۔“

میں نے دریافت کیا،

”آپ کا خاص کر کس قبیلہ سے واسطہ ہے؟“

اس شخص نے کہا،

”میں خاص کر ہاشمی قبیلہ سے واسطہ رکھتا ہوں؟“

میں نے دریافت کیا،

”آپ کس کے فرزند ہیں؟“

اس شخص نے کہا،





”میں علوی ہوں۔“  
اس کے بعد اُس نے گیت گانا شروع کیا۔

## اللہ پر بندے کے حقوق

ایک راوی نے روایت کی کہ میں نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اللہ جل مجدہ الکریم پر بندے کا کیا حق ہے؟ آپ نے اپنا چہرہ مجھ سے پھیر لیا۔ میں نے تین دفعہ اپنا سوال دہرایا۔ پھر تیسری بار امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

”اللہ جل مجدہ الکریم پر میرا حق یہ ہے کہ وہ اس کھجوروں کے جھنڈ کو کہے کہ ادھر آؤ تو وہ ادھر چلا جائے۔“

آپ نے جو بھی اس جھنڈ کو اشارہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ حرکت کر لے لگا اور آپ کی طرف آنے لگا لیکن آپ نے اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہے کیونکہ آپ نے اسے اس طرح آنے کے لیے نہیں کہا تھا۔

## حجابات کا اٹھ جانا

ایک اور بزرگ نے روایت کیا کہ میں حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک کمیز بکلی جو جو اُٹھ رہی تھی اور نہایت حسین و جمیل تھی۔ میں نے اس کے پستانوں کو ہاتھ لگا کر کہا کہ جاؤ اپنے مالک کو اطلاع دو کہ فلاں شخص دروازے پر کھڑا ہے۔ اندر سے آواز





آئی کہ اندر آ جاؤ ہم تمہارے انتظار میں ہیں۔ میں نے اندر جا کر عرض کیا،  
”یا حضرت! میرا بدی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔“

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :  
”تم نے سچ کہا لیکن کبھی یہ بات دل میں نہ لانا کہ یہ درو  
دیوار ہماری نظر کے سامنے ویسے ہی حجاب ہوتے ہیں  
جیسے تمہاری نظر کے سامنے! اگر ایسا ہی ہو تو تمہارے  
اور ہمارے درمیان فرق کیا ہوا۔ آج کے بعد کبھی ایسی  
حرکت نہ کرنا۔“

### بالوں کا سیاہ ہو جانا

ایک راوی نے روایت کیا کہ دو مستور جن کے نام جبابہ اور البیہ  
تھا حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے آئیں۔ آپ نے اُن  
سے فرمایا :

”تم ہمارے پاس دیر سے کیوں آئی ہو؟“

جبابہ نے عرض کیا :

”حنور! میرے بال سفید ہو گئے ہیں میں انہیں درست

کرنے میں لگی رہتی ہوں۔“

حضرت امام باقر نے فرمایا :

”مجھے دکھاؤ۔“



اس نے دکھائے تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جس سے تمام  
بال سیاہ ہو گئے۔

پھر فرمایا:

”اے شیشہ دکھاؤ۔“

اس نے آئینہ دیکھا تو اس کے بال سیاہ ہو چکے تھے۔“

### دوانقی کو حاکمیت کی بشارت دینا

ایک راوی نے روایت بیان کی کہ میں حضرت امام باقر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں بیٹھا تھا۔ ان دنوں حضرت زین العابدین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اچانک داؤد بن سلیمان اور منصور  
دوانقی آگئے۔ داؤد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر  
ہوا لیکن دوانقی کسی اور جگہ بیٹھا رہا۔ حضرت امام باقر نے دریافت کیا:  
”دوانقی میرے پاس کیوں نہیں آیا۔“

داؤد نے محضرت پیش کی۔

آپ نے فرمایا:

”کچھ دنوں کے بعد دوانقی مخلوق خدا کا حاکم ہوگا اور مشرق

و مغرب اس کی ملکیت ہوگی۔ اس کی عمر بھی بہت لمبی

ہوگی اور اس نے خزانے جمع کرے گا کہ اس سے پہلے

کسی نے نہ کیے ہوں گے۔“





دواؤ اُٹھے اور تمام قصہ دوائقی کو سنایا۔ دوائقی نے حاضر خدمت ہو کر  
عرض کیا:

”آپ کے پاس آنے پر بجز آپ کے اجلال و اکرام  
کے کوئی چیز مانع نہ تھی۔“

پھر دریافت کیا:  
”دواؤ نے کیا کہا ہے؟“

فرمایا:  
”اس نے سچ کہا اور ایسا ہی ہوگا۔“

پھر دریافت کیا:  
”کیا آپ کی حکومت ہماری حکومت سے پہلے ہوگی؟“  
آپ نے فرمایا:

”ہاں۔“  
اُس نے پھر دریافت کیا کہ:  
”ہماری حکومت دیر پار ہے گی یا کہ بنو امیہ کی؟“  
آپ نے فرمایا:

”تمہاری حکومت دیر پار ہے گی لیکن بچوں کے ہاتھ  
میں رہے گی جس سے یہ گیند کی طرح کھیلے رہیں گے۔“  
پس یہی بات ہے جو میں نے اپنے باپ سے سنی ہے۔ پھر جب دوائقی حاکم  
باتو اُسے حضرت امام باقر کی باتوں پر سخت حیرت ہوئی۔



## آنکھوں کی بینائی عطا کرنا

ایک شخص حضرت ابوبصیر نامی جو نابینا تھے انہوں نے کہا کہ ایک دن میں نے حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

”یا حضرت! کیا آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے محافظ ہیں؟“

حضرت امام باقر نے فرمایا،

”ہاں۔“

ابوبصیر نے پھر کہا کہ:

”نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تربیوں کے وارث ہیں؟“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”ہاں! آپ ان تمام کے علوم کے وارث ہیں۔“

ابوبصیر نے پھر کہا:

”یا حضرت! کیا آپ کو بھی وہ علوم میراث میں حاصل ہیں؟“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”ہاں۔“

ابوبصیر نے پھر کہا:

”کیا آپ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں، اندھوں کو روشنی دے

سکتے ہیں اور کڑھ والوں کو تندرست کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بھی





بتائیں کہ لوگ اپنے گھروں میں کیا خود دہونوش کرتے ہیں

اور کیا کچھ بچا کر رکھتے ہیں؟

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا:

”ہاں! میں حکم الہی سے بتا سکتا ہوں۔“

پھر آپ نے ابوبصیر سے فرمایا کہ:

”اے ابوبصیر! میرے سامنے آکر بیٹھ جاؤ۔“

ابوبصیر آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ابوبصیر کے چہرے پر پھیرا تو ابوبصیر کی آنکھیں درست ہو گئیں اور روشنی بحال ہو گئی۔ ابوبصیر نے اس روشنی سے صحرا اور زمین و آسمان کی وسعتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت امام باقرؑ نے پھر اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرا تو ابوبصیر کی پہلی حالت ہو گئی۔ پھر آپ نے ابوبصیر سے دریافت کیا کہ:

”اے ابوبصیر! ان دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت

تمہیں پسند ہے وہ یہ کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں اور

تمہارا حساب سپرد الہی ہو یا تمہاری آنکھیں ایسی ہی رہیں اور

تمہیں بلا حساب و کتاب جنت مل جائے۔“

ابوبصیر نے کہا:

”میں تو یہ بات پسند رکھتا ہوں کہ میں نابینا ہی رہوں اور

جنت میں بلا حساب و کتاب چلا جاؤں۔“





## حضرت امام باقر کی فہم و فراست

ایک راوی سے مروی ہے کہ ہم پچاس آدمیوں کے قریب حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اور شخص بھی آیا جو خرما فروشی کا کام کرتا تھا اُس نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ: ”یا حضرت! کوفہ میں ایک آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ہے جو کافر اور مومن سے اور دوست کو دشمن سے تمیز کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہے۔“ حضرت امام باقر نے اُس سے دریافت کیا:

”تم کیا کام کرتے ہو؟“

اُس شخص نے کہا:

”میں گاہے بگاہے جو فروخت کرتا ہوں“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”یہ تم نے غلط کہا تم تو کھجوروں کی خرید و فروخت کرتے ہو!“

اُس شخص نے کہا:

”آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”مجھے اللہ کا فرشتہ بتا دیتا ہے کہ فلاں تمہارا دوست ہے

اور فلاں تمہارا دشمن ہے۔ ہاں دیکھو تمہاری موت فلاں





بیماری سے ہوگی۔

راوی نے روایت کیا کہ جب میں کوفہ میں واپس گیا اور اس شخص کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ شخص فلاں بیماری میں ہلاک ہو گیا ہے جو آپ نے کہی تھی۔

## ایک نصرانی کا اسلام قبول کرنا

ایک راوی نے روایت کیا کہ ایک روز حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ابھی چند قدم ہی سفر کیا تھا کہ دو آدمی ملے۔ حضرت امام باقر نے فرمایا: ”یہ دونوں چور ہیں انھیں پکڑ کر مضبوطی سے باندھ دو۔“ آپ کے غلاموں نے انھیں اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر آپ نے اپنے ایک قابل اعتبار سے فرمایا:

”اس پہاڑ پر جاؤ وہاں ایک غار ہے اس میں سے جو کچھ بھی حاصل ہو وہ لے آؤ۔“

وہ آدمی گیا اور وہاں سے دو صندوق سامان کے سبک کر لے آیا۔ ایک صندوق میں کسی اور جگہ سے سامان بھر لایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اس سامان کا ایک مالک یہاں موجود ہے اور دوسرا غیر موجود ہے۔“

جب ہم مدینہ پہنچے تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر اپنے حق کا دعویٰ کر رکھا





تھا اور مدینہ کے گورنر اسے سرزنش کر رہے تھے۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

”انھیں سرزنش نہ کیجئے“

پھر آپ نے دونوں صندوق ان کے مالکان کو دے کر فرمایا کہ:

”چوروں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں“

آپ کے حکم کے مطابق چوروں کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ ان چوروں میں سے ایک چور نے کہا:

”اللہ تیرا ہزار بار شکر ہے کہ میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کے سامنے کاٹا گیا اور ان کے دستِ حق پر ہی میری توبہ قبول ہوئی۔“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”ہاں توبہ کا عہد کرو کیونکہ ایک سال کے بعد تم اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے۔“

اس شخص نے آپ کے دستِ حق پر توبہ کر لی اور پھر توبہ کے بعد پچھلے ایک سال

زمنہ دربار

ازان بعد اس صندوق کا ایک اور ٹاکہ آگیا۔ آپ نے اس سے فرمایا:

”تمہارے صندوق میں ایک ہزار دینار ایسا ہے جو تمہاری ملکیت

ہے اور ایک ہزار اور ہے جو کسی دوسرے کی ملکیت ہے اور

کچھ ایسے ویسے کپڑے بھی ہیں۔“



اس شخص نے کہا:

”یا حضرت! اگر آپ کو علم ہے تو اس کا نام بتادیں۔“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”اس شخص کا نام محمد بن عبدالرحمن ہے جو بہت نیک اطوار

شخص ہے وہ بہت بخیر ہے اور نماز کا بھی پابند ہے اور

اب وہ دروازے پر تمھارا منتظر ہے۔“

جو شخص آپ سے محو گفتگو تھا وہ نصرانی تھا۔ اس نے جب یہ حقیقت پر مبنی باتیں

نہیں تو کہنے لگا:

”تمام شکوک و شبہات سے منزہ صرف ایک ہی ذات ہے جو

معبود برحق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے

بندے اور رسول ہیں۔“

نصرانی یہ کہ کر مشرف یہ اسلام ہو گیا۔

حضرت امام باقر اور عطاءے ربانی

حضرت ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام باقر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

”مجھے ایک ایسے شخص کا خیال معلوم ہے کہ جو اگر دریا کے

کنارے کھڑا ہو جائے تو دریا کے تمام جانوروں اور ان

جانوروں کے آباؤ اجداد کے نام جان پیتا ہے۔“



## نبی کی مناجات سے بے خود ہونا

ایک راوی نے روایت کہ ہم ایک جماعت کی صورت میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے ایک خوش الحان شخص سے کچھ سریانی زبان میں پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ ہمارے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کوئی اہل کتاب پڑھ رہا ہے۔ ہم اندر آئے تو آپ کے سوا کوئی شخص موجود نہ تھا۔ ہم نے عرض کیا کہ:

”ہمیں ابھی ابھی ایک شخص سریانی میں کچھ پڑھتا ہوا سنائی

دیا سنا وہ کہاں ہے؟

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”مجھے فلاں نبی کی مناجات یاد ہے جب میں اُسے پڑھتا

ہوں تو مجھے وہ بے خود کر دیتی ہے۔“

## لوٹڈی کی عزت کی حفاظت فرمانا

ایک روز کا ذکر ہے حضرت ابن عکاشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کا صاحبزادہ امام جعفر بھی آپ کے پاس کھڑا تھا۔ ابن عکاشہ نے کہا:

”اب تو ماشاء اللہ حضرت جعفر عالم شباب میں ہیں ان کا عقد

ہونا چاہیے۔ آپ ان کا عقد کیوں نہیں کرتے؟“





جب یہ بات ہوئی تو اس وقت آپ کے پاس ایک سونے کی تھیلی تھی آپ  
نے عکاشہ سے فرمایا،

”اے عکاشہ! یہ تھیلی لے جاؤ اور ایک لونڈی خرید لاؤ۔“

حضرت عکاشہ ایک بردہ فروش کے پاس گئے تو بردہ فروش نے کہا،

”میرے پاس جو لونڈی تھی وہ فروخت ہو چکی ہے۔ البتہ

ایک دو لونڈیاں ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔“

حضرت عکاشہ نے بردہ فروش سے کہا،

”ان لونڈیوں کو باہر لاؤ تاکہ ہم انھیں دیکھ لیں۔“

دونوں لونڈیاں باہر لائی گئیں تو ان میں سے ایک کو ہم نے پسند کر لیا

حضرت عکاشہ نے کہا،

”اس کی کیا قیمت ہے؟“

بردہ فروش نے کہا،

”ستر ہزار دینار۔“

حضرت عکاشہ نے کہا،

”کچھ تو کم کیجئے۔“

بردہ فروش نے کہا،

”ستر ہزار سے ایک پیسہ بھی کم نہ ہو گا۔“

پھر حضرت عکاشہ نے کہا،

”ہم اس لونڈی کو اس تھیلی میں جو کچھ ہے اس کے بدلہ میں





خریدنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کتنے دینار

ہیں۔

برودہ فروش کے ہاں ایک شخص سفید سر اور سفید واڑھی تھا جس نے بھیلی کھولنے کے لیے کہا۔ ہم نے بھیلی کھول کر وزن کیا تو سونا پورا ستر ہزار دینار کی مالیت کا نکلا۔ لونڈی خرید کر کے حضرت امام باقر کی خدمت میں پیش کر دی اس وقت بھی حضرت جعفر آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فوراً الحمد للہ کہا۔ پھر حضرت عکاش نے اس لونڈی سے دریافت کیا:

”تو کیا نام رکھتی ہے؟“

لونڈی نے جواب دیا:

”میں حمیدہ نام رکھتی ہوں۔“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”تو دنیا میں حمیدہ ہے اور آخرت میں محمودہ ہے۔“

پھر آپ نے لونڈی سے دریافت کیا:

”کیا تو شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ؟“

لونڈی نے کہا:

”میں ابھی تک غیر شادی شدہ ہوں۔“

حضرت امام باقر نے فرمایا:

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی لونڈی برودہ فروشوں کے پاس رہے





اور سلامت رہے۔

لوٹدی نے کہا،

”یا حضرت! جب یہ بردہ فروش میرے نزدیک آکر کسی بُرائی کا قصد کرتے تو یہ سفید سر اور سفید واڑھی والے بزرگ آگے آکر اس کے منہ پر طمانچہ لگاتے اور اسے مجھ سے دور کر دیتے اور کئی مرتبہ ایسا ہوا۔“

یہ لوٹدی کی گفتگو سن کر حضرت امام باقر نے اسے حضرت جعفر کے سپرد کر دیا جس کے پیٹ سے حضرت موسیٰ بن جعفر تو کد ہوئے۔

### مدینہ میں قتل و غارت کا بازار گرم ہونا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں چند آدمیوں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ آپ نے اپنا سرمبارک نیچے جھکایا اور پھر سرمبارک اُپر اٹھا کر فرمایا کہ،

”تمہاری حالت یہ ہوگی کہ کسی وقت کوئی شخص مدینہ میں

چار ہزار افراد کے ہمراہ آکر تین دن مسلسل قتل و غارت کرے گا۔ پھر قتل کرنے والوں کو قتل کرے گا اور تمہارے

یہ انتہائی مصائب پیدا کرے گا جن کا حل تمہارے بن سے باہر ہوگا۔ یہ بات یقین سے تسلیم کرو۔“

لیکن مدینہ والوں نے آپ کی باتوں پر کان نہ دھرا اور چند افراد کے بغیر





سب نے کہا:

”ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔“

بنی ہاشم کو اس بات کا علم تھا کہ آپ جو بھی کہہ رہے حقیقت پر مبنی ہے چنانچہ اگلے سال حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ تمام بنی ہاشم کے ہمراہ مدینہ سے باہر چلے گئے ازاں بعد نافع الارزق مدینہ میں آیا اور اس نے وہی کچھ کیا جو آپ نے ایک سال قبل فرمادیا تھا۔

اس واقعہ کے بعد مدینہ والوں نے کہا کہ اب حضرت امام باقر جو بھی فرمائیں گے ہمیں ان کے ارشاد کی تعمیل کریں گے کیونکہ یہ اہل بیت سے ہیں اور جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ سچ ہوتا ہے۔





(۶)

# حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

کنیت اور لقب

حضرت امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارہ ائمہ الہدیٰ میں سے چھٹے امام ہیں۔

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے  
اور بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔  
آپ کا مشہور لقب صادق ہے۔

والدہ کی طرف سے نسب نامہ

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام اُمّ فروہ



بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق ہے۔ اُمّ فردہ کی والدہ حضرت اسماء بنت  
عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ اسی لیے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
فرمایا کہ:

”مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دوبارہ جنم دیا۔“

### ولادت باسعادت

آپ مدینہ منورہ ۸۳ھ ہجری بروز سوموار ماہ ربیع الاول کے آخری  
عشرہ میں پیدا ہوئے۔

### وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک بروز پیر وار نصف رجب المرجب ۱۲۸ھ  
ہجری کو ہوا۔

### قبر مبارک

آپ کی قبر مبارک اور آپ کے والد محترم کی قبر مبارک اور آپ کے دادا  
حضور کی قبر مبارک اور آپ کے تایا حضور کی قبر جنت البقیع مدینہ منورہ  
میں ہیں۔

اللہ جل مجدہ الکریم آپ کی قبر شریف سے ہر قسم کا فتنہ سے محفوظ رکھے اور  
اللہ تعالیٰ کے نزدیک معظّم و مشرف ہو۔



آپ عظمائے اہل بیت میں سے ہیں اور ان میں سے تمام سے اعلم ہے اور اس قدر کہ بہت زیادہ فیض بخشے والے علوم جو آپ کے دل پر نازل ہوئے اور وہ تمام عقل و فکر سے باہر ہیں۔ اور کثرت سے علوم آپ سے مروی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ کتاب جفر جو عبدالمومن کے ذریعہ سے مغرب میں مروج ہے آپ ہی کا کلام ہے۔ یہ کتاب جفر کے نام سے معروف ہے جو آپ کے اسرار و علوم پر مشتمل ہے اور اس کا تذکرہ حضرت امام علی بن موسیٰ کے ملفوظات میں بھی ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مامون الرشید نے آپ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو آپ نے فرمایا:

”جفر و جامعہ دونوں میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے۔“

آپ اس دعویٰ میں حقیقت پر تھے کیونکہ آپ نے فرمایا کہ:

”ہمارے علوم غابر و مرور ہیں جنہیں ہم سینوں میں پوشیدہ

رکھتے تھے اور کانوں تک پہنچا دیتے ہیں اور پھر ہمارے

پاس جفر احمر، جفر ابیض اور مصحف فاطمہ بھی ہے۔“

لیکن علوم جامعہ میں وہ تمام اشیاء پائی جاتی ہیں جن سے لوگوں کو واسطہ دیتا

ہے۔ ان کی تفسیر و تشریح بھی لوگ ہم سے دریافت کرتے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

”غابر وہ علم ہے جس کی روشنی میں تمام آنے والے حالات

سے آگاہی ہوتی ہے۔ اور مرور وہ علم ہے جس کی روشنی

میں گزرے ہوئے واقعات کا علم ہوتا ہے اور وہ علم



جودل میں پوشیدہ ہوتا ہے اس سے مراد الہام ہے اور وہ  
جو لوگوں کے کانوں تک پہنچاتے ہیں یہ فرشتوں کی  
بائیں ہیں جنہیں ہمارے کان ہی سن سکتے ہیں اور کوئی ان  
کی شخصیتوں کو نہیں دیکھ سکتا لیکن جعفر احر حضور پر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک قسم کا اسلحہ ہے اور ہم اہل بیت اس  
کو کبھی ظاہر نہیں کرتے جب تک کہ اہلبیت سے یمن  
و برکت حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ لیکن جعفر ایضاً سے مراد  
یہ ہے کہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم کے تمام  
عالم حاصل کیے جائیں۔ لیکن مصحف فاطمہ سے یہ مراد  
ہے کہ اس میں وہ تمام واقعات و اسماء جن کا قیامت تک  
ظہور ہونے والا ہے موجود ہیں اور جامعہ ایک ایسی کتاب  
ہے جو ستر گز لمبی ہے اس کی عبارت کی ترتیب حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اور حضرت حیدر کرار  
نے اسے اپنے دست اقدس سے تحریر کیا ہے اور قیامت  
تک انسانوں کی ضرورت کی ہر شے اس میں موجود ہے  
حتیٰ کہ ریت سے لے کر کوڑے اور نصف کی سزا  
بھی موجود ہے۔





## خلیفہ منصور کا امام جعفر کو دربار میں بلوانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور نے ربیع کو حکم دیا کہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو میرے دربار میں حاضر کرو۔ جب ربیع آپ کو خلیفہ کے سامنے لے کر آیا تو منصور نے آپ سے کہا:

”اگر میں کسی گروہ کے واسطے سے کوئی فتنہ اٹھاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے مار ڈالے۔“

مگر تم فتنہ برپا کرتے ہو اور تمہارا ارادہ ہے کہ غورنیزی ہو۔ یہ سن کر حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اے منصور! میں نے ایسی کسی بات کی آرزو کی ہے یا عملی طور پر کچھ کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بات پہنچی ہے تو وہ بالکل سفید جھوٹ ہے۔ اگر کوئی فتنہ پیدا کیا ہے تو اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے:

حضرت یوسف علیہ السلام پر آپ کے بھائیوں نے ظلم و ستم ڈھائے تو آپ نے انھیں درگزر فرما دیا۔ اور جب حضرت ایوب علیہ السلام پر بیماری نے غلبہ پایا تو آپ نے صبر سے کام لیا۔

پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو کچھ عطا ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔



یہ تمام کے تمام نبی تھے اور تمہارا نسب بھی ان سے ملحقہ ہے۔  
خلیفہ منصور بولا:

”یا حضرت! یہ تمام کا تمام آپ نے سچ کہا۔“  
چنانچہ خلیفہ منصور نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر  
تحت پر اپنے پاس بٹھایا اور پھر کہا:  
”آپ کی یہ بات فلاں شخص نے مجھے بتائی تھی۔“  
خلیفہ نے اسے دربار میں حاضر ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ جب وہ حاضر  
ہوا تو اس سے دریافت کیا:

”اے شخص! کیا تم نے یہ باتیں حضرت امام جعفر صادق سے  
سنی ہیں؟“

اس شخص نے کہا:  
”ہاں۔“

خلیفہ منصور بولا:

”کیا تم اس کی قسم کھانے کے لیے تیار ہو؟“

اس شخص نے کہا:  
”ہاں۔“

پھر اس شخص نے بایں الفاظ میں قسم کھائی:  
”قسم ہے اس ذات برحق کی جو معبود حقیقی ہے اور وہی  
ذات عالم غیب و شہادت ہے۔“





حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اے خلیفہ! میں اسے قسم دیتا ہوں۔“

خلیفہ نے کہا:

”ہاں! آپ اسے قسم دیں۔“

حضرت امام جعفر صادق نے اُس شخص سے فرمایا:

كُوفِي بِقُوَّةٍ مِنْ حَوْلِ اللَّهِ وَقُوَّتِهِ وَالتَّجَبُّاتِ إِلَى حَوْلِ  
وَقُوَّتِي لَقَدْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا جَعْفَرًا وَقَالَ كَذَا وَ  
كَذَا جَعْفَرًا۔

میں بڑی ہو گیا اللہ کی طاقت اور قوت سے اور نجات حاصل کی اپنی طاقت اور قوت سے  
تحقیق کیا ایسا اور ایسا جعفر رضی اللہ عنہ نے اور کہا ایسا اور ایسا جعفر رضی اللہ عنہ نے۔  
وہ شخص اس طرح قسم کھانے سے گریز کرنے لگا۔ آخر قسم کھالی اور قسم کھاتے  
ہی حاضرین کے سامنے گر کر ہلاک ہو گیا۔

منصور بدلا:

”اس مردود کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤ۔“

ربیع نے کہا کہ جب حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصور کی ملاقات  
کے لیے آئے تو آپ منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے۔ آپ کے لب مبارک عالم  
حرکت میں رہے اور منصور کا غصہ جاتا رہا۔ منصور نے بہت زیادہ وقت  
آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور آپ کو مشرور و شادمان رکھا۔



## مشکلات کا حل

جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ خلیفہ سے اٹھ کر باہر تشریف لائے تو ربیع نے کہا یا حضرت اس وقت خلیفہ تو آپ سے بہت ناراض تھا جب آپ تشریف لائے تو آپ نے اندر ہی اندر کچھ پڑھا جس سے خلیفہ کا غصہ ٹھنڈ ہو گیا۔

یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا :  
”اے ربیع! میں اُس وقت اپنے دادا حضور امام حسین رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی دعا پڑھ رہا تھا۔“

وہ دعا حسینی مندرجہ ذیل ہے :

”يَا عِدَّتِي عِنْدَ شِدَّتِي وَيَا غُوْتِي عِنْدَ كُرْبَتِي اَحْسِنِي  
بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَ اَكْنِفِي بِمُرْكَبِكَ الَّذِي لَا يَرَامُ“

اے میرے سامانِ حرب میری سختی کے وقت اور اے میرے مددگار میری تکلیف کے وقت میری حفاظت فرما اپنی اس آنکھ سے جو سوئی نہیں اور حفاظت کر اپنی ثابت قدمی سے جو زیادتی نہیں کرتا۔

ربیع نے کہا کہ یہ مذکورہ دعا میں نے حفظ کر لی اور جب بھی مجھے کوئی مشکل کا سامنا ہوتا تو میں یہ دعا پڑھتا اور مشکل آسان ہو جاتی اور مجھے خوشی نصیب ہوتی اسی طرح میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ خدمت میں عرض کیا :  
”حضور! آپ نے اس شخص کو پہلی قسم پوری ہونے سے پہلے  
دوسری قسم کیوں دی؟“





حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:

”اے ریح! بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یکسوئی سے عظمت  
بیان کرتا ہے تو اسے حلم کی دولت سے سرفراز کیا جاتا  
ہے جس سے وہ اپنی سزا سے مطلع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ  
میں نے اسے قسم دی تو اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے کانوں  
نے سماعت کیا ہے اس کا بہت جلد بدلہ دے دیا۔“

### دربان کا اندھا ہو جانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور نے اپنے دربان کو ہدایت کہ حضرت  
امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے ہاں پہنچنے سے پہلے ہی موت کے گھاٹ  
اتار دینا۔ اسی روز حضرت امام جعفر صادق تشریف لائے اور منصور کے ہاں  
آکر بیٹھ گئے۔ منصور نے دربان کو بلایا۔ دربان نے دیکھا کہ امام صاحب  
تشریف رکھتے ہیں۔ جب آپ واپس تشریف لے گئے تو منصور نے دربان کو  
بلا کر کہا:

”میں نے تجھے امام صاحب کے بارے میں کیا حکم دیا تھا؟“  
دربان نے کہا:

”اے خلیفہ! قسم بخدا! میں نے امام صاحب کو آپ کے  
پاس آتے دیکھتا ہی نہیں۔ میں نہیں دیکھا کہ وہ آپ کے  
پاس تشریف رکھتے ہیں۔“





## خلیفہ منصور کا امام جعفر صادق کو بلانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منصور کے ایک درباری نے بیان کیا کہ :  
”میں نے دیکھا کہ منصور نہایت غمزدہ ہیں اور کہا :  
اے خلیفہ ! آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں۔“

خلیفہ نے کہا :  
”میں نے غلو یوں کی ایک جماعت کو ہلاک کر دیا ہے  
لیکن اس کے سردار کو چھوڑ دیا ہے۔“

اس شخص نے کہا :  
”وہ کون ہے؟“  
خلیفہ نے کہا :

”وہ جعفر بن محمد ہے۔“

اس شخص نے کہا :  
”وہ تو ایسا شخص ہے جو اپنے معبود کے سامنے سر بسجود  
رہتا ہے۔ وہ دنیا کا کوئی لالچ نہیں دیکھتا۔“  
خلیفہ نے کہا :

”میں جانتا ہوں کہ تمہیں ان سے عقیدت ہے حالانکہ پورا  
ملک ان کے مخالف ہے۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب  
تم انہیں ہلاک کر دوں چین سے نہ بیٹھوں گا۔“





پھر خلیفہ نے جلاؤ کو حکم دیا کہ جب بھی جعفر بن محمد آئیں تو میں اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لوں گا تو تم انھیں قتل کر دینا۔

خلیفہ حضرت امام جعفر کو بلوایا۔ میں آپ کے ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں کچھ پڑھ رہے ہیں جس کا مجھے علم نہ ہو سکا لیکن میں نے یہ کچھ دیکھا کہ آپ کے محلات میں داخل ہوتے ہی زلزلہ سا آگیا۔ اور خلیفہ ایسے باہر آیا جیسے کشتی سمندر کی لہروں سے خلاصی کر کے باہر آتی ہے۔ خلیفہ ہنگے پاؤں آپ کے استقبال کے لیے آیا اور کھڑے ہو کر آپ کو اپنے جائے نشست پر بٹھالیا اور کہنے لگا،

”اے رسول اللہ کے بیٹے! آپ کس کام سے تشریف لائے ہیں۔“

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا،

”تمہارے بلانے پر میں آیا ہوں۔“

پھر خلیفہ نے کہا،

”کسی چیز کی طلب ہو تو ارشاد فرمائیں۔“

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا،

”مجھے کسی چیز کی طلب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے بلے جا

بلایا نہ کرو۔ جب میں چاہوں گا خود ہی آ جاؤں گا۔“

آپ اسطرح کہ باہر تشریف لے آئے تو منصور پر اسی وقت بیہوشی طاری ہو گئی

اور سات گھنٹے تک بیہوش رہا یہاں تک کہ نماز سبھی قضا ہو گئی۔ جب بیہوشی سے

خلاصی پائی تو نماز ادا کر کے مجھے طلب کیا اور کہا کہ



”جب میں نے امام پاک کو بلوایا تھا تو میں نے ایک اڑوا  
دیکھا جس کے منہ کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا حصہ  
محل کے اوپر وہ مجھے صاف طور پر کہہ رہا تھا کہ میں  
اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اگر تم نے امام پاک  
کو کسی قسم کی تکلیف دی تو تجھے اور تیرے محلات  
کو نیست و نابود کر دوں گا۔“

یہ سن کر میری طبیعت قابو سے باہر ہو گئی جو تمہارے نظر سے بید نہیں  
ہے۔ اُس نے کہا یہ نہ تو جادو ہے اور نہ ہی قسم کا سحر ہے یہ تو اسم اعظم کی خوبی  
ہے جو خواجہ کوئین پر نازل ہوا تھا۔ پھر جس طرح آپ نے چاہا ویسا ہی ہوا۔

### ابن رسول اللہ کی سخاوت

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب صفۃ الصفیہ  
میں لیث بن سعد سے سند سے روایت کیا اُنھوں نے کہا کہ میں حج کے  
دنوں میں مکہ معظمہ میں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر کوہ  
ابو قیس کی چوٹی پر چڑھا۔ دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا دعا مانگ رہا ہے  
یاد بیا رب کہتے ہوئے اس کا سانس ساکت ہو گیا۔ اور پھر کہا یا رب یا رب  
یا رب یا رب پھر اس کا سانس ساکت ہو گیا۔ پھر اس نے یا رحیم رحیم کہنا شروع  
کیا تو پھر اس کا سانس ساکت ہو گیا۔ پھر یا اللہ یا اللہ کہنا مگر سانس ساکت ہو گیا  
پھر یا حی یا حی پڑھنے لگا مگر سانس ساکت ہو گیا۔ پھر یا ارحم الراحمین



پڑھنے لگا۔ پھر بھی اس کا سانس ساکت ہو گیا۔ اس نے سات دفعہ ایسے ہی کیا  
پھر کہا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ هَذَا الْعَيْبِ اللَّهُمَّ  
وَإِنْ يَرَادِي قَدْ أَخْلَقَا.

اے اللہ بیشک میں اس عیب سے برأت چاہتا ہوں۔ اے میرے اللہ تو جس چیز کو پیدا  
کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہ اُسی وقت پیدا ہو جاتی ہے۔

ابھی اس کی یہ دعا اختتام کو نہ پہنچی تھی کہ میں نے وہاں ایک انگور کا گٹھا  
اور دوٹی چادریں وہاں دیکھیں۔ اس وقت انگوروں کا موسم بھی نہیں تھا۔ جب  
وہ ان انگوروں سے کچھ کھانے لگا تو میں نے ساتھ کھانے کے لیے کہا۔ اس نے  
کہا تمہیں اس میں شرکت کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ میں نے کہا یاں وجہ کہ آپ نے  
دعا فرمائی اور میں نے آمین کہا۔

اذاں بعد اس نے کہا کہ ا

”اے شخص! میرے پاس آجا اور کھاتا رہ، کوئی دانہ چھپا کر نہ  
رکھنا۔“

یہ ایسے انگور تھے جن کا حاصل ہونا بہت مشکل تھا۔ میں نے ایسے انگور نہ کبھی  
دیکھے اور نہ ہی کبھی کھائے تھے۔ میں انگور کھا کر شکم سیر ہو گیا لیکن انہیں ذرہ برابر  
بھی کمی نہ آئی۔ پھر اس نے کہا کہ ا

”ان دونوں چادروں میں سے جو نسی طلب ہو اٹھا لو۔“

میں نے کہا ا





”مجھے ضرورت نہیں۔“

اُس نے کہا،

”کچھ وقت کے لیے ادھر ادھر ہو جاؤ میں ان چادروں کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہوں۔“

میں ایک طرف چھپ گیا تو اس نے ایک سے ازار بنالیا اور دوسری سے اوڑھنی بنالی اور باقی دونوں پرانی چادریں جو پیچھے بکھی ہوئی تھیں ہاتھ میں پکڑ لیں اور چل دیا۔ میں نے بھی اس کا پیچھا کیا۔ جب صفا و مردہ پر پہنچے تو اسے ایک آدمی ملا جس نے کہا،

”اے ابن رسول اللہ! میرا تن ڈھانپئے اللہ تعالیٰ تمہارا تن ڈھانپے گا۔“

اُس نے وہ دونوں چادریں اُسے دے دیں۔ میں اس شخص کے پیچھے پیچھے ہوا، میں نے دریافت کیا،

”یہ چادریں عطا کرنے والا کون ہے؟“

اُس نے کہا،

”یہ حضرت امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما ہیں۔“

اس کے بعد میں نے آپ سے حدیث سننے کے لیے بہت آرزو کی مگر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔

داؤد کا قتل ہو جانا

ایک مرتبہ حضرت داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے





نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی غلام کو موت کے گھاٹ  
اُتار دیا اور اس کا تمام مال اسباب بھی چھین لیا۔ حضرت امام جعفر صادق اس  
کے پاس گئے وہ اُس وقت اپنی چادر زمیں پر بکھار ہاتھ آپ نے اُس  
سے فرمایا کہ:

”تو نے میرے غلام کو موت کے گھاٹ اُتار کر اس کا

مال اسباب چھین لیا ہے۔ میں تمہارے حق میں اللہ

سے بددعا کروں گا۔“

یہ سن کر داؤد نے مذاق کرتے ہوئے کہا:

”کیا تم مجھے دھکیاں دے رہے ہو۔“

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر واپس آ گئے اور تمام  
رات رکوع و سجود میں گزر گئی۔ ازاں بعد صبح کو آپ نے داؤد کے حق میں  
بددعا کی۔ ابھی کچھ وقت گزرا تھا کہ کسی نے داؤد کو بھی موت کے گھاٹ  
اُتار دیا۔

**امام جعفر صادق علیہ السلام فرماست**

ایک دفعہ حضرت ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ  
گیا تو میرے ہمراہ ایک کنیز بھی تھی۔ میں نے اس کنیز سے مباشرت کی۔ اور پھر غسل  
کے لیے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ حضرت امام جعفر صادق کی ملاقات  
کے لیے ان کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تو آپ کی نظر مجھ پر پڑی۔ آپ نے



محب سے فرمایا:

”اے ابوبصیر! شاید تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ انبیاء کرام اور اُن کی اولاد کی رہائش گاہوں پر عالم جنابت میں نہیں جانا چاہیئے۔“

ابوبصیر نے کہا:

”اے ابن رسول اللہ! میں نے بکثرت آدمیوں کو آپ کے پاس آتے دیکھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید آپ کی ملاقات کی دولت پھر ہاتھ نہ آئے اس لیے میں بھی ان تمام کے ہمراہ آ گیا۔“

یہ کہہ کر میں تائب ہوا کہ آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کروں گا اور پھر باہر لوٹ آیا۔

### قید سے نجات دلوانا

اور ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست بھقا جسے منصور نے قید میں ڈال دیا۔ میری ملاقات حضرت امام جعفر صادق سے دوران حج عرفات کے میدان میں ہوئی۔ آپ نے مجھ سے میرے دوست کے بارے میں دریافت کیا میں نے عرض کیا:

”در حضور اے تو منصور نے قید میں ڈال رکھا ہے۔“

آپ نے اُس قیدی کے لیے بارگاہ الہی میں دعا کی اور کچھ وقت کے





بعد فرمایا:

”قسم بخدا! تمہارا دوست قید سے نجات حاصل کر چکا ہے۔“

راوی نے بیان کیا کہ جب میں حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو میں نے اپنے دوست سے دریافت کیا کہ:

”تمہیں قید سے رہائی کس دن ملی“

اُس نے کہا:

”میری عرفہ کے روز عصر کی نماز کے بعد رہائی مل گئی تھی۔“

**گم شدہ چادر کا مل جانا**

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے مکہ معظمہ میں ایک چادر خریدی اور ارادہ کیا کہ یہ چادر کسی کو ہرگز نہ دوں گا بلکہ میں اپنے انتقال کے بعد اس کا کفن بناؤں گا۔ جب میں عرفات سے مزدلفہ میں واپس آیا تو چادر گم ہو گئی۔ مجھے اس چادر کا بہت دکھ ہوا۔ پھر جب میں صبح سویرے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آیا تو مسجد حنیف میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک آدمی جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا تھا آکر کہنے لگا کہ تجھے امام صاحب بلارہے ہیں۔ میں بہت جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ آپ نے میری جانب نظر عمیق سے دیکھ کر فرمایا:





”کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہیں تمہاری چادر مل جائے جو تمہیں  
تمہاری موت کے بعد کفن کا کام دے۔“  
اس نے عرض کیا:

”اے ابن رسول اللہ! مل جائے تو بہت بہتر اس لیے کہ  
وہ تو کافی دنوں سے گم ہو چکی ہے۔“  
آپ نے اپنے غلام کو آواز دی۔ وہ چادر لے آیا۔ میں نے دیکھا وہی  
چادر تھی۔ آپ نے فرمایا:  
”اسے لے لو اور رب کا شکر ادا کرو۔“

### مردہ ہوتی گائے کو زندہ کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک روز میں مکہ  
میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ ہم ایک جگہ  
سے گزرے جہاں پر ایک عورت مردہ گائے پر آہ و زاری کر رہی تھی۔ حضرت  
امام جعفر صادق نے فرمایا:  
”کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مردہ گائے کو  
زندہ کر دے۔“

عورت بولی:  
”اے آپ! ہم سے اس طرح مذاق کیوں کرتے ہیں۔ میں تو پہلے  
ہی مصیبت میں مبتلا ہوں۔“



امام جعفر صادق نے عورت سے فرمایا،

”میں تم سے مذاق نہیں کرتا۔“

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے گائے کے لیے دُعا فرمائی۔ گائے کے سر اور پاؤں کو پکڑ کر اُسے بلا یا وہ گائے جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر امام صاحب لوگوں میں چلے گئے اور وہ عورت آپ کی پہچان نہ کر سکی۔

## کھجور کے درخت کا جھک جانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے لیے جا رہے تھے کہ راستہ میں ہمیں ایک جگہ کھجور کے سوکھے ہوئے درختوں کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ آپ نے اندر ہی اندر سمجھ پڑھنا شروع کر دیا جو میں ہرگز نہ سمجھ سکا۔ پھر اچانک آپ نے ان سوکھے درختوں کی طرف منہ کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم میں جو ہمارے لیے رزق پیدا کیا ہے اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ۔ اسی اثناء میں دیکھا کہ وہ جنگلی کھجوریں آپ کی طرف جھک رہی تھیں جن پر تر خوشے ہلکے رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا:

”میرے قریب آؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔“

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کھجوریں کھائیں۔





ایسی مزیدارجو دیں اس سے قبل کبھی بھی ہم نے نہ کھائی تھیں۔ وہاں ایک اعرابی  
بھی موجود تھا اس نے کہا آج جیسا جادو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ حضرت  
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ہم انبیاء کے وارث ہوتے ہیں ہم ساحر و کاہن نہیں  
ہوتے ہم بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے ہیں اور وہ  
قبول فرماتا ہے اگر تم چاہو تو ہماری دعا سے تمہاری  
شکل تبدیل ہو جائے اور تمہاری شکل کتے کی شکل  
بن جائے۔“

اعرابی نے اپنی جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے کہا:

”ہاں! آپ دعا کیجئے۔“

آپ نے دعا کی تو اعرابی کتاب بن کر اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔  
حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:

”اس کا تعاقب کیجئے۔“

میں اس کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ یہی کتا اپنے گھر میں جا کر اپنے  
بال بچوں اور گھر والوں کے سامنے دم ہلانے لگا۔ گھر والوں نے اسے  
عصا مار کر دوڑا دیا۔ میں نے واپس آکر تمام حال عرض کر دیا۔ اتنے میں  
وہ بھی آگیا اور آپ کے سامنے زمین پر لیٹنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے  
پانی بہنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ نے پھر دعا فرمائی تو وہ انسان بن گیا  
اور ازل بعد فرمایا:



”اے اعرابی! میں نے جو کچھ کہا تھا اس پر یقین ہے

یا نہیں۔“

اعرابی نے کہا:

”ہاں حضور ایک بار تو کجا بلکہ ہزار بار ایمان رکھتا

ہوں۔“

## پرندوں کو زندہ کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک روز  
بکثرت افراد کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت  
میں حاضر تھا تو آپ نے فرمایا:

”جب اللہ جل مجدہ الحکیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو پرندوں میں سے چار پرندے پکڑیئے اور پھیرا انھیں

اپنی طرف بلائیئے“ کا حکم فرمایا تھا تو کیا وہ پرندے

ہم جنس تھے یا ایک مختلف جنس۔“

پھر فرمایا:

”اگر تم طلب کرو تو تمھیں ویسا ہی کر کے دکھا دیں۔“

ہم نے کہا:

”ہاں!“

آپ نے فرمایا:



”اے مور ادھر آ جاؤ۔“

اُسی وقت مور حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا:

”اے کوئے ادھر آؤ۔“

فوراً ایک کوّا حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا:

”اے باز ادھر آؤ۔“

اُسی وقت ایک باز حاضر ہوا۔

پھر فرمایا:

”اے کبوتر و ادھر آؤ۔“

فوراً ایک کبوتر حاضر ہو گیا۔

جب چاروں پرندے آگئے تو آپ نے فرمایا:

”انھیں ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔“

اور ایک کا گوشت دوسرے سے ملا دو لیکن ہر ایک

کے سر کی حفاظت کرنا۔“

پھر آپ نے مور کے سر کو پکڑ کر فرمایا:

”اے مور!“

ہم نے مشاہدہ کیا کہ مور کی ٹہریاں، مور کے پر اور مور کا گوشت اس کے

سر کے ساتھ مل گئے اور وہ ایک صحیح سالم مور بن گیا۔ اسی طرح دوسرے





تینوں پرندوں سے واسطہ پڑا تو وہ بھی زندہ ہو گئے۔

## بہشت میں سرائے خریدنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دس ہزار دینار لے کر حاضر ہوا اور کہا: ”حضور میں حج کرنے کے لیے جا رہا ہوں آپ میرے اس پیسے سے کوئی سرائے خرید لینا تاکہ میں حج سے واپسی پر اپنی اولاد کو لے کر رہنا شروع کر دوں۔“ حج سے واپسی پر وہ شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا:

”میں نے تمہارے لیے بہشت میں سرائے خرید لی ہے

جس کی پہلی حد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر، دوسری حد حضرت علی المرتضیٰ پر، تیسری حد حضرت حسن مجتبیٰ پر اور چوتھی حد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوتی ہے اور یہ لوہے نے پروانہ تحریر کر دیا ہے۔“

وہ شخص یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور یہ پروانہ لے کر اپنے گھر چلا گیا اور گھر جاتے ہی بیمار ہو گیا اور وصیت کی کہ اس پروانے کو میرے وصال کے بعد میری قبر میں رکھ دینا۔ گھر والوں نے دفن کرتے وقت اس پروانے کو قبر میں رکھ دیا۔ پھر دوسرے دن دیکھا کہ وہی پروانہ قبر پر پڑا ہوا تھا اور اس کے نیچے





یہ تحریر تھا کہ:

”امام جعفر صادق نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔“

## پچاس حج کے لیے دعا کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کے لیے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بکثرت مال دے تاکہ میں بہت سے حج کروں۔ آپ نے دعا کی:

”اے اللہ العالمین! اسے بکثرت مال عطا کر تاکہ یہ اپنی

زندگی میں پچاس حج کرے۔“

چنانچہ اُسے اتنا مال ہاتھ آیا کہ اس نے پورے پچاس حج کیے۔ لیکن اکاؤنٹ حج کے لیے مقام جعفر پر پہنچا تو غسل کرنے کی خواہش کی۔ جو نہی پانی کو ہاتھ لگایا تو پانی کی تیز موجیں اُسے بہا لے گئیں اور وہ اسی میں ڈوب گیا۔

## عباس کلبی کو شیر کا پھاڑنا

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے سولی پر چڑھایا گیا تو حاکم عباس کلبی نے یہ دو بیت پڑھے:

صَلِّبْنَا لَكُمْ زَيْدًا عَلَى جَرْعِ نَخْلَةٍ      وَلَكُمْ اَبْرَاهِمًا عَلَى جَرْعِ بَصْلَبِ  
وَقَتْلَ بَعْتَانَ عَلَيَا سَفَاهَةٍ      وَعَثْمَانَ خَيْرًا مِنْ عَلِيٍّ وَاطِيبِ  
ہم نے زید کو مجھور کے تنے پر پھانسی دے دی اور میں نے کبھی ہدایت یافتہ شخص کو



تختِ دار پر نہکتے نہیں دیکھا۔ تم نے حماقت کے سبب سے حضرت علی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے بڑھا دیا حالانکہ حضرت عثمان مصر علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ پاک اور بہتر تھے۔

جب یہ دو بیت آپ کے کان میں ڈالے گئے تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کرتے ہوئے کہا:

اللہم ان کان عبدک کاذباً فسلط علیہ کلینک۔  
اے اللہ! اگر تیرا بندہ واقعی جھوٹا ہے تو تو اس پر اپنا کتا مسلط کر دے۔

پھر اسے بنو امیہ نے کوفہ بھیج دیا لیکن اُسے راستہ میں شیر نے پھاڑ دیا جب یہ خبر آپ کو پہنچی تو آپ نے سرحد میں رکھ کر کہا:  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْجَزَنَا مَا وَعَدَنَا۔  
تمام تعریفیں اس رب کے لیے ہیں جن نے ہم سے جو وعدہ کیا اُسے پورا کیا۔





(۷)

# حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

لقب اور اس کی اہمیت

حضرت موسیٰ بن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارہ ائمہ کرام میں سے ساتویں

امام ہیں۔

آپ کا لقب کاظم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کاظم کے لقب نے آپ کے علم کو  
کریا دیا اور آپ نے حد سے بڑھنے والوں سے درگزر کیا۔

والدہ محترمہ کا نام

آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی اُمّ ولد حمیدہ بربرہ تھا۔

ولادت باسعادت

آپ مقام ابواہ جز کہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ بدزاتوار صفر المظفر





کی ۹ تاریخ تھی اور سالہ ہجری کو پیدا ہوئے۔

آپ کو پہلی بار مہدی بن منصور کے حکم سے بغداد لاکر قید کر دیا گیا۔ ایک شب مہدی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ أَنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا

ربیع نے کہا کہ ابھی آدھی رات کا وقت تھا کہ مہدی نے مجھے بلایا۔ میں مہدی کے پاس پہنچا تو سنا کہ وہ مذکورہ بالا آیت بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے۔ پھر مجھ سے اس نے کہا:

”اے ربیع! ابھی جاؤ اور موسیٰ بن جعفر کو لے آؤ۔“

میں نے حکم پر عمل کیا اور آپ کو قید سے لے آیا۔ خلیفہ مہدی نے آپ سے معافہ کیا اور اپنے پاس بٹھا کر اپنا خواب بیان کیا۔ پھر کہا کہ:

”آپ یہ نہیں کر سکتے کہ آپ میرے اور میرے بچوں کے خلاف

علم بلند نہ کریں۔“

آپ نے فرمایا:

”قسم بخدا میرا تو اس میں کوئی ارادہ نہیں اور نہ میں ایسی بات کو پسند

کرتا ہوں۔“

خلیفہ مہدی نے کہا:

”بالکل درست ہے۔“

ان دنوں بعد مہدی نے ربیع سے کہا کہ آپ کو دس ہزار دینار دے دو اور سلمان





سفر بھی تیار کر دیا تاکہ آپ مدینہ شریف چلے جائیں۔  
ربیع کا کہنا ہے کہ رات میں ہی تمام انتظام کر لیا اور انواع کے لیے آپ  
کے ہمراہ گئے تاکہ کوئی شخص آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ پھر آپ خیریت سے  
مدینہ شریف پہنچ گئے۔

## وصال مبارک

خليفة نے پھر آپ کو دوسری بار مدینہ شریف سے بغداد بلوا کر اسیر کر دیا۔ آپ  
نے ۱۶ ستمبر ۲۵ رجب المرجب بروز جمعہ المبارک ہارون الرشید کی قید میں  
وصال فرمایا۔

## قبر مبارک

آپ کی قبر مبارک بغداد میں ہے۔

## کھجوروں میں زہر ملا یا جانا

کہا جاتا ہے کہ آپ کو بھٹی بن خالد برمکی نے ہارون الرشید کے حکم سے کھجوروں  
میں زہر ملا کر کھلایا تھا۔  
آپ سے روایت ہے کہ جب آپ کو زہر دیا گیا تو آپ نے فرمایا:  
”آج مجھے زہر دے دیا گیا ہے اس لیے کل میرا جسم زرد  
ہو جائے گا۔ پھر آدھا بدن سبز ہو جائے گا۔ پھر سیاہ





پھر میں وصال کر جاؤں گا۔  
پھر ایسا ہی ہوا کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا۔

## کمال کی کوئی حد نہیں

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دورانِ سفر چمرزمین قادسیہ میں جانکلا۔ وہاں میں نے ایک حسین و جمیل اور بلند قامت نوجوان کو دیکھا جو پشیمہ کے لباس میں ملبوس تھا اور کندھے پر ایک شملہ آویزاں تھا اور پاؤں میں جوتا پہنے ہوئے تھا۔ وہ بکثرت لوگوں سے ہوتا ہوا ایک جگہ اکیلا آکر بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ نوجوان صوفیاء کے گروہ سے معلوم ہوتا ہے اور آرزو مند ہے کہ اس سفر میں مسلمانوں میری مدد کریں اس لیے بہتر ہے کہ میں اسے جا کر اس سے روکوں تاکہ وہ اس کام سے پیچھے ہٹ جائے۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا:

”يَا شَفِيقُ اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظُّلِّ اِنَّ بَعْضَ الظُّلِّ اَقْمَرُ“

”اے شفیق کثیر گمانوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں!“

یہ کہا اور فہم چل دیا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ عجیب بات ہوئی کہ اس نے میرا نام اور مافی الضمیر کہہ دیا ہے۔ یہ کوئی نہایت نیک اطوار شخص ہے مجھے اس سے اپنے خیال کی معذرت کرنی چاہیے۔ میں نے ہر چند تیز چلنے کی سعی کی لیکن میں اُسے نہ پاسکا۔ پھر دوسری منزل پر پہنچے تو اُسے نماز میں دیکھا اور اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے پھر





چاہا کہ اس سے معذرت طلب کروں۔ پھر چند منٹ کے بعد میں اس کی جانب  
چل دیا۔ پھر اس نوجوان نے کہا:

”اے شفیق! اس آیت کی تلاوت کرو۔“

وَانِیْ غَفَارًا لِّمَن تَابَ وَامِنْ وَعَمِلَ صَالِحًا  
ثُمَّ اهْتَدٰی۔

اور میں تو ہر اس شخص کو بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور  
ایمان لایا اور صالح عمل کیے۔ پھر ہدایت پائی۔“

یہ کہا اور مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ شخص ابدال ہے جس نے  
دوبارہ میزے دل کے خیال کو بھانپ لیا ہے۔

پھر ایک اور جگہ پہنچے تو میں نے اُسے ایک کنوئیں پر کھڑا پایا اور  
اس کے ہاتھ میں ایک چرمی ڈول تھا جس سے وہ پانی نکالنا چاہتا تھا لیکن وہ  
پانی نکالنا چاہتا تھا لیکن وہ ڈول ہاتھ سے کنوئیں میں جا پڑا۔ اس نے آسمان  
کی طرف منہ کر کے کہا:

اِنَّتَ رَبِّیْ اِذَا بَطَلْتِ السَّمَاءَ دَقْوَتِیْ اِذَا

اَرَادْتَ الطَّعَامَ اَللّٰهُمَّ سِیِّدِیْ اِلٰی غِیْرَهَا

فَلَا تَقْدِرُ عَلَیَّ۔

نومبر اب ہے جب میں غلام کروں بیشک ذمیرے لیے کھانا فراہم کرتا ہے جب میں کھانا  
کا ارادہ کرتا ہوں اے میرے ایلٰہ میرے سردار تیرے غیر کی طرف قدم نہ اٹھے۔  
نحمدہ میں نے پانی کو اوپر آتے ہوئے دیکھا تو اس نوجوان نے اپنا ہاتھ





بڑھا کر ڈول کو پانی پر سے اٹھایا اور اس سے وضو کر کے چار رکعت نماز  
ادا فرمائی۔ پھر وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف چل پڑا اور اپنی مٹھی میں تھوڑی  
سی ریت پکڑ کر اس ڈول میں ڈال دی۔ پھر اسے خوب ہلایا اور پی گیا۔ یہ دیکھا  
تو اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے نوجوان  
سے کہا:

”اے نوجوان! مجھے کھانا کھلائیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ  
کو بہت کچھ دے رکھا ہے۔“

اس نوجوان نے کہا:

”اے شفیق! اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہمیشہ مجھے ظاہر و باطن  
کی نعمتیں ملتی رہتی ہیں اس لیے تو اس کے بارے میں نیک  
گمان رکھ۔“

پھر اس نے مجھے مہی ڈول دیا جس سے میں نے پانی پی لیا اس میں ستودہ  
اور شکر ہے۔ اللہ کی قسم اس سے شیریں اور لذیذ پانی میں نے کبھی نہیں پیا  
تھا۔ میں خوب سیر شکم ہو گیا یہاں تک کہ مجھے چند روز تک اکل و شراب  
کی خواہش نہ رہی۔ ازاں بعد وہ نیچے نظر نہ آیا۔

پھر جب ہم مکہ معظمہ پہنچے تو میں نے اسے نماز تہجد میں دیکھا وہ نہایت  
خشوع سے نماز میں مشغول تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہ سلسلہ تمام  
رات جاری رہا۔ صبح ہوتی تو نماز فجر کے بعد طواف میں مشغول ہو گیا۔ پھر طواف  
کر کے باہر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پھر میں نے دیکھا کہ





اب اس کے ہاں کئی خادم تھے اور کثیر التعداد افراد اس کے ارد گرد تھے اور سلام عرض کر کے یا ابن رسول اللہ کے نام سے پکار رہے تھے۔ میں نے لوگوں کے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ میرے منہ سے برجستہ نکلا کہ اس سید سے اس قسم کے عجائب و غرائب کا ظہور کوئی تعجب کی بات نہیں۔

### حضرت موسیٰ کاظم کی حکمت عملی

خلیفہ ہارون الرشید نے علی بن یقطین کو نہایت نفیس کپڑے جن میں ایک گدڑی بھی تھی جو نہایت نفیس ریشمی کپڑے سے بنی ہوئی تھی عطا کی۔ علی بن یقطین کے اس کمال محبت کے سبب جو اسے حضرت موسیٰ کاظم سے تھی ان کپڑوں کے علاوہ بہت سی اور چیزیں ان کی خدمت میں بھیج دیں۔ آپ نے تمام چیزیں قبول کر لیں لیکن وہ گدڑی واپس کر دی اور فرمایا:

”اے سنبھال کر رکھنا یہ تمہارے کام آئے گی۔“

پھر چند یوم کے بعد علی بن یقطین اپنے کسی غلام پر سخت رنجیدہ ہو گیا اور اس سے بھاگ کر ہارون الرشید کے پاس پہنچ گیا۔ اور وہاں جا کر کہنے لگا کہ:

”میرے آقا نے موسیٰ کاظم کو اپنا امام بنالیا ہے اور اس کے ہاں کثیر التعداد سادو سامان بھی بھیجا ہے اس میں ایک گدڑی بھی ہے جو آپ نے عزت کے طور پر بھیجی تھی۔“

ہارون الرشید نے جب سنا تو آپ سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت ایک کارندہ



بیج کر علی بن یقطین کو بلایا وہ دربار میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے پوچھا کہ:

”وہ گدڑی جو میں نے تجھے پہنائی تھی اس کا کیا ہوا؟“

اُس نے کہا:

”اے خلیفہ! وہ تو میرے پاس ہی ہے۔“

خلیفہ نے کہا:

”اسے حاضر کرو۔“

علی بن یقطین نے غلام کو بلایا اور اسے کہا:

”فلاں گھر چلے جاؤ وہاں ایک صندوق ہے فلاں کنیز سے

اس کی چابی لے کر اس کا منہ کھولنا اس میں سے ایک مہر شدہ

برتن نکلے گا اسے لے آنا۔“

غلام نے تھوڑی دیر بعد برتن حاضر کر دیا۔ رشید نے اس کی مہر توڑنے

کے لیے کہا، جب ڈھکن اُٹھا تو اُسے وہی گدڑی نظر پڑی جسے اس نے

خوب عطر وغیرہ لگا کر رکھا ہوا تھا۔ خلیفہ کو دیکھ کر تسلی ہو گئی اور اس کا قسم

خمسہ جاتا رہا۔ پھر کہا اسے وہیں پہنچاؤ اور خوشی سے زندگی بسر کرو۔ اب میں

کبھی بھی تمہارے خلاف بات نہ سنوں گا۔

ظالم کے پنجہ سے نجات کا حصول

ایک شخص نے بیان کیا کہ جب حضرت کاظم (غنی اللہ عنہ) کو مہدی نے

پہلی بار بغداد میں بلوایا تو آپ نے مجھے ضروریات زندگی بازار سے خریدنے



کو کہا۔ جو نہی آپ کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی تو آپ نے بہت غمگین دکھا اور فرمایا:  
”اے فلاں کیا بات ہے تم پریشان سے ہو۔“  
میں نے کہا:

”پریشان کیوں نہ ہوں آپ ایک ایسے ظالم کے پاس جا رہے  
ہیں جس کے پاس جانے کا انجام معلوم نہیں کیا ہوگا۔“  
آپ نے فرمایا:

”کوئی ڈر نہیں میں فلاں مینے کی فلاں تاریخ کو واپس آ جاؤں  
گا لہذا تم پہلی رات میرا انتظار کرنا۔“

میں نے اس دن سے دن رات شمار کرنا شروع کر دیئے۔ وعدے کا دن  
آیا تو میری انتظار کشی کوئی رنگ نہ لائی۔ آفتاب غروب ہو گیا لیکن مجھے کوئی  
شخص آتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ میرے دل میں شیطان لعین نے وسوسے ڈالے  
میں ان وسوسوں سے بہت ڈرا اور مجھ پر ایک عظیم اضطراب غالب آ گیا۔ اچانک  
مجھے عراق کی جانب سے ایک تاریکی نظر آئی اور حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ  
اس تاریکی کے آگے آگے ایک خمیر پر سولایہ آواز دے رہے ہیں:

”اے فلاں! اے فلاں!“

میں نے کہا:

”اے ابن رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔“

آپ نے فرمایا:

”قریب تھا کہ تم وہم و گمان میں پڑ جاتے۔“





میں نے عرض کیا:

”بالکل میرے آقا یہی بات تھی۔“

پھر میں نے کہا:

”الحمد للہ! کہ آپ کو اس ظالم سے نجات مل گئی۔“

آپ نے فرمایا:

”وہ ایک بار اور مجھے بلائے گا اور پھر مجھے نجات نہ ملے گی۔“

### مکان کرنے کی خبر دینا

ایک وفد کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ شریف میں ہوا اور  
تھا اور میں نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا اور میں کثرت سے حضرت موسیٰ  
کاظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہی رہتا۔ ایک روز شہت کی بادل ہوئی میں بارش  
باس پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب  
دیا اور پھر فرمایا:

”اے فلاں! ابھی ابھی اپنے گھر چلے جاؤ کیونکہ بارش کی وجہ

سے تمہارے مکان کی چھت گر گئی ہے اور تمہارا مال و منال

نیچے آکر دب گیا ہے۔“

میں واپس آیا تو دیکھا کہ میرے مکان کی چھت گھر گئی ہے۔ میں نے چند

آدمیوں کو کرایہ پر لیا جنہوں نے میرا سامان نیچے سے نکالا۔ صرف ایک مٹری

گم ہوئی اس سے میں غمو کرتا تھا۔ آپ کو علم ہوا تو آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا:



”میرا خیال ہے کہ تم لے سکو کسی جگہ بھول گئے ہو، جاؤ اپنی سرانگے  
کے مالک کی کنیز سے دریافت کرو کہ میری طشتری تم نے تو نہیں  
اٹھائی۔ اگر اٹھائی ہے تو مجھے واپس دے دو، وہ تمہیں  
واپس دے دے گی۔“

میں نے واپس جا کر کنیز سے کہا:  
”میں فلاں جگہ اپنی طشتری بھول گیا تھا تم آئی تھیں اور  
اٹھا کر لے گئی تھیں وہ مجھے واپس کر دو تاکہ میں وضو کر لوں۔“

### پانی میں گر رہا انگشٹن کی دستیابی

ایک اور راوی نے بیان کیا کہ جب آپ کو بصرہ لے گئے تو میں مدائن  
کے نزدیک آپ کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوا۔ ہمارے عقب میں ایک  
کشتی تھی جس میں ایک عورت تھی جس نے اپنے خاوند سے ہر گز رات  
سنائی تھی۔ اچانک اس کشتی سے شور مچا ہوا۔ آپ نے پوچھا:  
”یہ شور کیسا ہے؟“

میں نے عرض کیا کہ:  
”کشتی میں دھن جا رہی ہے۔“  
کچھ وقت گزرا تو شور سنائی دیا۔ آپ نے دریافت کیا:  
”یہ شور غل کیسا ہے؟“  
لوگوں نے عرض کیا کہ:



”حضورِ کشتی میں بیٹھی ہوئی دہن نے دریا سے تھوڑا سا پانی لینا چاہا تو اس کا طلائی کنگن پانی میں گر گیا ہے اور وہ اس کے غم میں آہ و زاری کر رہی ہے۔“  
آپ نے فرمایا:

”کشتی کا خیال رکھنا۔“

لوگوں نے آپ نے حکم پر عمل کیا۔

پھر آپ نے فرمایا:

”اس کشتی کے ملاح سے بھی کہہ دو کہ کشتی کی حفاظت کرے۔“  
کشتی کنارے پر لگی تو آپ نے اپنے منہ میں کچھ پڑھنا شروع کیا اور پھر ملاح سے فرمایا:

”وہ کپڑا باندھ کر پانی میں چھلانگ لگائے اور کنگن

کو پکڑ لے۔“

ہم نے دیکھا کہ جب آپ نے فرمایا تو کنگن پانی کے اوپر تیرنے لگا اور ملاح نے چھلانگ لگا کر کنگن کو پکڑ لیا۔

دستِ اقدس کی برکت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک راوی نے بیان کیا کہ ہمارے رفقا میں سے ایک کے پاس سو دینار تھے جو اس نے مجھے دے دیئے تاکہ میں حضرت امام کاظم کی خدمت میں پیش کروں۔ میرے پاس بھی ایک





چیز تھی، جب میں مدینے پہنچا تو غسل وغیرہ کرنے کے بعد اپنے مال و اسباب کو صاف کیا اور ایک شخص سے مشک وغیرہ لے کر اُن پر چھڑکا۔ پھر جب میں نے اس شخص کے مال کو گنا تو ننانوے دینار نکلے۔ پھر دوبارہ گنا تو اتنے ہی تھے لہذا ایک دینار میں نے اپنے پاس سے ان میں ملا دیا۔ رات ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”میری جان آپ پر قربان ہو میرے پاس کچھ رقم ہے جس سے قرب حق حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

آپ نے فرمایا:  
”لے آؤ۔“

میں اپنے دینار آپ کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا:  
”آپ کے غلام نے بھی مجھے ایک چیرہ دی ہے۔“

آپ نے فرمایا:  
”لے آؤ۔“

میں تیلی پیش کی تو آپ نے فرمایا:  
”زمین پر رکھ دو۔“

میں نے رکھ دی۔

پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا تو میرا دینار علیحدہ ہو گیا۔

پھر آپ نے فرمایا:

”میں وزن بردار ہوں عدو پر اعتماد نہیں۔“



## نادرہ میں برکت کا حصول

ایک راوی نے بیان کیا کہ علی بن یقظین وغیرہ نے مجھ سے کہا کہ فلا آدمی کے ساتھ کوفہ جاؤں اور وہاں سے دو سواریاں خرید کر کے یہ خط اور یہ مال حضرت موسیٰ بن جعفر کی خدمت میں پہنچا دو۔ میں کوفہ گیا اور اس شخص کے ساتھ دو سواریاں خریدیں۔ جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو ایک جگہ قیام کر کے کچھ تناول کیا اور پھر اچانک ہماری نگاہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ پر پڑی جو ایک حجر پر سوار تشریف لارہے تھے۔ ہم تعظیماً کھڑے ہو گئے اور آپ کی خدمت میں سلام کیا۔ آپ نے فرمایا:

”تمہارے ہاں جو کچھ بھی ہے حاضر کرو۔“

ہم نے سب کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر وہ خط بھی آپ کو دے دیا۔ آپ نے کچھ خط آستین سے نکال کر فرمایا:

”یہ تمہارے خطوں کے جواب ہیں اب خدا کی حفاظت

میں واپس لوٹ جاؤ۔“

میں نے عرض کیا کہ ہمارا راستہ کا خرچہ ختم ہو چکا ہے اگر اجازت ہو تو حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے فارغ ہونے کے بعد راستہ کا خرچہ بھی لے لیں آپ نے فرمایا:

”کیا تمہارے پاس کچھ توشہ بچا ہوا ہے؟“

ہم نے عرض کیا:





”ہاں“

آپ نے فرمایا:

”اے میرے پاس لے آؤ۔“

ہم نے حاضر کر دیا۔ آپ نے اسے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ:

”یہ ز اور راہ تمھارے لیے کوفہ تک کافی ہے، تم

بمحافظة خداوندی واپس چلے جاؤ۔“

آپ کے ارشاد عالیہ کے مطابق ہم واپس لوٹ آئے اور وہ راستہ کا

خرچ بھی کوفہ میں آکر باقی بچ گیا۔





(۸)

# حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ

کنیت اور لقب

حضرت علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارہ ائمہ کرام میں سے  
آٹھویں امام ہیں۔

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے جس طرح کہ آپ کے باپ کی کنیت کاظم  
ہے۔

حضرت کاظم سے مروی ہے کہ:  
”میں نے اپنی کنیت انھیں دے دی“

آپ کا لقب رضا ہے۔  
لفظ رضا کی وجہ تسمیہ

حضرت ابی جعفر محمد بن علی رضا سے کہا گیا کہ ان کا نام ان کے باپ



نے مامون الرضا رکھا تھا اور انھیں عمدہ ولایت کی بھی وصیت فرمائی تھی تو آپ نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کا نام الرضا رکھا کیونکہ وہ سموات میں اللہ کی رضا تھے اور زمین میں اللہ کے محبوب کی رضا تھے۔

### لقب "رضا" کی اہمیت و افادیت

آپ کو جو پہلے امام گزر چکے ہیں ان پر اس بلند خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اپنے رفقاء کی طرح اغیار سے بھی راضی رہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کہ:

”میرے فرزند کو رضا کے نام سے پکارا کرو۔“

آپ جب بھی انھیں بلاتے تو فرماتے:

”اے ابوالحسن!“

### ولادت باسعادت

آپ مدینہ شریف، ۱۲ ربیع الاول ۱۵۳ھ بمصری بروز پنج شنبہ کو پیدا ہوئے یعنی اپنے دادا حضرت جعفر صادق کے وصال شریف کے پینتیس سال بعد۔

### وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک طوس میں شاہابو کے گاؤں میں ہوا۔



## مرقد مبارک

آپ کا مرقد مبارک خلیفہ ہارون الرشید کی قبر کے مغرب کی جانب ہے۔  
جسے سرائے حمید بن قحطہ الطائی کہا جاتا ہے۔ آپ نے ۲۰۲ھ ہجری بروز  
جمعۃ المبارک کو وصال فرمایا۔

## والدہ ماجدہ کا اسم گرامی

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اُم ولد ہے جن کے بہت سے نام ہیں مثلاً:  
اروی، نجمہ، شمانہ، اُم البینین۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت حمیدہ حضرت امام کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ  
محترمہ کی کنیز تھیں۔ ایک شب حضرت حمیدہ نے منبر صادق نبی غیب علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا:

”اے حمیدہ! نجمہ کا عقد اپنے فرزند موسیٰ سے کر دو کیونکہ

اُن سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو تمام زمین والوں

سے بہتر ہوگا۔“

## سبحان اللہ کی آوازیں سنائی دینا

آپ کی والدہ محترمہ سے مروی ہے کہ جب میں عالم ہوئی تو مجھے کبھی قسم کا  
بوجھ محسوس نہ ہوا اور سوتے وقت مجھے اپنے پیٹ میں سبحان اللہ اور اللہ اللہ



کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مجھ پر ایک ہیئت سی چھا جاتی تھی اور میں بیدار ہو جاتی تو  
بھر کوئی آواز سنائی نہ دیتی۔

## ولادت کا منظر

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ لیے اور  
چہرہ آسمان کی طرف کر کے لبوں کو تقسیم فرمانے لگے اس طرح جس طرح کوئی گفتگو  
کرتا ہے اور دعا مانگتا ہے۔ حضرت کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک رفیق نے  
مجھ سے کہا:

”کیا تم علم رکھتے ہو کہ مغرب کے تجار میں سے کوئی آیا ہے

یا نہیں؟“

میں نے کہا:

”مجھے اس کا علم نہیں۔“

اُس نے کہا:

”آیا ہے۔“

میں اس کے ہمراہ سوار ہو کر چلا آیا یہاں تک کہ ہم اس تاجر کے ہاں پہنچ گئے  
اس نے ہمارے سامنے سات کنیزیں پیش کیں لیکن انہوں نے کسی کو قبول نہ فرمایا

اور فرمایا:

”کوئی اور دکھاؤ۔“

اُس نے کہا:



”اور تو کوئی نہیں مگر ایک کنیز ہے جو اکثر بیمار رہتی ہے۔“  
آپ واپس چلے گئے اور پھر آپ نے مجھے دوسرے دن بھیجا اور فرمایا کہ:  
”اس سے زیادہ سے زیادہ قیمت دریافت کرو، جتنی قیمت  
بھی طلب کرے اُسے دے کر خرید لو۔“

میں اس کے پاس جا کر پوچھا تو اُس نے کہا:  
”میں اس کنیز کی قیمت سے ایک پیسہ بھی کم نہ لوں گا۔“  
میں نے کہا:

”جو چاہو لے لو میں اسے خریدنے کی تیاری میں ہوں۔“  
اُس نے کہا:  
”جاؤ میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کر دی لیکن یہ بتا  
کہ اس کنیز کا خاوند کون ہوگا؟“

میں نے کہا:  
”وقت سے پہلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“  
اُس نے کہا:

”مجھے ایک بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ جب میں نے اس  
کنیز کو مغرب کے ایک دور دراز شہر سے خریدا تو ایک  
اہل کتاب عورت کی مجھ پر نظر پڑی تو اس نے مجھ سے کہا  
یہ کنیز کس کے لیے ہے؟“

میں نے کہا:





”میں نے اپنے لیے خریدی ہے۔“

وہ بولی:

”یہ کثیر ایسی نہیں کہ جو تیرے لیے ہو تو کسی ایسے آدمی کے لیے ہے جو تمام دنیا میں بہتر انسان ہو کیونکہ اس کے شکم سے بہت جلد ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو بہت عظیم ہوگا جو مشرق و مغرب میں بے مثال ہوگا۔“

راوی نے کہا کہ جب میں اس کثیر کو لایا تو کچھ دیر یہ کثیر حضرت کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی اور اس سے حضرت امام رضا پیدا ہوئے۔

حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضورِ خواجه کو بین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”تیرا بیٹا علی اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے جو اس کی حکمتیں بیان کرے گا۔ اس کی رائے سب پر فائق ہوگی جو عطا کیے پاک ہوگی۔ وہ جاہل نہیں بلکہ عالم ہوگا اور اس کی عقل میں دانا اور اہل علم ہوں گے۔“

**حاسد کے سر پر خاک**

جب خلیفہ ناموزن الرشید نے حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد بنایا تو جب بھی آپ اس کی ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو تمام





نہ کر چاکر آپ کا استقبال کرتے اور مامون الرشید کے دروازے پر جو پردہ لٹکا ہوتا تو اُسے اٹھا دیتے تاکہ آپ اندر تشریف لے جائیں۔ بالآخر اس بارے میں چند صالح آدمیوں کے چند اور آدمی مفت کی حرص و ہوا میں اُکھ گئے اور انہوں نے حضرت رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے آپ کو دیکھ کر بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے اور استقبال کر کے پردہ اٹھا دیا۔ جب آپ اندر تشریف لے گئے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے:

”ہم نے ایسا کیوں کیا؟“

دوسری بار پھر اس بات پر متفق ہوئے کہ اب کبھی ایسا نہ کریں گے۔ پھر جب آپ دوسری بار تشریف لائے تو وہ اُٹھ کھڑے ہوئے سلام کر کے پردہ اٹھانے میں کچھ اور سوچیں تو ذات باری تعالیٰ نے اس سے قبل کہ وہ پردہ اٹھاتے ایسی ہوا چلائی جس سے پردہ خود بخود اُٹھ گیا۔ جب آپ اندر چلے گئے تو ہوا بند ہو گئی اور پھر جب باہر آنے کا قصد کیا تو پھر ہوا چلنے لگی اور پردہ خود بخود اُٹھ گیا۔ جب ان حاسدوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ جسے اللہ تعالیٰ عزیز رکھے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ پھر وہ آپ کی اسی طرح خدمت بجالاتے رہے۔

**ایک کرۂ اور تولیہ عطا ہونا**

حضرت دعل بن علی الخراسانی جو اپنے دور کا ایک عظیم شاعر تھا۔ اس نے کہا کہ جب میں نے قصیدہ ”مَدَنَ رَا اَمِنَ“ آیاتِ خدیت میں تلاوت کی تو حضرت علی رضا کی خدمت میں پیش کیا تو اس وقت خراسان میں ماسرین کا



ولی غم بھی موجود تھا۔ میں نے اُسے بھی سنایا تو اس نے اسے بہت پسند کیا اور  
کہا کہ اس قصیدہ کو کسی کے سامنے نہ پڑھنا ماسوا اس کے کذبے میں کہوں۔ یہ  
خبر جب مامون الرشید کو پہنچی تو اُس نے مجھے دربار میں بلایا اور حال احوال دریافت  
کرنے کے بعد کہا:

”اے وعبل! قصیدہ تدراس آیات سناؤ۔“

میں نے ادھر ادھر کی لگائی۔ پھر مامون نے حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کو بلایا  
آپ تشریف لے آئے تو مامون نے کہا:

”اے ابوالحسن! میں نے وعبل سے قصیدہ تدراس آیات“

سنانے کو کہا تھا مگر اس نے نہ سنایا۔“

حضرت علی رضا کے فرمانے پر میں نے قصیدہ پڑھا تو آپ نے بہت پسند کیا  
مامون نے قصیدہ سن کر پچاس ہزار دینار دیئے اور اتنے ہی دینار حضرت  
علی رضا کی خدمت میں پیش کیے۔

وعبل نے حضرت علی رضا کی خدمت میں عرض کیا:

”اے میرے سردار! میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اپنے

کمپڑوں میں سے کوئی کپڑا عطا فرمائیں جو موت کے بعد میرا  
کفن ہو۔“

آپ نے وعبل کو ایک کرت اور تالیہ عطا فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا:

”اے وعبل! انھیں حفاظت سے رکھنا بلکہ ان کی وجہ سے

تم بہت سی آفات و بلیات سے محفوظ رہو گے۔“





اڑاں بعد وعبیل نے عراق جانے کا قصد کیا۔ راستہ میں انھیں ڈاکوؤں نے  
لوٹ لیا۔ میرے پاس صرف ایک پرانا کرتہ بچا اور مجھے اس کرتے اور تولیے کا  
بہت افسوس تھا جو آپ نے مجھے عطا فرمائے تھے آپ نے ارشاد فرمایا  
تھا کہ:

”انھیں حفاظت سے رکھنا یہ تمہارے محافظ ہوں گے۔“

میں بہت پریشان تھا کہ اچانک میں نے چوروں میں سے ایک چور کو  
گھوڑے پر آتے سوار دیکھا اس نے میرا جامہ ہارانی زیب تن کیا ہوا تھا وہ  
میرے سامنے آکھڑا ہوا اور اپنے رفقار کا منتظر تھا۔ وہ سب کے سب آ  
گئے تو اس نے مدراس آیات غلث من تلاوۃ ”پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ  
ساتھ روتا بھی رہا۔ وعبیل نے دل ہی دل میں کہا:

”یہ عجب معاملہ ہے کہ یہ ڈاکو بھی اہل بیت کی محبت میں

سرگرم ہے۔“

وعبیل کے دل میں یہ خواہش موجزن ہوتی کہ حضرت رضار کی یہ دونوں چیزیں  
مجھے واپس مل جائیں تو کتنا اچھا ہوگا۔

وعبیل نے کہا:

”اے سردار یہ قصیدہ کس کا ہے؟“

سردار نے کہا:

”تجھے اس سے کیا واسطہ؟“

وعبیل نے کہا:





”میں اس کے بارے میں کچھ علم رکھتا ہوں جو تجھے بتاؤں

گا۔“

سردار نے کہا:

”اس کا تصنیف کنندہ اس سے بھی زیادہ معروف ہے“

و عبیل نے دریافت کیا وہ کون ہے؟

سردار نے کہا:

”وہ و عبیل بن علی جو آل محمد کا شاعر ہے۔“

و عبیل نے کہا:

”اے سردار! و عبیل میں ہی ہوں۔ اور یہ قصیدہ بھی میری

تصنیف ہے۔“

سردار نے و عبیل سے بہت سی باتیں دریافت کیں اور اہل قافلہ کو بلا کر تمام سے حال احوال دریافت کیے۔ ان سب لوگوں نے سردار سے کہا کہ واقعی و عبیل اسی کا نام ہے اور یہی شاعر اہلبیت ہے۔

انہوں نے بعد ازاں و عبیل کو اپنے پاس رکھی اور اپنی محافظت میں ہر خطرناک جگہ سے گزرا۔ اس طرح و عبیل اور تمام قافلہ واسے اس کرتہ اور تولیہ کی برکت سے محفوظ اپنی اپنی منزل پر جا پہنچے۔ و عبیل کا قصیدہ یہ ہے:

دکرت محل الرابع من عنفات فامسکت دفع العين بالعبرات





مَدْرَأْسُ آيَاتِ خَلَّتْ مِنْ تِلَاوَةٍ وَ مَنْزِلِ وَحْيِ مَقْضَى الْحَرَضَاتِ  
آيَاتِ كُوَيْبِجْ كَرِطْھِ اس طرح اس کی تلاوت کو دوست رکھ اسکے نازل ہونے کے ساتھ اس کا سامنا کر لیا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِالْحَنِيفِ مِنْ صُنَى وَ بِالْبَيْتِ وَالتَّعْرِيفِ وَ الْحَجَرَاتِ  
اَلِ رسول کے لیے سیدھا راستہ مَنی سے۔ اور خانہ کعبہ اور تعریف اور حُجْرے۔

دِيَارِ عَلِيٍّ وَ الْحُسَيْنِ وَ جَعْفَرٍ وَ خَمْزَتِ السَّجَارِذِ التَّقَاتِ  
علی حسین اور جعفر کے گھر گھنی جھاڑیاں اور گرم تنور بے وقت ہیں۔

دِيَارِ عَفَاها جودِ كُلِّ مَعَانِدٍ وَلَوْ تَعَتَّ بِالْآيَاتِ وَ التَّنَوَاتِ  
ان کے گھروں میں معافی عام ہے اور دشمن کیلئے سخت ہے۔ اور زمانہ کی دشواری نہیں بلکہ جھکاؤ ہے۔

دِيَارِ عَبْدِ اللَّهِ وَ الْفَضْلِ صَقُوقَةٍ سَلِيلِ رَسُولِ اللَّهِ ذِي الدَّعَوَاتِ  
عبد اللہ اور فضل کے گھر کھٹے دودھ اور سرگڑھ ہوئے پانی کی طرح صابِ دعوت رسول اللہ سے تسلی پاتے ہیں۔

مَنْزِلِ كَانَتِ الصَّلَاةُ وَ الْمُتَقَى وَ الْمُعْصُومِ وَ التَّطَهِيرِ وَ الْحَسَنَاتِ  
اللہ کی رحمت اور پرہیزگاری نازل ہوتی ہے اور معصوم اور حسنات ظاہر ہوتی ہیں۔

مَنْزِلِ جَبْرِيلِ الْأَمِينِ يَحْلِيهَا مِنْ اللَّهِ بِالتَّسْلِيمِ وَ السَّكُونِ  
جبریل امین کے اترنے کی جگہ وہ خلعت لاتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے سلامتی اور سکھائی ہے۔

مَنْزِلِ وَحْيِ اللَّهِ مَعْدَنُ عِلْمِهِ سَبِيلُ الرِّشَادِ وَ أَضْحَى الظُّرُفَاتِ  
اللہ کے وحی کی جگہ اور اس کے علم کی کان نہیں۔ ہدایت کا راستہ اور کناروں کو روشن کرتے ہیں۔

مَنْزِلِ وَحْيِ اللَّهِ يَنْزِلُ حَوْلَهَا عَلَى أَحْمَدِ الرُّوحَاتِ وَ الْعَدَدَاتِ  
اللہ کی وحی اترنے کی جگہ جو ان کے گرد اگر نازل ہوتی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر بے شمار۔





فان اولی شطت بهم عزه الہی افانین فی الاقطار مختلفات  
وہ لوگ کہاں بہتر ہیں کہ انکے ساتھ زیادتی کی عزت ہے ان کو عذاب کے ساتھ وہ مختلف کناروں میں  
قائم رہنے والے ہیں۔

ہم ال مہدات النبی اذا انتموا وہم خیر سادات وخیر ہمتات  
وہ نبی علیہ السلام کی آل کے وارث ہیں اگر تم جانو۔ اور سادات میں بہتر اور بہتر مرنے والے ہیں

مطاعیم فی الاعسار کل مشہد فقد شرفوا بالفضل والبرکات  
سر پریشان حاضر ہونے والے کو کھانا کھلانے والے ہیں۔ پس شرافت حاصل کرو ان کے  
افضلیت اور برکات سے۔

اذا العیشخ اللہ فی صلواتنا بذکرہ لم یقبل الصلوۃ  
ہماری نمازوں میں اللہ نے اُن پر درود پڑھنے میں نخل سے منع فرمایا ہے۔ ان کے ذکر کے  
بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

انکۃ عدل یہتدی بقوائمہ عادل اماموں کو ان کے افعال میں وہ ہدایت دیتا ہے اور اگر ان میں کسی نے احسان بتایا تو اس کو  
ذلیل کر دیتا ہے اس جہانوں میں۔

فیما رب تراد قلبی و بصیرۃ و من وجہم یارب فی الحسنات  
پس اے میرے رب زیادہ کر میری بصارت اور دل کی قوت کو اور اے نیکیوں کے ساتھ  
ان کا جوڑا کر دے۔

دیارہا رسول اللہ اصبح مہلقاً و دارہا زیاد اصبحت حمداً  
اور رسول اللہ کے دیار پاک میں میری صبح جلدی کر دے وہ گھر جس میں میں صبح کو زیادہ سے  
زیادہ ان کی حمد بیان کروں۔

والی رسول اللہ قلبہ نقات ہم وال زیاد غلظہ القصرات  
اور رسول اللہ کی آل پاک کی نرم زلفیں قائم رہیں اور آل زیاد کے بال سخت اور کٹے ہوئے  
ہوں۔

والی رسول اللہ ند فی زحورہم وال زیاد نریثوا الحجلات  
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کی گروہیں بنیں ہوں اور آل زیاد کے  
جملہ عروسی کو مزین کرے۔



وَالرَّسُولُ اللَّهُ يَسْبِي حَرِيمَهُمْ وَالْزِيَادُ آمَنُوا لَسْرَابَات  
اور آل رسول اللہ کو حرام چیزوں سے دور رکھو اور الزیاد کو سرباب جو دور رکھنے میں لگتا ہے امن سے  
وَالْزِيَادُ فِي الْقُصُورِ مَصُونَةٌ وَالرَّسُولُ اللَّهُ فِي الْقُلُوبَات  
اور زیاد کی اولاد محلوں میں پناہ ہے اور آل رسول کو دلوں میں حب گزین فرما۔  
فِي دَارِ ثِيَابِ عَلِيٍّ وَآلِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ دَائِعَةُ الْقَضَايَاتِ  
پس اے علم نبی کے وارث اور انکی اولاد تمھاری اُپر ہمیشہ سلام ہو اور ہمیشہ بارش ہوتی رہے۔  
لَقَدْ آمَنْتُ نَفْسِي بِكُمْ فِي حَيَاتِكُمْ وَأَنِّي أَرْجُو أَنِ امْنٍ عِنْدَ مَمَاتِ  
تحقیق میں اپنے نفس کیساتھ تم پر اپنی زندگی میں ایمان لایا اور مرنے کے بعد میں امن کا اُمیدوار ہوں  
بعض روایات کے مطابق اس قصیدہ کے پچاس بیت اور بھی ہیں۔ جب  
دعبل قرأت کرتے کرتے اس شعر پر پہنچے۔

وَقَبْرُ الْبَغْدَادِ نَفْسُ نَرٍّ كَيْسٍ

تَضَمَّتْهَا السَّحَابُ فِي الْعَرَافَاتِ

میرے پاک نفس کی قبر بغداد میں ہے

جہاں اس کو عرفات میں پہنچا دے۔

تر حضرت علی رضاء نے فرمایا:

”اے دعبل! اس جگہ ایک شعر کی نسبت میری طرف سے

کہا جاتا کہ تمھارا قصیدہ تکمیل کو پہنچ جائے۔“

دعبل نے کہا:

”اے ابن رسول اللہ! یہ بالکل درست ہے۔“



حضرت علی رضائے فرمایا:

وَقَبْرِ بَطْوَسٍ بِالْهَامِنِ مَصْعَةِ الْحَتِّ  
عَلَى الْأَحْشَارِ بِالسَّرَاتِ

وَعَبِلٌ نَعَى بُوَحَّيًّا

”اے ابن رسول اللہ! یہ قبر کس کی ہوگی؟“

حضرت علی رضائے فرمایا:

”یہ قبر میری ہے اور بہت جلد اہل بیت سے محبت رکھنے والوں  
اور ان کے محبت کرنے والوں کی ہوگی۔“ جو بھی میری زیارت  
کرنے کے لیے حاضر ہوگا اس غربت میں میرا رفیق ہوگا اور  
یومِ محشر میں بخشا جائے گا۔“

غیب کے سوالات کے جوابات کا حصول

کو فردا لوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میں غلامانِ جانے کے  
لیے کوڑے سے باز نہ نکلا تو میری لڑکی نے مجھے ایک نفیس کپڑا دے کر کہا:  
”اے فلاں! اسے فروخت کر کے میرے لیے ایک  
فیروزہ خرید لانا۔“

جب میں ہر وہ چیز تو آپ کے خدام نے مجھ سے آکر کہا:



”ہمارا ایک رفیق انتقال کر چکا ہے اس کے کفن کے لیے یہ کپڑا ہمارے ہاں فروخت کر دو۔“

میں نے کہا: ”میرے ہاں کوئی کپڑا نہیں۔“

یہ سن کر وہ چلے گئے لیکن دوسری دفعہ پھر آگئے اور کہنے لگے: ”ہمارے آقا نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تمہارے پاس ایک کپڑا ہے جو تمہاری لڑکی نے تمہیں دیا تھا تاکہ اُسے تم فروخت کر دو اور اس کے لیے فیروزہ خرید کر سکو۔ ہم اس کی قیمت لے کر آئے ہیں۔“

میں نے کپڑا دے دیا اور اس کے بعد اپنے دل میں سوچا کہ چند مسائل آپ سے دریافت کرتا ہوں دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں پھر میں چند مسائل ایک کاغذ پر نوٹ کر کے اگلی صبح سویرے آپ کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ وہاں لوگ بکثرت جمع تھے مگر کسی کی کیا مجال کہ وہ آسانی سے ملاقات کر سکیں۔ میں حیران و پریشان کھڑا تھا کہ آپ کا ایک خادم باہر آیا اور میرا نام لے کر ایک تحریر کیا ہوا کاغذ مجھے دے کر کہنے لگا: ”اے فلاں! یہ سوالات کے جوابات ہیں۔“

جب میں نے اس کاغذ کو کھول کر تحریر کا مطالعہ کیا تو وہ واقعی میرے سوالات کے جوابات تھے۔



## سترہ کھجوروں کا حصول

ابن نباح میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں حضور خواجه کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نباح میں تشریف لائے ہیں اور جس مسجد میں حاجی ٹھرتے ہیں وہاں قیام فرماتے ہیں۔ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ کے سامنے ایک بڑی رکابی تھی جس میں صیغانی کھجوریں تھیں۔ خواجه کو نبین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے ایک مٹھی برابر مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے انھیں گنا تو وہ سترہ (۱۷) کھجوریں تھیں۔ میں نے ان سے یہ تعبیر نکالی کہ میری عمر ابھی سترہ سال باقی ہے۔ اس واقعہ کے بیس یوم بعد میں نے سنا کہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ اس مسجد میں تشریف لائے ہیں تو میں فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو اسی جگہ تشریف فرما دیکھا جہاں خواجه کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرماتے تھے۔ آپ کے پاس بھی اسی طرح کا ایک بڑا سلاخہ میں لٹے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ پھر آپ نے جواب دے کر مجھے اپنے نزدیک بلا کر ایک مٹھی کھجوریں عطا فرمائیں میں نے انھیں شمار کیا تو وہ سترہ (۱۷) نکلیں۔ میں نے کہا:

”اے ابن رسول اللہ! مجھے تو اس سے زیادہ کھجوروں

کی طلب ہے۔“

آپ نے فرمایا:



”اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھے ان سے زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دے دیتا۔“

### ریان بن صلت کی خواہش کا پورا ہونا

ایک راوی نے بیان کیا کہ ریان بن صلت نے مجھ سے کہا کہ میری آرزو ہے کہ تم میرے لیے حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کرو تا کہ میں آپ کی اس خواہش سے حاضری دوں کہ آپ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا پہنائیں اور چند درہم بھی عطا فرمائیں۔ راوی نے بیان کیا کہ جب میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ابھی میں نے کچھ بھی نہ کہا تھا کہ آپ نے فرمایا:

”ریان بن صلت کی خواہش ہے کہ یہاں اس لیے حاضر ہو کہ میں اُسے کپڑے پہناؤں اور وہ درہم جو میرے نام پر آئے ہیں اُن میں سے کچھ اسے بھی دوں۔ ریان بن صلت کو یہاں لے آؤ۔“

ریان جب اندر داخل ہوئے تو آپ نے انھیں دو عدد کپڑے عنایت فرمائے اور بیس درہم عنایت فرمائے۔





## خواب میں نسخہ شفا بتانا

ایک ڈاکو نے کسی تاجر کو کرمان کے راستہ میں سرحدی کے موسم میں پکڑ لیا اور اس کے منہ کو برف کی طرف کر کے لٹا دیا۔ یہاں تک اس کی زبان گنگ ہو گئی اور وہ بات کرنے سے مجبور ہو گیا۔ جب وہ خراسان پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور تشریف لے گئے ہیں۔ اس نے اپنے آپ سے کہا کہ وہ اہل بیت رسول سے ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونے سے شائد کوئی علاج ہو سکے۔ اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت امام رضا کی خدمت میں حاضر ہے اور شفا کا طلب گار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے فلاں! کمونی، پودینہ، صحرانی اور نمک لے کر انھیں پانی میں بھگو کر دو دو تین تین بار منہ میں رکھو شفا پا جاؤ گے۔“

جب خواب سے بیدار ہوا تو اسے اس پر اعتبار نہ آیا۔ جب نیشاپور پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں اور کسی مسافر خانہ میں تشریف لے گئے ہیں۔ وہ تاجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ عرض کیا لیکن خواب کا ذکر نہ کیا۔ آپ نے فرمایا:

”تمھاری دوا وہی ہے جو میں نے خواب میں بتادی

سچی۔“

تاجر نے کہا:

”اے ابن رسول اللہ! میں پابستام ہوں کہ دوبارہ سنوں۔“





آپ نے فرمایا:

”تھوڑی سی کوئی، پودینہ صحرائی اور نمک لے کر پانی میں  
تر کر لو اور دو تین بار منہ میں رکھو گے تو شفا حاصل کرو  
گے۔“

اس تاجر نے آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا اور شفا حاصل ہو گئی۔

### ایک شخص موت کے منہ میں

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ نے ایک شخص  
کو دیکھا اور فرمایا:

”اے اللہ کے بندے! جو چاہتا ہے اس کی وصیت کر

اور جس چیرے گریز نہیں اس کے لیے تیار ہو جا۔“

اس بات کو تین ہی روز گزرے تھے کہ وہ شخص موت کے پھنس گیا۔

### عربی زبان کا عطا کرنا

ابراہیم سندی نامی شخص نے بیان کیا کہ میں حضرت امام رضا رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لیے گیا تو عربی کا الف تک نہیں جانتا تھا میں نے  
آپ کو سندی میں سلام کیا آپ نے مجھے بھی سندی میں ہی جواب دیا۔ اس کے  
بعد میں نے اپنی زبان میں بکثرت کئی سوال کیے آپ نے تمام سوالات کا جواب  
اسی زبان میں دیا۔ پھر میں نے آتے وقت عرض کیا:



”حضور! میں عربی نہیں جانتا۔ آپ دعا فرمائیں کہ میں

عربی بولنا سکھ جاؤ۔“

آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہونٹوں پر پھیرا تو میں اُسی وقت  
عربی میں گفتگو کرنے لگا۔

### دل کی بات کا جواب تحریر میں دینا

ایک راوی نے بیان کیا کہ جب میں نے حج کا قصد کیا تو میری رائی  
نے ایک نفیس ریشمی کپڑے سے احرام کا کپڑا تیار کیا۔ جب وقت آرام  
آیا تو میرے دل میں ریشمی کپڑے کے احرام کی عظمت کا اندیشہ پیدا  
ہوا تو میں نے ریشمی احرام کو چھوڑ دیا اور کوئی دوسرا کپڑا زیب تن کیا۔  
پھر جب میں مکہ پہنچا تو حضرت علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں  
ایک خط کے ہمراہ وہ کپڑا بھیج دیا لیکن اس میں یہ مرقوم کرنا بھول گیا کہ  
ریشمی کپڑے سے احرام باندھنا جائز ہے یا ناجائز۔ حالانکہ میں نے خط  
اسی نسبت سے بھیجا تھا یہاں تک قاصد خط کا جواب لے کر آگیا۔ خط  
کے آخر میں مرقوم تھا کہ:

”اگر ریشمی احرام باندھ لے تو کوئی حرج نہیں۔“

پڑیا کی بات سن کر سانپ کو ہلاک کروانا

ایک راوی نے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت امام رضا



رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک باغ میں محو گفتگو تھا کہ اچانک ایک  
چڑیا آکر زمین پر گر گئی اور پریشانی کی حالت میں آہ وزاری کرتے  
لگی۔ حضرت امام نے دیکھ کر فرمایا :  
”اے شخص ! تجھے پتہ ہے کہ چڑیا نے کیا کہا :

میں نے عرض کیا :

” اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ابن رسول اللہ ہی کو اس  
کا علم ہے “

آپ نے فرمایا :

” چڑیا کہتی ہے کہ اس گھر میں ایک سانپ نمودار  
ہوا ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ میرے بال بچوں کو کھا  
جائے “

پھر آپ نے مجھے فرمایا :

” اے شخص ! اٹھو اور اس گھر میں جا کر سانپ کو  
ہلاک کر دو “

میں اٹھا اور اس گھر میں جا کر دیکھا کہ سانپ ٹہل رہا ہے ۔ میں  
نے اسے دیکھتے ہی عصا سے ہلاک کر دیا ۔

حاملہ بچوں کے نام تجویز کرنا

ایک راوی سے مروی ہے کہ میری زوجہ عالم محل میں تھی جسے میں



حضرت امام علی رضارضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا:  
”حضور وُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسے بیٹا عطا کرے۔“  
آپ نے فرمایا:

”تمہاری زوجہ کے شکم میں دو بچے ہیں۔“

ولہٰذا میں نے خیال کیا کہ ایک کا نام محمد رکھوں گا اور دوسرے کا نام  
علی رکھوں گا۔

پھر آپ نے مجھے بلا کر فرمایا:

”ایک کا نام علی رکھنا اور دوسرے کا نام عمر رکھنا۔“

جب دونوں بچے تولد ہوئے تو ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی۔

علی اور امّ عمر کی ترتیب کے ساتھ ناموں کا انتخاب کیا گیا۔ ایک دن میں  
نے اپنی والدہ سے دریافت کیا:

”امّ عمر کیا نام ہے؟“

میری والدہ نے جواب دیا:

”میری والدہ محترمہ کا نام امّ عمر تھا۔“

دوبارہ مدینہ نہیں آؤں گا

ایک راوی سے مروی ہے کہ میں نے خراسان میں حضرت امام علی

رضارضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ:

”میں نے مدینہ منورہ بلوایا گیا تو میں نے اپنے اعمال کو



جمع کر کے کہا کہ مجھ پر آہ وزاری کرو تاکہ میں تمہاری آہ وزاری

کو سنوں۔

اس کے بعد میں نے بارہ ہزار درہم ان میں تقسیم کیے اور کہا کہ اب میں تمہارے  
ہاں دوبارہ نہیں آؤں گا۔

### منصب خلافت سے انکاری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مامون الرشید نے آپ کو خلافت کا منصب  
سونپا تو آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مامون پورے دو ماہ تک  
استدعا کرتا رہا مگر آپ نے ہر وقت ٹھکرا دیا۔ بالآخر جب بات حدود سے  
تجاوز کر گئی تو پھر آپ نے تسلیم کر لیا۔ آپ نے اس سلسلہ میں بہت کچھ مرقوم  
کیا جس کے آخری یہ الفاظ تھے:

والجفر والجامعہ بدلان علی ذلک وما ادری  
ما یفعل بی ولا بکم ان الحکم الا اللہ یقض الحق  
وهو خیر الفاضلین لکنی اتلث امراء امیر المؤمنین  
واشرقت مرضاء واللہ یعصمتی وایاہ۔

جفر اور جامعہ میں ضروری ہے اسی وجہ سے میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے  
ساتھ اللہ کیا کرے گا بیشک حکم اللہ ہی کا ہے وہ حق ظاہر کرتا ہے وہ  
بہترین فعل کرنے والا ہے لیکن امیر المؤمنین کی بیوی نے تانہی کا فیصلہ کر دیا  
اور ظاہر ہو گئی اس کی مرض اور اللہ نے مجھ کو اور اس کو محفوظ رکھا۔





## قبر کی مٹی سونگھ کر راز کا منکشف کرنا

ابوالصلت نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک روز میں حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کھڑا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا، ”اس قبر پر جاؤ یہ قبر ہارون الرشید کی ہے اس قبر کے چاروں اطراف سے مٹی اٹھا لاؤ۔“

میں آپ کے حکم کی تعمیل بجالاتے ہوئے مٹی اٹھا لایا۔ آپ نے مٹی کو سونگھ کر پھینک دیا اور فرمایا:

”بہت جلد میرے لیے ایک گڑھا کھودا جائے گا جس میں ایک پتھر نمودار ہوگا جسے خراسان کے سب کے سب قبر میں کھدائی کرنے والے بھی نہیں ہلا سکیں گے۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”نلاں جگہ سے مٹی لاؤ۔“ آپ سے اُسے سونگھ کر پھینک

میں لے آیا تو پھر آپ نے فرمایا:

”وہاں میرے لیے ایک گڑھا کھودا جائے گا جو سات

ہاتھ گہرا ہوگا۔ پھر اس کے مابین قبر شق کی جائے گی اور اگر

اور اگر کو شاہ کا کھاپورا نہ ہو تو پھر قبر ہی بنائیں گے جو

دو ہاتھ ہوگی اسے اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا کھول دے گا

یہ گڑھا کھودے وقت میرے سر ہانے کی جانب سے



ایک قسم کی تری پیدا ہوگی۔ میں نے جس بارے میں تجھے  
ہدایت دی ہے ویسے ہی کرنا۔ پانی کے جوش سے قبر  
پانی سے بھر جائے گی۔ اس میں تجھے چھوٹی چھوٹی مچھلیاں  
نظر آئیں گی۔ یہ روٹی جو میں تجھے دیتا ہوں ٹکڑے کر کے  
پانی میں پھینک دینا تاکہ مچھلیاں اسے کھالیں۔ جب  
کچھ نہ بچے گا تو ایک بڑی مچھلی نمودار ہوگی جو سب چھوٹی  
مچھلیوں کو ہرٹپ کر جائے گی۔ جب وہ چھوٹی مچھلیاں  
ختم ہو جائیں گی تو بڑی مچھلی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے  
گی۔ جب کوئی مچھلی باقی نہ رہے گی تو تم اپنا ہاتھ پانی  
میں رکھ دینا اور جو تم سے میں نے کہا ہے وہی کہہ دینا  
یہاں تک کہ پانی کی سطح نیچی ہو جائے اور کچھ نہ بچے  
یہ سب کچھ مامون الرشید کے سامنے کرنا۔“

پھر فرمایا:

”اے ابوالصلت! کل میں مامون الرشید کی ملاقات  
کے لیے آؤں گا۔ اگر میرے سر پر کوئی چیز پہنی ہوئی نظر  
پڑی تو مجھ سے محو گفتگو ہونا اور اگر میرا سر خالی ہوا تو  
مجھ سے گفتگو نہ کرنا۔“

ابوالصلت نے کہا کہ:

جب صبح ہوئی تو حضرت امام علی رضارضی اللہ عنہ



نے لباس زیب تن کیا اور مامون الرشید کے غلام کے منتظر  
ہوئے۔ آپ مامون الرشید کے ہاں گئے ان کے میوں کے  
رکاب رکھے ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں انگوروں کے  
خوشے پکڑے ہوئے تھا۔ مامون الرشید آپ کو دیکھ کر  
اپنی جگہ سے دوڑا اور آپ سے معاف کر کے آپ کی  
پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کو بٹھایا۔ پھر وہ انگور کے گچھے  
حاضر کر کے گویا ہوا: اے ابن رسول اللہ! کیا آپ نے  
کبھی ان انگوروں سے بہتر انگور دیکھے ہیں۔ آپ نے  
فرمایا اس سے بہتر انگور تو بہشت میں دیکھے ہیں۔  
پھر مامون نے کہا:

"اے ابن رسول اللہ! کھائے۔"

آپ نے فرمایا:

"میں انگور کھانے سے معذور ہوں۔"

مامون نے بات کو طویل کرتے ہوئے کہا:

"آخر اس میں کون سی چیز مانع ہے؟ شاید آپ مجھے تہمت  
زدہ خیال کرتے ہیں۔"

یہ کہہ مامون نے آپ سے وہ خوشہ انگور لے لیا اور چند اسے کھا کر پھر  
دوسری مربعہ آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس خوشہ سے دو تین واسے کھائے  
اور باقی خوشہ رکھ دیا۔ پھر اسٹھ کھڑے ہوئے۔





مامون الرشید نے کہا،

”یا حضرت! آپ کہاں جا رہے ہیں؟“

آپ نے فرمایا،

”جہاں تم نے بھیجا ہے؟“

پھر آپ نے اپنے سر پر کوئی چیز باندھ کر باہر تشریف لے آئے۔ میں نے آپ سے کلام نہ کیا۔ آپ نے اپنی سرائے میں آکر فرمایا،

”سرائے کا دروازہ بند کر دو۔“

آپ اپنے بستر پر سو گئے اور میں سرائے میں حیران و پریشان کھڑا رہا۔ اچانک میری نظر ایک حسین و جمیل نوجوان پر پڑی جس کے بال خوشبو سے معطر تھے۔ اس کا چہرہ آپ سے ملتا جلتا تھا میں بھاگ کر اس کے قریب گیا اور عرض کی،

”آپ کہاں سے تشریف لے آئے کوڑ تو بند تھا۔“

نوجوان نے کہا،

”مجھے وہ شخص لایا ہے جو ایک لمحہ میں مدینہ سے آتا ہے۔“

آتا ہے۔“

میں نے دریافت کیا،

”آپ کون ہیں؟“

نوجوان نے کہا،

”مدین حجازہؓ محمد بن علیؓ اور اپنے والد کے اہل آبائوںؓ۔“





پھر نوجوان مجھ سے بولا کہ تم بھی آ جاؤ۔ جب حضرت رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
اسے دیکھا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کر کے اپنے سینے سے لگایا اور  
پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر اسے اپنے بستر پر لے گئے۔ وہ نوجوان اپنا چہرہ اپنے  
والد کی طرف کر کے بیٹھ گیا اور کچھ دیر میں گفتگو کی جو میں نہ سمجھ سکا۔ پھر میں  
نے آپ کے دونوں لبوں پر برف کی طرح سفید جھاگ نظر آئی جو آپ کا  
بیٹا چاٹ گیا۔ پھر اس نوجوان نے اپنے والد محترم کے کپڑوں میں اپنا ہاتھ ڈالا  
تو چڑیا کی طرح ان کے سینے سے کوئی چیز باہر آئی اور نیچے گر گئی۔ اسی وقت  
آپ نے وصال شریف فرمایا۔

پھر اس نوجوان نے کہا:

”اے ابوالصلت اٹھو اور بیت المال سے پانی اور تختہ لاؤ۔“

ابوالصلت نے عرض کیا:

”بیت المال میں نہ ہی پانی ہے اور نہ ہی تختہ ہے۔“

نوجوان نے کہا:

”میں جو کہتا ہوں اس پر عمل کرو۔“

ابوالصلت بیت المال میں گیا وہاں سے پانی اور تختہ لے آیا۔ ابوالصلت

نے یہ خیال کیا کہ ان کا ہاتھ بٹاؤں لیکن نوجوان نے کہا:

”اے ابوالصلت میرا ہاتھ بٹانے والے حاضر ہیں۔“

نوجوان نے حضرت علی رضا کو غسل دے کر کہا:

”اے ابوالصلت بیت المال میں ایک کپڑوں کا صندوق ہے۔“



اس میں کفن اور نحو شبودہ چیزیں موجود ہیں وہ بے آؤ۔

ابو الصلت گیا اور دیکھا کہ وہاں وہ صندوق موجود تھا جسے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس صندوق کو لا کر رکھا تو آپ نے حضرت علی رضا کو کفن دے کر نماز جنازہ پڑھی، اور پھر کہا،

”اے ابو الصلت! تابوت لے آؤ۔“

ابو الصلت نے عرض کیا،

”حضور! میں جاتا ہوں تاکہ بڑھی کو تابوت پنانے کے

لیے کہوں۔“

نوجوان نے کہا،

”بیت المال میں جاؤ۔“

ابو الصلت جب بیت المال میں گیا تو وہاں ایک تابوت نظر پڑا جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ تابوت لایا گیا جس میں نوجوان نے حضرت امام علی رضا کو لٹا دیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھنا شروع کی ابھی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ تابوت اپنی جگہ سے اٹھنا شروع ہوا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور تابوت پرواز کرتا ہوا اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ ابو الصلت نے عرض کیا،

”اے ابن رسول اللہ! مومن کو بھی بلا لینا چاہیے۔“

نوجوان نے کہا،

”مخافہوش نہ ہو تابوت ابھی واپس آنے والا ہے۔“





نوجوان نے پھر کہا،

”اے ابوالصلت! کوئی ایسا نبی نہیں کہ جس کا وصال  
شرق میں ہوا اور اس کا وصی مغرب میں وصال کرے  
بجز اس کے کہ ان کی ارواح اور جیم باہم ملحق ہو جائیں۔“  
ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ گھر کی چٹ پھٹی اور وہی تابوت پھر مکان  
میں آگیا۔

نوجوان نے حضرت امام کو تابوت سے باہر نکالا اور بستر پر پہلے کی طرح  
بٹا دیا جیسا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہوں اور ان پر کوئی کفن وغیرہ نہیں۔  
نوجوان نے پھر کہا،

”اے ابوالصلت! اٹھو اور وارزہ کھولو۔“

میں نے دروازہ کھولا تو مامون الرشید اپنے خادموں کے ہمراہ آہ و زاری  
کرتا ہوا اگر یہاں چاک کیے ہوئے سر پر طمانچے مارتا ہوا اندر آیا اور کہا،  
يَا سَيِّدَاہُ فُجِعْتُ بِكَ يَا سَيِّدَاہُ  
اے میرے سرور! مجھے مصیبت پہنچی ہے اے میرے سرور۔

انہاں بعد آپ کی تجویز و تکفین میں مصروف ہو گئے تو حضرت امام محمد بن  
علی نے فرمایا:  
”رجاؤ آپ کے لیے قبر تیار کرو۔“

میں اس جگہ گیا تو جو کچھ حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا  
اسی دیکھا۔ مامون الرشید نے پانی اور ٹھیلوں کا مشاہدہ کیا تو کہا کہ ایام



محمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس طرح زندگی میں عجیب و غریب کا ظہور ہوتا تھا  
زندگی کے بعد بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

یہ بات مامون نے ایک درباری نے سنی تو کہا:  
”اے خلیفہ! تجھے معلوم ہے کہ اس کا اشارہ کس طرف ہے؟“  
یہ اشارہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ تمہاری سلطنت کثرت  
اور اطاعت میں ان پھیلیوں کی مانند ہے کہ جب تمہارے  
وصال کا وقت آئے گا اور تمہاری زبان بندی کے آثار دونا  
ہوں گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک ایسے شخص کو مسلط فرمائے  
گا اور وہ تجھے نیت و نابود کر دے گا۔“

مامون الرشید نے کہا:

”آپ نے یہ بالکل درست فرمایا ہے۔“

ابوالصلت سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب امام رضا رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے دفن سے فارغ ہوا تو کہنے لگا:  
”آپ سے جو گفتگو امام رضا کے مابین ہوئی وہ بتاؤ۔“  
ابوالصلت نے کہا:

”وہ تو میں اُسی وقت بھول گیا تھا چونکہ میں نے سچ بولا اس  
لیے اس نے مجھے قید کر لیا۔ میں ایک سال تک قید رہا  
اور میری روزی شدت سے تنگ ہو گئی۔ پھر میں نے کہا:  
اے میرے رب! محمد و آل محمد کے صلہ و میں میری روزی کو



وسیع کر دے۔“ ابھی میری دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ مجھے حضرت  
امام علی رضا کا دیدار ہوا کہ آپ نے فرمایا اے ابوالصلت!  
پریشان کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا۔ جناب پریشان تو ضرور  
ہوں۔ آپ نے فرمایا اٹھو اور باہر جاؤ۔“

آپ کے میرے ہاتھوں کے بندھنوں کو چھوڑا تو وہ کھل گئے۔ پھر آپ نے میرا  
ہاتھ پکڑا اور سرائے سے باہر لے آئے۔ غلام یہ منظر دیکھتے رہے کیونکہ کوئی بھی  
مجھ سے بات کرنے کی جرأت نہ رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا:

”اے ابوالصلت! اب میں اللہ تعالیٰ کی امان میں چلے جاؤ  
اب تمہیں خاموشی ملے گا اور تم ان سے ملو گے۔“

ابوالصلت نے کہا کہ میں نے اس وقت سے خاموشی کو نہیں دیکھا۔





(۹)

# حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ

نام کنیت اور لقب

حضرت محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارہ ائمہ کرام میں سے نویں (۹) امام ہیں۔

آپ کی کنیت ابو جعفر ہے۔

آپ کا نام اور کنیت حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے اسی لیے آپ کو ابو جعفر ثانی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آپ کا لقب تقی اور جواد ہے۔

والدہ کا نام

آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی خیران تھا۔ بعض نے ریحان بھی لکھا ہے۔



آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

## ولادت باسعادت

آپ نے مدینہ شریف میں بمطابق رجب المرجب ۱۹۵ھ ہجری میں تولد فرمایا۔

## وصال مبارک

اود ۲۶ رجب المرجب ۱۹۵ھ ہجری کو معتصم کے ایام خلافت میں آپ کے وصال فرمایا۔

کہتے ہیں کہ آپ کا وصال نہر خودانی سے ہوا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔

## قبر مبارک

آپ کی قبر بغداد شریف میں آپ کے دادا حضور حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی پچھلی جانب ہے۔

## مامون الرشید اور آپ کا تعلق

آپ کو بچپن میں جو خوبیاں اور کمالات حاصل تھے مامون الرشید آپ کا بہت معترف تھا اس لیے اس نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا اور پھر اسے آپ کے ساتھ مدینہ شریف بھیج دیا اور سالانہ ایک ہزار درہم بھیجا کرتا تھا۔



## جواد اور مامون کا مکالمہ

کہا جاتا ہے کہ حضرت جواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد حضرت امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ برس کی عمر میں بغداد شریف کے گلی کوچے میں لڑکوں کی مہراہی میں کھڑے تھے کہ اتفاقاً مامون الرشید کا وہاں سے گزر ہوا جو شکار کے لیے باہر جا رہا تھا۔ تمام لڑکے مامون کو دیکھ کر راستہ سے دوسری طرف ہو گئے لیکن حضرت جواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون نے آپ کے قریب آکر آپ کی زیارت کی آپ حسن و جمال میں بے مثال تھے۔ مامون نے آپ سے دریافت کیا:

”اے بچے تو دوسرے بچوں کی طرح ایک طرف کیوں نہیں ہوتا؟“  
حضرت امام تقی نے جواب دیا:

”اے مسلمانوں کے امیر! راستہ تنگ تو نہیں جو میں آپ کے چلنے کے لیے وسیع کروں اور میرا کوئی جرم بھی نہیں کہ جس کے ڈر سے میں بھاگ جاتا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کی کوئی بنیہر کسی جرم کے سزا بھی نہیں دیتے۔“

مامون الرشید آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور آپ سے دریافت کیا کہ تم کیا نام رکھتے ہو؟  
آپ نے فرمایا:





”میرا نام محمد ہے“

مامون نے پھر دریافت کیا:  
”تم کس کے لڑکے ہو؟“

آپ نے فرمایا:

”میں امام رضا کا فرزند ہوں۔“

مامون الرشید آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی سن کر بہت مسرور ہوا اور جبھر جانا تھا چل دیا۔ اس کے پاس بہت سے شکاری باز تھے۔ جب شہر سے کوچ کیا تو ایک باز کو ایک چکور کے پیچھے چھوڑا تو وہ باز غائب ہو گیا اور کچھ وقت تک غائب ہی رہا۔ پھر کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کی چوڑی میں ایک زندہ مچھلی تھی مامون اسے دیکھ کر سخت متعجب ہوا اور اسے اپنے ہاتھ میں لیے واپس ہوا پھر اسی راستے پر آگیا جہاں آپ کھڑے تھے تمام لڑکے مامون کو دیکھ کر ایک طرف ہو گئے لیکن آپ اپنی جگہ پر قائم رہے۔ مامون الرشید نے قریب جا کر کہا:

”میرے محمد!“

آپ نے فرمایا:

”عائز ہوں اے مسلمانوں کے امیر۔“

مامون الرشید نے آپ سے دریافت کیا:

”یہ بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟“

آپ نے فرمایا:





”ایک چھوٹی سی مچھلی ہے۔ جو خلفاء اور بادشاہوں کے

ہاتھ میں جانے سے روک لی جاتی ہے اور اہل بیت

نبوت اس سے سرفراز ہوتے ہیں۔“

مامون الرشید آپ کی گفتگو سن کر عالم حیرت میں ڈوب گیا پھر آپ کی

جانب بہت دیر تک تکتا رہا۔

پھر کہنے لگا:

”آپ واقعی ابنِ رضا ہیں۔“

اس کے بعد جو انعام آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا دو گنا بڑھا دیا۔

اور ایک روایت ہے کہ ام فضل جو خلیفہ مامون الرشید کی لڑکی تھی نے

اپنے والد مامون الرشید کو مدینہ شریف سے شکایت کے طور پر لکھا کہ حضرت

جو ارجحہ سے خفا ہوتے ہیں اور دوسری بیوی کی رغبت رکھتے ہیں۔ مامون

الرشید نے اس کے جواب میں یوں مرقوم کیا کہ:

”میں نے سزا عطا اس لیے نہیں کیا تھا کہ میں حلال چیز

کو اس پر حرام کر دوں۔ خبردار کبھی اس کے بعد نہ ایسی

بات کہنا نہ تحریر کرنا۔“

## اقوال زہریں

۱۔ الْعَامِلُ بِالظُّلْمِ ظَالِمٌ عِدَّتْ لَهُ مَا لَمْ يَصْنَعْ بِهِ شَرَّكَاءَ ۖ

علم کریو! اگر اس کا مددگار اور ظلم پر نافرمانی نہ کرنے والے شریک ہیں۔



۲۔ العلماء یوم العدل علی الظالم واشتد من یوم

جور علی المظلوم۔

علماء انصاف کے دن ظالم پر بہت سخت ہوں گے مظلوم پر ظلم کرنے کے دن کے مقابلہ میں۔

۳۔ العلماء غرر با کثرة الجهال بینہم۔

علماء بہت کم ہیں جہلا کی ان میں کثرت ہے۔

۴۔ المصید علی المصیبة علی الشامة بہا۔

مصیبت کی طرف جانا اس کی شامت اعمال ہے۔

۵۔ من امل فاجراً کان اذنی عقوبة الحرمان۔

جس نے کسی فاجر کو تکلیف دی تو یہ بہت کم درجہ کا عذاب اور محرومی ہے اس کے لیے۔

۶۔ اثنان علیان ابد اصریح کتمی وعلیل خلط۔

دو چیزیں ہمیشہ ملت رہتی ہیں صبح آدمی چھپانے والا اور بیمار آدمی پھر کرنے والا۔

## بنیر گٹھلی کے پھل لگنا

جب خلیفہ مامون الرشید نے اپنی لڑکی کا عقد کر کے مدینہ شریف کی جانب بھیجا تو آپ سارے میں چند یوم کوفہ میں ٹھہرے۔ آخری یوم آپ ایک مسجد میں تشریف لے گئے جس میں بیری کا درخت تھا جو کبھی بھی پھل نہیں دیتا تھا آپ نے پانی کا برتن منگو کر بیری کی جڑ کے قریب بیٹھ کر وضو کیا۔ پھر وہیں نماز مغرب پڑھنے کے لیے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر درخت کی جڑ کے پاس





پہنچے تو دیکھا کہ اس بیری کے درخت پر بغیر گھٹلی کے پھل لگا ہوا تھا جو ذائقہ میں  
بہت میٹھا تھا جسے لوگ تبرک کے طور پر لے جاتے اور کھاتے تھے۔

## جیل سے غائب ہو جانا

کسی بزدل سے مروی ہے کہ جب میں عراق میں تھا تو شنید کیا کہ کسی  
نے شام کے ملک میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور اسے ایک مقام پر اسیر  
بنایا گیا ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ میں نے نگہبانوں کی کچھ خدمت کی اور  
اس کے ہاں پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہر طرح سے ہوش مند ہے۔ میں نے  
اُس سے دریافت کیا :

”تمہیں کیا ہوا ہے؟“

اُس شخص نے کہا :

”میں شام میں عبادتِ الہی میں اس مسجد میں جہاں حضرت

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک نیروے

پر آویزاں تھا مشغول تھا۔ ایک شب میں قبلہ کی طرف

منہ کر کے بیٹھا ہوا تھا کہ وہ اللہ کے ذکر میں لگا ہوا تھا کہ

اچانک ایک شخص سامنے سے ظاہر ہوا جس نے مجھے

کھڑا ہونے کے لیے کہا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ ابھی تھوڑی

بہت دور گئے تھے کہ میں نے خود کو کوئی مسجد میں پایا

اُس شخص نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ





کون کی جگہ ہے؟

میں نے عرض کیا،

”یہ کوفہ کی مسجد ہے۔“

وہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا میں بھی اُس کا مقتدی بنا۔ پھر نماز سے فراغت کے بعد میں مسجد سے باہر گیا۔ وہ تھوڑی دیر چلا میں بھی اُس کے ہمراہ ہو لیا۔ میں نے دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں ہوں۔ میں نے والی دو جہان کے روضہ انور پر سلام پڑھا لیکن وہ نماز میں مصروف ہو گیا۔ میں نے بھی نماز ادا کی۔ وہ باہر آیا تو میں بھی باہر آیا۔ ابھی تھوڑی دیر چلے تھے کہ میں نے خود کو مکہ معظمہ پایا۔ اس نے طواف کعبہ کیا میں نے بھی طواف کعبہ کیا۔ وہ باہر تشریف لے آیا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا۔ وہ میری نظر سے پوشیدہ ہو گیا اور میں نے خود کو ملک شام کی اس مسجد میں پایا جہاں میں عبادت میں مشغول تھا۔ یہ دیکھ میں بہت متعجب ہوا اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ایسا کیوں ہوا؟ اگلے سال پھر ایسا ہوا کہ وہی شخص پھر ظاہر ہوا اور ساتھ لے کر پچھلے سال کی طرح پھر تازہ ہوا۔ جب میں اپنی جگہ پر واپس آیا اور ایک دوسرے سے علیحدگی کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا:

”مجھے قسم ہے رب قدر کی جس نے تجھے ہر طرح سے نوازا

جس کا میں نے مشاہدہ کیا ہے بتا تو کون ہے؟

اُس شخص نے کہا،

”میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ہوں۔“





جب صبح ہوئی تو میں نے یہ تمام قصہ ان لوگوں کو سنایا جنہیں میرے  
بارے میں کچھ شک تھا۔ یہ خبر والی شام کو بھی پہنچ گئی۔ اُس نے مجھ پر دعویٰ نبوت  
کا الزام لگا کر مجھے اسیر کر دیا اور اپنے ساتھ لے آیا۔ میں نے اسی حال  
میں بادشاہ کو نامہ مرقوم کیا اور اس کے بارے میں معروض کیں۔ بادشاہ نے  
اسی خط کے پیچھے مرقوم کر دیا کہ :

”جو شخص تجھے ایک ہی شب میں کوفہ سے شام اور شام  
سے کوفہ پھر کوفہ سے مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ  
اور پھر وہاں سے واپس لے آیا ہے۔ اس سے کہو کہ وہ  
تمہیں قید سے خلاصی دلائے۔“

جب میں نے یہ جواب سنا تو بہت پریشان ہوا۔ صبح اُٹھ کر قید خانہ  
کی جانب چلا گیا تاکہ اُسے حالات سے آگاہ کروں۔ میں نے دیکھا کہ جیل خانہ  
کا عملہ عالم اضطراب میں ہے۔ میں نے دریافت کیا :  
”تمہیں کیا ہوا۔ پریشان کیوں ہو؟“  
انہوں نے کہا :

”جو شخص مدعی نبوت تھا وہ کل سے قید خانہ سے غائب  
ہو چکا ہے۔ نامعلوم کہ وہ زمین میں گھس گیا ہے یا آسمان  
پر چلا گیا ہے۔“





## موت کی خبر دینا

جب مامون الرشید کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا:  
”میں آج سے تیس ماہ بعد انتقال کر جاؤں گا۔“  
پھر جب مامون الرشید کے وصال کو تیس ماہ ہو گئے تو آپ نے بھی وصال  
فرمایا۔

## کفن کیلئے کپڑا طلب کرنا

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں حضرت جوادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور کہنا کہ فلاں صانع نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور وہ آپ  
کے کفن کے لیے کپڑا طلب کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:  
”وہ ان باتوں سے بے پروا ہو چکا ہے۔“  
یہ سن کر میں باہر آ گیا۔ لیکن میں آپ کے فرمان کو سمجھ نہ سکا۔ بالآخر  
معلوم ہوا کہ وہ اس سے تیرہ یوم پہلے ہی وفات پا چکا ہے۔

## فرمان نہ ماننے پر ہلاک ہو جانا

ایک راوی سے مروی ہے کہ ہم آپ کے رفقاء میں سے ایک  
کے ہمراہ سفر کرنے کا قصد کیے ہوئے تھے۔ سفر پر جانے سے پہلے ہم  
حضرت جوادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اللہ و اخی





الوداع کہیں۔ آپ نے فرمایا:

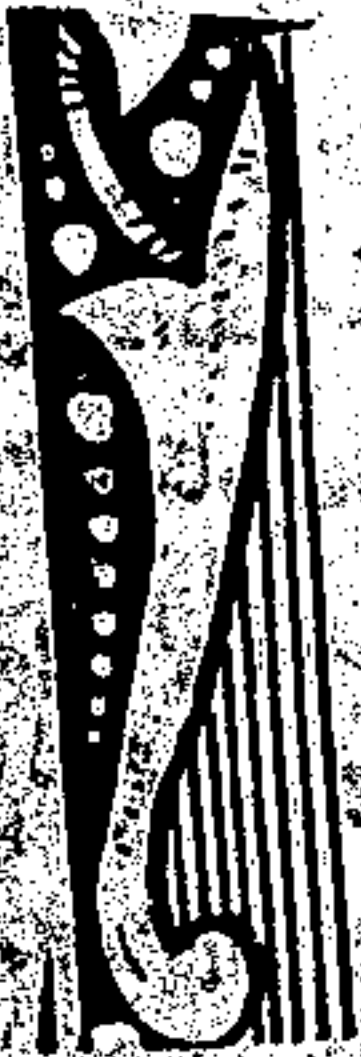
”آج باہر مت جانا، کل تک رُکے رہنا۔“

باہر آئے تو میرے ساتھی نے کہا:

”میں تو جا رہا ہوں کیونکہ میرا رفیق باہر جا چکا ہے۔“

یہ سن کر میں عالم حیرت میں ڈوب گیا اور چلا گیا۔ رات کو جس گاؤں

میں ٹھہراؤ کیا وہ سخت سیلاب آیا اور وہ پانی میں ڈوب کر جاں بحق ہو گیا۔





(۱۰)

# حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ

نام، کنیت اور لقب

حضرت سیدنا علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارہ  
آئمۃ الہدیٰ میں سے دسویں امام ہیں۔  
آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ ابوالحسن ثالث کے نام سے  
بھی پکارے جاتے ہیں۔

آپ کا لقب ہادی اور عسکری ہے جو بہت معروف ہے

والدہ محترمہ کا نام

آپ کی والدہ محترمہ اُم ولد ہیں جن کا اسم گرامی شامہ ہے۔ اور کہا جاتا



ہے کہ یہ ام فضل بنت مامون الرشید کی باندی تھیں۔

## ولادت باسعادت

آپ نے سال ۱۵۰ ہجری ۲۱۲ھ میں مدینہ شریف میں تولد فرمایا۔

## وصال مبارک

آپ نے سال ۱۵۰ ہجری بروز دو شنبہ جمادی الاخریٰ کے آخری ایام میں مستنصر کے عہد میں بغداد کے مضافات میں قصبہ سرمن رائے میں وصال فرمایا۔

## قبرانورہ اور شہد کی جگہ

آپ کی قبرانورہ سرمن رائے کی اس سرائے میں ہے جو آپ کی ذاتی ملکیت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی شہادت گاہ قم میں ہے لیکن یہ قول مستبر نہیں ہاں یہ مستبر قول ہے کہ فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر بن محمد رضی اللہ عنہم کی شہادت گاہ قم شہر میں ہے اور حضرت رضا علی بن محمد موسیٰ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جس نے آپ کی شہادت گاہ کی زیارت کی اسے جنت کا حصول ہوگا۔

## تیس ہزار درہم کا حصول

ایک روز حضرت علی ہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرمن رائے کے کسی قصبے



میں تشریف لے گئے تھے کہ ایک اعرابی آپ کی جستجو میں آ نکلا۔ لوگوں نے  
اسے خبر دی کہ آپ فلاں گاؤں میں تشریف فرما ہیں۔ اعرابی آپ کے پیچھے ہویا  
آپ سے ملاقات ہونے پر آپ نے اس سے دریافت کیا کہ:  
”تم کس کام سے آئے ہو؟“

اعرابی نے کہا:  
”میں اُن لوگوں سے نسبت رکھتا ہوں جن کا دلی تعلق آپ  
کے جد امجد حضرت حیدر کرار سے تھا۔“ اب مجھ پر اتنا بڑا  
قرض ہے جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور کوئی مجھے ایسا نظر نہیں  
آتا جو میرا بوجھ ہلکا کر سکے۔  
آپ نے یہ فرمایا:  
”آزودہ خاطر مت ہونا۔“

آپ نے اسے وہیں ٹھہرایا صبح ہوئی تو آپ نے اعرابی سے کہا:  
”دیکھیے میں تم سے کچھ باتیں کہنے والا ہوں لیکن تمہارا  
فرض ہے کہ میری کسی بات میں اختلاف نہ کرنا۔“  
اعرابی نے عرض کیا:  
”میرا حضرت! میں آپ کی کسی بات میں بھی مخالفت نہیں  
کروں گا۔“

آپ نے ایک خط لکھا جس میں مرقوم تھا کہ:  
”اعرابی کو اتنے پیسے دے دو جو اس کے قرض



سے زیادہ ہوں کیونکہ اس نے بہت سا قرض ادا کرنا ہے۔“

پھر آپ نے یہ خط رقم کیا اور فرمایا:

”یہ نامہ لے جاؤ۔“ جب میں سرمن رائے واپس آؤں

تو میرے ہاں آجانا اور محفل میں بیٹھے ہوئے مجھ سے قرض

کی ادائیگی کا سوال کرنا اور کچھ اور باتیں بھی کرنا۔ ہاں البتہ

میری نصیحت کی مخالفت نہ کرنا۔“

اعرابی نے اس بات کا وعدہ کیا اور خط ہاتھ میں تمام لیا۔ جب حضرت

ہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرمن رائے میں واپس آئے تو آپ کی خدمت میں بہت

سے اہل محبت حاضر تھے اور وہ اعرابی بھی حاضر ہو گیا اور نامہ باہر نکال کر آپ

کی وصیت کے مطابق مطالبہ پیش کیا۔ آپ اس سے نرم نرم گفتگو کرتے جاتے

اور اپنی مجبوری کا اظہار قرض کے وعدہ کی ادائیگی کرتے رہے۔ جب اس واقعہ

کا علم خلیفہ متوکل کو ہوا تو اس نے کہا:

”آپ کی خدمت میں تیس ہزار درہم لے جاؤ۔“

درہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان درہم کو اعرابی کے آنے سے

پہلے حفاظت سے رکھا۔ اعرابی کے آنے پر آپ نے فرمایا:

”اے اعرابی! یہ لیجئے اور اپنا قرض ادا کیجئے اور جو کچھ باقی

بچے اسے اپنی اولاد پر صرف کرنا اور مجھے معذور ہی تصور کرنا۔“

اعرابی نے یہ بات سن کر غرض کیا:

”اے رسول اللہ کے فرزند! آپ نے جو مجھے دیا ہے مجھے





تو اس سے تیسرا حصہ کم کی اُمید تھی۔ حقیقت ہے کہ اللہ ہی  
کو علم ہے کہ فلاں چیز کہاں جائے گی۔

## خلیفہ متوکل کا بیماری سے نجات حاصل کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ متوکل بیماری میں مبتلا ہو گیا وہ یہ کہ اس کے  
جسم پر پھوڑا نکل آیا جس کا علاج کرنے سے اطباء نے جواب لے دیا۔ خلیفہ  
موت کا انتظار کر لے لگا۔ ایک روز فتح بن خاقان نامی شخص جو خلیفہ کے  
اقرباء میں سے تھا کہنے لگا:

”کسی شخص کو حضرت ہادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجو  
شاید کہ اُن سے کوئی منفعت بخش چیز حاصل ہو جائے۔“  
ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا:  
”وہ فلاں چیز کو اس کے پھوڑے پر رکھ دو انشاء اللہ تعالیٰ  
مفید ثابت ہوگی۔“

جو چیز آپ نے تجویز فرمائی تھی وہ متوکل کے پاس پیش کی گئی تو حاضرین نے  
مذاق کرنا شروع کر دیا۔

فتح بن خاقان نے کہا:

”تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے وہ چیز ضرور لاؤ۔“

خادموں نے آپ کی تجویز کردہ دوا حاضر کی جو پھوڑے پر رکھ دی گئی  
پھوڑے رکھنے کی دیر تھی کہ پھوڑا رسنے لگا اور تمام بوسیدہ مادہ خارج ہو گیا



متوکل کے تندرست ہونے کا علم اس کی والدہ کو ہوا تو اس نے دس ہزار  
دینار ایک ہمیانی پر اپنی ہر لگائی اور آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ رسید  
کر دی۔

متوکل کو صحت کاملہ ملنے کے بعد متوکل نے کسی سے شکایت کی کہ آپ  
بہت سا مال اور اسلحہ رکھتے ہیں۔ متوکل نے اپنے دربان سعید نامی سے کہا کہ  
تم نے آج رات جب دو تین بج جائیں حضرت ہادی کے گھر کی تلاشی لینی ہے اور  
جو مال و منال اور اسلحہ ہاتھ آئے قبضہ میں کر کے یہاں میرے پاس لے آنا۔  
سعید نے کہا کہ میں آدھی رات کے وقت منع سیر طہی کیا اور جب نیچے اُترا تو آپ  
کے گھر میں بہت سخت اندھیرا تھا اور مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا کہ کہاں اور  
کس طرف جاؤں۔ اچانک اندر سے آواز سنائی دی:

”اے سعید! اپنی جگہ پر قائم رہو میں وہاں لے کر آتا ہوں۔“

کچھ دیر کے بعد دیالایا گیا تو میں نیچے آکر آپ کے پاس آگیا دیکھا کہ آپ  
پیشم کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں اور سر پر اون کی ٹوپی ہے اور آپ  
ٹاٹ کے مصلیٰ پر قبلہ جانب بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”اے سعید! جو کچھ ہے تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔“

میں گھر میں ادھر ادھر پھرتا رہا لیکن جن چیزوں کی خبر دی گئی تھی ان میں  
سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہوئی اور صرف متوکل کی والدہ کی کبھی ہوئی کھلی  
موجود رہائی اور اس پر اسی طرح مہر بھی ثبت تھی اور دوسری اشیاء بھی مہر کنندہ تھیں  
پھر آپ نے فرمایا:



”یہ مصیبت بھی پیش خدمت ہے“

میں نے مصیبت اٹھایا تو اس کے نیچے ایک تلوار دیکھی جو میان میں بند تھی۔  
میں یہ چیزیں پکڑ کر متوکل کے پاس لے گیا۔ جب متوکل نے ہمیانی دیکھی اور  
اس پر اپنی ہرگی ہوتی دیکھی تو تمام حالات دریافت کیے۔ حاضرین نے کہا،  
”اے متوکل! یہ ہمیانی تیری والدہ نے تمہاری بیماری کے  
دوران منت مانی تھی۔“

متوکل نے کہا،

”اسی طرح کی ایک اور ہمیانی لو اور ایک قبلی اور تلوار کے  
ساتھ آپ کو دے کر آؤ۔“

سعید حاجب کا بیان ہے کہ جب میں یہ چیزیں لے کر آپ کی خدمت  
میں حاضر ہوا تو مجھ پر شرمندگی کی حد نہ رہی۔ میں نے عرض کیا،  
”میرے آقا، میرے لیے بہت مشکل تھا کہ میں آپ کے  
دولت کدہ میں بلا اجازت گھس جاؤں لیکن مجبور تھا مجھے  
حکم ہی ایسا ملا تھا۔“

میر آپ نے فرمایا،

وَسَيَعْلَمُونَ الَّذِينَ أَتَىٰ مُنْقَلِبٌ يُنْقَلِبُونَ  
اور وہ عنقریب جان لیں گے کہ کون سا انقلاب آنے والا ہے۔



## عجب ہے شان قلندری تیری

جب متوکل نے آپ کو مدینہ شریف سے عراق میں بلوایا تو آپ سرزمینِ دلے  
میں ایک ایسی جگہ مقیم تھے جسے خان الصعالمک کہنا جاتا ہے۔ یہ جائے سکونت  
بہتر نہ تھی آپ کے رفقاء میں سے ایک شخص جس کا نام صالح بن سعید تھا آپ  
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پر دازہ ہوا:

”اے ابن رسول اللہ! آپ پر میری جان قربان ہو یہ جماعت  
کو تو آپ کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھنے اور آپ کی عزت و ابرو  
کو مٹانے کے لیے تیار ہے اسی لیے آپ کو اس مکان کو جائے  
سکونت کے لیے دیا گیا ہے۔“  
آپ نے سعید کی یہ بات سن کر فرمایا:

”اے سعید! تو بھی یہیں سکونت پذیر ہے۔“

پھر آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا تو نہایت عمدہ قسم کے باغات  
رواں و داں ندیاں اور اس طرح کے محلات جہاں پر وہ نشین اور خوبصورت مستورا  
اور روشن موتیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے نیچے تھے ظہور میں آ گئے۔ صالح بن  
سعید کا کہنا ہے کہ میں سب کچھ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا۔ اور پھر آپ نے  
فرمایا:

”اے ابن سعید! ہم لوگ جہاں بھی ہوں یہ اشیاء ہمارے ساتھ  
ہی ہوتی ہیں یا وہ کمونیم خان الصعالمک میں نہیں ہیں۔“



## نام محمد رکھنے کی وصیت کرنا

ایک آدمی نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا اور میرے ساتھ میرا بچہ بھی تھا۔ میں نے آپ کی خدمت میں دعا کروانے کی عرض کی کہ:

”اے ابن رسول اللہ! میرے بچے کے گھر بھی بچہ ہی تولد ہونا چاہیے۔“

آپ نے یہ سن کر فرمایا:

”جب بچہ کی پیدائش ہو جائے تو اس کا نام محمد رکھنا۔“

## لڑکی بہتر سے لڑکے سے

پھر اسی طرح ایک آدمی آپ کی خدمت قدسیہ میں حاضر ہو کر عرض پرور ہوا کہ حضور میرے ہاں لڑکا پیدا ہونے کے لیے دعا کیجئے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

”لڑکی کئی لڑکوں سے بہتر ہوتی ہے۔“

پھر اس آدمی کے ہاں لڑکی نے تولد کیا۔

## پرندوں کا احترام کرنا

معروف بات ہے کہ متوکل اپنے گھر میں بہت سے پرندے رکھتا تھا



جن کے چہانے کا کسی کو پتہ نہ چلتا تھا لیکن آپ جس وقت بھی متوکل کے گھر تشریف لے جاتے تو تمام پرندے ادباً خاموشی اختیار کر لیتے اور جب گھر سے نکلتے تو پھر چہانا شروع کر دیتے۔

## تصویر کا شیر بن جانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ہندوستانی شعبدہ باز متوکل کے پاس سکونت پذیر تھا جو عجیب و غریب شعبدہ بازی کرتا تھا۔ ایک روز متوکل نے اُس سے کہا کہ اگر تم محمد بن علی کو برہنہ پا کر دو تو میں تمہیں ایک ہزار دینار سے نواز دوں گا۔

شعبدہ باز نے متوکل کی یہ بات سن کر کہا،

”اچھا چند پتلی پتلی روٹیاں دسترخوان پر رکھ دو اور مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔“

خلیفہ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روٹی پکڑنے کے ہاتھ بڑھایا شعبدہ باز نے ایسا عمل کیا کہ جس کے اثر سے روٹی اٹھ کر فوراً چلی گئی۔ اس نے اس طرح تین مرتبہ کیا جسے دیکھ کر اہل مجلس ہنسنے لگے۔ اسی مسجد میں ایک قالین تھا جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضرت ہادی نے اس شیر کی طرف اشارہ کیا کہ اسے پکڑ لو۔ وہ حقیقت میں شیر بن گیا پھر اس شعبدہ باز پر گرفت لگائی تو اسے زمین میں نصب کر دیا اور پھر یہ تصویر اسی قالین پر واپس چلی گئی۔ متوکل نے کئی بار عرض کیا کہ حضور اس شعبدہ باز کو زمین سے



نکال لیں مگر آپ نے متوکل کی بات نہ مانی اور فرمایا:  
”قسم بخدا تم اب کبھی بھی اس شعبہ باز کو نہیں دیکھ سکو گے۔“  
جب وہ مجلس سے باہر آیا اور پھر کسی نے بھی نہ دیکھا۔

### مذاق کی سزا موت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک روز ولیمہ کی دعوت تھی جس میں حلیفوں  
کی اولاد بھی شریک تھی اور بکثرت لوگ اُن کے ادب و تعظیم کے لیے جمع تھے  
اس مجلس میں ایک ایسا نوجوان بھی تشریف فرما تھا جو ادب و تعظیم کے طریقہ سے  
بہت دور تھا جو میں میں گفتگو کر کے ہنس دیتا۔ حضرت ہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے اپنا چہرہ انور اس جانب کر کے فرمایا:

”تم ہنسی میں اپنا وقت کیوں گنوارہے ہو۔ تم ذکر الہی سے  
غافل ہو گئے ہو یا درکھو تم تین روز کے بعد اہل قبور میں اپنا  
مکان بناؤ گے۔“

یہ سن کر وہ نوجوان بے ادباز گفتگو سے باز آ گیا لیکن پھر کھانا تناول کیا تو  
بیمار ہو کر تیسرے روز جاں بحق ہو گیا۔

### والدہ کا مکان سے گر کر جان بحق ہو جانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک روز اہل سامرہ کے ہاں دعوت ولیمہ  
تھی ان میں بھی ایک لڑکا ایسا تھا جو نہایت بے ادب اور بہودہ گوشتا اور



اور آپ کی عزت کرنے سے کتراتا تھا۔ آپ نے فرمایا:  
”یہ شخص اس کھانے سے کچھ تناول نہ کر سکے گا اس کے کپڑوں  
سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ زندگی اس پر تلخ ہو جائے گا۔“  
کھانا آیا تو اس شخص نے کھانے کے لیے ہاتھ دھوئے لیکن اس کا غلام  
آہ و زاری کرتا ہوا اندر آ کر کہنے لگا:  
”تمہاری والدہ مکان سے گر کر ہلاک ہو گئی ہے جسلی  
سیبے وہاں چلے تاکہ اُس کی حفاظت کی جائے۔“  
اُس شخص نے وہاں سے کھانا کھائے بغیر کوچ کر لیا۔





(۱۱)

# حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

نام، کنیت اور لقب

حضرت حسین بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارہ ائمہ الہدیٰ میں سے گیارھویں امام ہیں۔

آپ کی کنیت اور ابو محمد اور لقب نہ کی ہے۔ دیگر القاب خالص اور سراج ہیں۔ آپ اپنے باپ کی طرح لقب عسکری سے معروف تھے

والدہ محترمہ کا اسم گرامی

آپ کی والدہ محترمہ ام ولد تھیں۔ اور سوسن ان کا نام تھا لیکن اور نام سے بھی پکاری جاتی تھیں۔





## زوجہ محترمہ کا نام

حضرت ہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ کا نام حدیث رکھا تھا۔

## ولادت باسعادت

آپ نے ۱۲۱ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں تولد کیا۔ بعض نے ۲۳۲ھ ہجری بھی مرقوم کیا ہے۔

## وصال مبارک

آپ کا وصال ۱۲۶ھ ہجری میں سرمن رائے میں ہوا اور آپ کو اپنے والد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

## روزی میں کشاوگی کرنا

حضرت محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ مجھ پر روزی میں کمی ہو گئی۔ میرے باپ نے مجھے آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے کہا کیونکہ آپ سخاوت میں معروف زمانہ ہیں۔ میں نے باپ سے دریافت کیا،  
”کیا آپ کو ان کا علم ہے؟“  
انہوں نے کہا:



”نہیں، میں اُن سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے

آج تک اُن کی زیارت کی ہے۔“

چنانچہ ہم اپنے مقصد کے حل کے لیے سفر کے لیے تیار ہوئے۔ میرے  
باپ نے مجھے راستہ میں کہا: ہم حاجت رکھتے ہیں اگر وہ ہمیں پانچ سو روپے  
عنایت فرمادیں تو دو سو روپے ہم کپڑوں پر صرف کر لیں گے اور دو سو روپے  
کا باقی گھر کا سامان خرید کر لیں گے اور ایک سو روپے سے چھوٹی موٹی اشیاء  
خرید کر لیں گے۔

پھر میں نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ:

”ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے تین سو روپے عنایت فرمادیں تو میں

سو روپے کے کپڑے، سو روپے کا دیگر سامان اور سو روپے

کا گدھا خرید کر کے کوہستان چلا جاؤں گا۔“

پھر جب ہم نے آپ کے دولت خانہ پر حاضری دی اور منہ سے کوئی بات نہ

کی۔ آپ کے غلام نے باہر آ کر کہا:

”علی بن ابراہیم ہاؤز اس کارٹ کا محمد اندر آجائیں۔“

ہم نے اندر جا کر آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ تو آپ نے سلام کا جواب  
دے کر فرمایا:

”اے علی! تمہیں آج تک یہاں آنے سے کس نے روکے

رکھا۔“

میرے والد نے عرض کیا:





”حضور! میں اس حال میں آپ کی خدمت میں آتے ہوئے

بہت شرم محسوس کرتا تھا۔“

پھر جب ہم باہر آئے تو آپ کا غلام ہمارے پیچھے پیچھے آیا۔ اس نے ایک  
مقیلی جس میں پانچ سدرہم تھے میرے بات کو پیش کر دی اور کہا کہ اس میں  
پانچ سدرہم ہیں۔ دو سو کپڑے کے لیے، دو سو اناج کے لیے اور ایک  
سو دیگر اخراجات کے لیے۔ پھر ایک اور مقیلی مجھے دے کر کہا:

”اس میں تین سدرہم ہیں۔ سدرہم کپڑوں کے لیے،  
سدرہم دیگر اخراجات کے لیے اور ایک سدرہم گدھا  
خرید کرنے کے لیے۔ اور بہتر یہی ہے کہ کہستان کی جانب

نہ جانا۔ کسی اور جگہ چلے جانا۔“

اُس جگہ کی طرف اُس نے اشارہ بھی کر دیا۔ پھر میں نے اُس جگہ جا کر عقد کر  
لیا اور اسی دن مجھے دو ہزار درہم حاصل ہوئے۔

### نجر کا سرکشی سے باز آنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیانی کیا کہ میرا باپ حیوانات  
کا ڈاکٹر تھا اور وہ حضرت زکی رضی اللہ عنہ کے حیوانات کا علاج کیا کرتا تھا۔  
خلیفہ مستعین کے ہاں ایک نجر تھا جسے کوئی بھی زمین اور لگام دے کر سواری نہ  
کر سکا۔ مستعین کے رفقاء میں سے ایک نے خلیفہ سے کہا:  
”آپ اپنے خدام سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ حسن بن رضا کو





کسی مصیبت میں پھنسا دے۔ یعنی یہ خیر انھیں دے دیں یا  
وہ اسے سواری میں استعمال کر لیں یا پھر یہ خیر انھیں ہلاکت  
کے منہ میں ڈال دے۔

مستعین نے آپ کو بلوایا۔

آپ تشریف لائے تو فجر اُس وقت سرائے کے صحن میں کھڑا تھا  
آپ اس کے قریب ہوئے اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو اسے پسینہ آگیا  
پھر آپ مستعین کے پاس گئے اور بہت عزت و احترام سے پیش آئے۔  
اس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کہا:

”اے محمد! اس خیر کو لگام دے دو۔“

حضرت زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے والد کو لگام دینے کے لیے

کہا۔

مستعین گویا ہوا:

”یا حضرت! آپ خود اسے لگام دیں۔“

حضرت زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر گپڑی ڈالی اور اسے لگام دی

اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے۔

مستعین نے دوبارہ کہا:

”میں حضور پر نہیں آؤں گا۔“

آپ دوسری مرتبہ اُسٹے اور خیر پر زین کسی اور پھر اپنی جگہ پر واپس چلے

گئے۔





مستعین نے عرض کیا،

”کیا ہی بہتر ہوتا کہ اگر آپ اس پر سواری فرماتے“

آپ نے اس پر سواری کی اور اسے سرائے کے صحن میں ہی دوڑا دیا۔ مگر  
خچر نے کسی قسم کی کوئی سرکشی نہ کی۔ آپ نیچے اترے تو مستعین نے پوچھا:  
”حضور! یہ خچر کیسا ہے؟“

آپ نے فرمایا:

”مجھے آج سے پہلے اس سے بہتر خچر نظر نہیں آیا۔“

مستعین نے خچر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے میرے والد سے  
فرمایا کہ:

”اسے پکڑو اور لے جاؤ۔“

میرا والد اس خچر کو بڑے آرام سے لے گیا۔ خچر نے اس دن سے لے کر کبھی  
بھی کسی قسم کی سرکشی نہیں کی۔

زمین سے سونا کا حصول

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام ناز کی  
رضی اللہ عنہ سے اپنی غریبی کا اظہار کیا۔ اُس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا  
آپ نے اس سے زمین کھودی اور وہیں سے پانچ سو درہم کا سونا حاصل ہوا۔ آپ  
نے وہ سب کاتب مجھے عنایت فرما دیا۔





## قید سے رہائی دلوانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں جیل خانہ میں اسیر تھا میں حضرت زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جیل خانہ کی تکالیف کا سامنا اور قید میں تنگی معاش کا ذکر ایک نامہ میں مرقوم کیا۔ اپنی کچھ معاشی تنگی کا ذکر کرنا تھا جو میں شرم محسوس کرتے ہوئے نہ کر سکا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

”آج ظہر کی نماز اپنے مکان پر ہی ادا کر دو گے۔“

مجھے اُسی دن قید سے رہائی مل گئی اور میں ظہر کی نماز گھر پر ادا کی۔ اچانک میں نے آپ کے قاصد کو آتے ہوئے دیکھا جو میرے لیے سو دینار لارہا تھا اس کے ہمراہ ایک نامہ بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ:

”جیب بھی تجھے پیسوں کی ضرورت پیش آئے تو بغیر کسی سوچ بچار کے طلب کر لیا کرو۔ کیونکہ تم جن چیز کی خواہش کرو گے وہ تم کو حاصل ہوا کرے گی۔“

## دل کا حال تحریر کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ایک نامہ تحریر کیا اور میرا خیال تھا کہ چوتھے روز کے ہمارے متعلق آپ سے دریافت کر دل لیکن یہ تحریر کرنے سے بھول گیا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہارے مسئلے کا جواب یہ ہے اور تمہارا یہ بھی خیال تھا





کہ چوتھے روز کے بخار کے بارے میں دریافت کروں لیکن تم بھول گئے۔ یہ آیہ شریفہ  
کاغذ پر تحریر کر کے گلے میں ڈال دو۔ میں نے ایسا ہی تو کیا تو بخار سے نجات مل گئی  
يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ۔

## احسن بن علی کا نقش ہونا

ایک وفد کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں آپ کی خدمت  
میں حاضر تھا کہ ایک حسین و جمیل نوجوان اندر داخل ہوا۔ میں اپنے دل ہی دل  
میں سوچا کہ کیا معلوم یہ کون شخص ہے؟ حضرت رکی نے فرمایا:  
”یہ نوجوان میری زوجہ کا چچا زاد بھائی ہے۔ یہ پتھر کا ایک  
ٹکڑا رکھتا ہے جس پر میرے باپ دادا نے اپنی اپنی انگوٹھیں  
رکھی ہیں اور اس پر مہر میں بھی ثبت کی گئی ہیں اور یہ میرے ہاں  
اسی لیے آئے ہیں تاکہ میں بھی اپنی انگوٹھی اس پر رکھوں۔“  
پھر آپ نے اس نوجوان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:  
”اپنا پتھر کا ٹکڑا لاؤ۔“

وہ پتھر کا ٹکڑا اٹھا کر آپ کے پاس لے آیا۔ آپ نے ایک جگہ اپنی انگوٹھی  
رکھی۔ یہ انگوٹھی بے نقاش کے تھی لیکن مہر ثبت تھی۔ اس پر ”الحسن بنی علی  
کے الفاظ منقش ہو گئے جسے میں پڑھ رہا ہوں۔“ ازاں بعد جب وہ نوجوان  
باہر آیا تو اس نے اس سے دریافت کیا:  
”کیا تو نے کبھی آپ کی زیارت کی ہے؟“



اُس نے کہا:

”قسم بخدا! میں عرصہ سے منتظر تھا کہ آپ کی زیارت کروں۔“  
اُسی وقت ایک فوجان آیا جس کا مجھے علم نہیں تھا۔ اُس نے کہا:  
”اُسواور اندر آؤ۔“ تو میں اندر داخل ہو گیا۔

### شکم کے حالات سے آگاہی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں آپ کی خدمت میں  
ایک نامہ مرقوم کیا کہ مشکوٰۃ کے معنی دریافت کروں۔ میری اہلیہ بھی محل میں  
تھی اس لیے میں نے چاہا کہ اس کے لیے بھی دعائے خیر کر اؤں اور بچے کا نام  
بھی آپ ہی تجویز کریں۔ آپ نے جواب میں مرقوم فرمایا:  
”مشکوٰۃ کے معنی قلب محمد ہے۔“

لیکن اہلیہ اور بچے کے بارے میں کچھ بھی نہ لکھا۔ اور خط کے آخر میں یہ  
مرقوم تھا:

عظم الله اجرک و اخلف علیک  
اُس محل میں میری اہلیہ کے ہاں مردہ بچی نے جنم لیا لیکن دوسرے محل  
میں بچہ لے جنم لیا۔



(۱۲)

# حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ

نام مبارک

حضرت امام محمد بن حسین بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ المہدی میں سے بارہویں امام ہیں۔

کنیت اور لقب

آپ کی کنیت ابو القاسم ہے اور آپ کو مندرجہ ذیل القاب سے پکارا جاتا ہے،

الامام باحجۃ، المہدی، المنتظر اور صاحب زمان  
آپ بارہ ائمہ میں آخری امام ہیں۔



لوگوں کا خیال ہے کہ آپ سرمن داسے میں ایک غار میں داخل ہو گئے  
آپ کی پیروی کرنے والے ابھی تک آپ کی انتظار میں ہیں۔ آپ ان کی طرف  
نکل کر نہیں آتے۔ یہ واقعہ ۲۵ھ ہجری کا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ  
واقعہ ۲۵ھ ہجری کا ہے۔ یہی درست ہے۔ لیکن جو چیز لوگ خیال میں  
لاتے ہیں ابھی تک وہ پوشیدہ ہی ہے۔

### والدہ محترمہ کا نام

آپ کی والدہ اُم ولد تھیں۔ ان کا نام صبیقل یاسون تھا اور نرس بھی  
کہا جاتا ہے۔ ان کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔

### ولادت باسعادت

آپ نے ۲۵ھ ہجری تیسری رمضان المبارک کو سرمن داسے میں  
تولد ہوا۔

### بوقت حمل کے مناظر

حکیم عمر ابو ذکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں حضرت  
ابو محمد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا:  
”اے عمر! آج شب ہمارے ہاں قیام کرو کیونکہ آج رات  
اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ عطا کرے گا یعنی ہمارے ہاں کچھ پیدا





ہوگا۔

میں نے کہا:

”حضرت یہ بچہ کس سے پیدا ہوگا جبکہ حضرت زرجس سے  
تو حمل کے کوئی آثار ہی نظر نہیں آتے۔“

آپ نے فرمایا:

”اے عمتہ! زرجس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ  
ایسی ہے اس لیے ان کا حمل ولادت سے پہلے ظاہر  
نہیں ہوگا۔“

حضرت عمتہ نے کہا:

”میں نے یہ رات وہیں کاٹی۔ جب آدھی رات ہوئی تو  
میں نے اٹھ کر نماز تہجد ادا کی اور حضرت زرجس نے  
تہجد کے نفل ادا کیے۔“

میں نے دل ہی دل میں کہا کہ صبح ہوئے کوہے مگر جو حضرت ابو محمد رضی  
اللہ عنہ نے فرمایا ہے اس کے آثار نظر نہیں آتے۔ حضرت ابو محمد رضی اللہ  
عنہ نے مجھے آواز دی:

”اے عمتہ! جلدی مت کرو۔“

میں اُسی کمرے میں جس میں حضرت زرجس تھی واپس چلی گئی۔ آپ مجھے  
راتے میں بلیں آپ پر روزہ طاری تھا۔ میں نے انہیں پکڑ کر سیٹنے سے  
لگایا اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اِنَّا اَشْرَلْنَاكَ، اِنَّهُ الْكُفْرُ نَسِيْ طُحْرَاکَ



پر دم کیا۔ آپ کے شکم سے آواز سنائی دی،  
”جو کچھ میں نے پڑھا تھا آپ کے بچے نے بھی وہی پڑھا۔“  
پھر میں نے مشاہدہ کیا کہ تمام گھر نور سے منور ہو گیا اور حضرت زرجب کا بچہ  
زمین پر سر بسجود ہے۔ میں نے بچے کو اٹھایا تو حضرت ابو محمد نے اندر سے  
آواز دی:

”اے عمہ! میرے بچے کو میرے پاس لاؤ۔“  
میں بچہ کو اُن کے پاس لے گئی۔ آپ نے بچہ کو اپنی گود میں بٹھا کر  
اپنی زبان اس کے منہ میں ڈال کر فرمایا:  
”اے میرے بچے! بحکم الہی گفتگو کر۔“  
پس بچے نے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنُرَیْدُ اَنْ مِّنْ عَلٰی الذِّیْنَ  
اَسْتَغْفِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلْهُمْ اٰثِمَةً وَنَجْعَلْهُمْ  
الْوَارِثِیْنَ۔

ترجمہ: میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے اور زیادہ کیا ان لوگوں  
کو جو کمزور ہیں ہم اس کو امام اور وارث بنائیں گے۔  
انزال بعد میں نے دیکھا کہ سبز پرندوں نے مجھے پکڑ لیا ہے۔ حضرت ابو محمد  
رضی اللہ عنہ نے ایک سبز پرندے سے فرمایا:  
”اسے پکڑ کر اس کی حفاظت کر و یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس  
بارے میں حکم دے اللہ تعالیٰ ہی اس امر کو بہنچانے والا ہے۔“





میں نے حضرت محمد سے دریافت کیا،

”یہ دوسرے پندے ہیں“

آپ نے فرمایا،

”یہ حضرت جبریل ہیں اور دیگر رحمت کے فرشتے ہیں“

پھر فرمایا:

”اے عمتہ! اسے اس کی ماں کے پاس واپس لے جاؤ“

اور تو آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کر اور غم نہ کر اور یہ معلوم

ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ

اسے جانتے نہیں۔

حضرت عمتہ آپ کو آپ کی ماں کے پاس لے گئی۔ جب آپ کا تولد ہوا تو

آپ ناف بریدہ اور خنقہ شدہ تھے۔ آپ کے دائیں جانب بالشت بھر لی

میں یہ کلمات مرقوم تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حق آیا باطل بھاگا بیشک باطل ذلیل رسوا ہونے والا ہے۔

پھر انہی سے مروی ہے کہ بوقت تولد آپ زمین پر دوڑا تو حالت میں تھے

اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے چھینک

لیتے ہوئے کہا:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔“



ایک شخص نے بیان کیا کہ میں ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہوا اور کہا:

”اے ابن رسول اللہ! آپ کے بعد منصب خلافت اور منصب

امامت کو کون ادا کرے گا؟“

آپ یہ سن کر اندر تشریف لے گئے اور اندر سے پھر ایک بچہ کندھے پر اٹھا کر لے آئے۔ بچہ ایسا تھا جیسا کہ چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ بچہ کی عمر تین سال کے قریب تھی۔ آپ نے اس آدمی سے فرمایا:

”دیکھو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب عظمت نہ

ہوئے تو میں تجھے ہرگز اس بچہ کی زیارت نہ کروانا۔ اس کا

نام نبی پاک کے نام پر ہے اور اس کی کیفیت یہ ہے: هُوَ

الذی یملأ الارض قسطاً بعداً لم تملئت جوراً

وظلماً“

صاحبِ کون ہوگا؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں ابھی ابو محمد رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے دائیں طرف ایک مکان

دیکھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا، میں نے کہا:

”حضرت! آپ کے بعد صاحبِ امر کون ہوگا؟“

آپ نے فرمایا:



”ذرا پردہ اٹھاؤ۔“

جب میں نے پردہ اٹھایا تو ایک چھوٹا سا بچہ نہایت حسین و جمیل اور پاکیزہ جو دائیں رخسار پر تل رکھتا تھا۔ گیسو کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ باہر آیا اور حضرت ابو محمد رضی اللہ عنہ کی گود میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابو محمد نے فرمایا:

”یہ تمہارا صاحبِ امر ہے۔“

ازاں بعد وہ بچہ آپ کے زانو سے اٹھا۔ حضرت ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچہ سے فرمایا:

”یا بنی ادخلوا الی الوقت المعلوم۔“

وہ بچہ گھر چلا گیا۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ کچھ وقت کے بعد حضرت ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اٹھو اور دیکھو کہ گھر میں کون ہے؟  
جب میں نے گھر میں دیکھا تو مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔

راز کی بات راز میں رکھنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے دو اور افراد کے ہمراہ بلوایا اور کہا حسن بن علی سرمن راتے ہیں وضال فرما چکے ہیں اس لیے جلدی جاؤ اور ان کے گھر میں جیل فرو کو بھی دیکھو اس کا سر میرے ہاں ہے آؤ۔ ہم آپ کے مکان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مکان نہایت صاف سحر اور



اور پاکیزہ تھا یہاں تک کہ ابھی ابھی اس کو بنا کر فراغت حاصل تھی۔ ہم نے اس مکان پر پردہ پڑا ہوا پایا۔ پردہ اٹھایا تو وہ ایک گرٹھا نظر آیا۔ جب وہاں پہنچے تو یہ گرٹھا نظر نہ آیا جس کے اوپر بوریا بچھا ہوا تھا اور ایک نہایت حسین و جلیل شخص اس پر قیام کیے نماز میں مصروف تھا اس نے ہماری طرف توجہ نہ کی میرے رفقاء میں سے ایک آگے ہوا کہ اس تک پہنچ جائے لیکن وہ پانی میں ڈوب کر بھٹ کر مارا۔ آخر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ ڈوبنے سے محفوظ ہو گیا۔ ازاں بعد ایک اور آدمی نے آپ تک پہنچنے کی سعی کی لیکن اس کا انجام بھی ایسا ہی ہوا اور میں نے اسے نجات دلوائی۔ میں حد سے زیادہ حیران و پریشان ہوا۔ میں نے گھروالے سے معافی کی درخواست کرتے ہوئے کہا:

”قسم بخدا میں اس سے پہلے آگاہ نہیں تھا اور نہ ہی معلوم تھا کہ ہم کہاں آرہے ہیں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے معذرت خواہ ہوں۔“

میں نے جو کچھ کہا اس نے اس کی پرواہ نہ کی۔ پھر ہم معتضد کے پاس واپس چلے گئے اور تمام واقعہ کہہ دیا۔ معتضد نے یہ سب کچھ سن کر کہا:

”اس راز کو پوشیدہ رہنے دیجئے اگر یہ بات لوگوں کے پاس پہنچ گئی تو تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔“

ان سب حالات سے دیگر اہل قراء کو ان کی سرشبانِ جلالت کا علم ہو گیا ہو گا۔



## ایک نوشتہ کی حقیقت

امامیہ سے تعلق رکھنے والے شیعہ آپ کی دوبار غیبت کے مدعی ہیں۔ ایک غیبت قصری یعنی تھوڑے وقت کے لیے غیبت۔ یعنی آپ کے زمانہ تولد سے لے کر سفارت کے کٹ جانے تک۔ دوسری غیبت طوولی یعنی زمانہ سفارت کے منقطع ہونے سے لے کر اس زمانے تک جب کہ ذات باری تعالیٰ نے آپ کے ظاہر ہونے کا وقت مقرر کیا ہے۔ غیبت قصری میں آپ کے لیے سفیروں کا اثبات بھی کیا جاتا ہے جو ایک کے بعد دوسرے آتے رہے۔ یہ سفیر آپ اور تمام مخلوق کے مابین ایک واسطہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان سے لوگوں کی حاجات اور سوالات پورے ہوتے ہیں۔ یہ سفارت ایک فرد علی بن محمد نامی پر ختم ہو چکی ہے جس نے سلسلہ ہجری میں وصال فرمایا۔ انہی سے مروی ہے کہ اس نے اپنے وصال سے چھ دن پہلے ایک سرکاری نوشتہ نکالا جسے حضرت محمد بن العسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ہاتھ سے مرقوم کیا تھا وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! یا علی بن محمد اعطوا اللہ  
اجراخوانک فیک فانک میت ما بینک و بین  
ست ایام فاجمع امرک ولا ترض الی احد یقوم  
مقامک بعد وفاتک فقد وقصت الغیبة  
الثامہ فلا ظہور الا بعد اذن اللہ تعالیٰ و ذالک



بعد طول الامد وقسوة القلب وامتلاء الاراض  
وسياتى من شيعتى من يدعى المشاهدة  
ادعى المشاهدة قبل خروج السفينى والصحة  
فهو كذاب مفتر ولا حول ولا قوة الا بالله العلى  
العظيم۔

جیسا کہ پچھلے یوم تک کسی سے سفارت کی وصیت نہ کی گئی اور اس کے بعد  
غیبت طوی کا دور آ گیا جو جب تک منظور الہی ہو گا چلے گا۔ آپ کی غیبت تھری  
کے زمانہ میں طائفہ سفارت سے متعلقہ افراد نے آپ سے بہت سی حکایات  
کو بیان کیا ہے۔



## منقبت

خارجی ہے جو کرے تحقیر اہلبیت کی  
مدح خواہ ہے آیہ تطہیر اہلبیت کی  
حق تعالیٰ کرتا ہے تشہیر اہلبیت کی  
سازی اُمت کرتی ہے توقیر اہلبیت کی  
ہے بنی کی دشمنی تحقیر اہلبیت کی  
ہے بنی کا آئینہ تصویر اہلبیت کی  
نور باری کرتی ہے تہذیب اہلبیت کی  
جبکہ ہے غلبہ زیں جاگیر اہلبیت کی  
آل زہرا ہی نہیں تہذیب اہلبیت کی  
ہے اسی معنی میں تشہیر اہلبیت کی  
کل سے سنی کرتے ہیں تعزیر اہلبیت کی

اہلسنت کرتے ہیں توقیر اہلبیت کی  
منکر و ان کی ثناء خواہ ہیں احادیث نبی  
ان کی عزت کرتے تھے حضرت محمد مصطفیٰ  
کرتے تھے تعظیم ان کی کل صحابہ تابعین  
ان کی اُفت اُن کی عزت جان ایمان کی  
بوستانِ مصطفیٰ کے ہیں یہی خوش رنگ پھول  
آج تک تاریک کلبوں تیرہ بختوں پر سدا  
یومِ محشر کا تھیں کیا ڈر سگانِ اہلبیت  
ان میں داخل ہیں نبوہاشم و ازواج نبی  
رافضی کہتا ہے حیدرہ فاطمہؑ سبطینِ چار  
در حقیقت میں نسب بکنی و لا دین بیت



شاہ کے جدی نسب اولاد اور ازواج کو  
رافضیہ جمع ہو سکتا نہیں ان قلب میں  
کرتے اہلبیت خود سارے صحابہ کا ادب  
جب روافض کے یہاں حب صحابہ کفر ہے  
اہلبیت پاک کی عزت صحابہ کا وقار  
عزت اصحاب ہے توقیر اہلبیت کی

سچی اُلفت اور عقیدت ہو عطا اجل کو بھی  
ہو معین ہر عدو دشمن اہلبیت کی



## منقبت

اللہ اللہ کتنا بالا ہے بیانِ اہلبیت  
ان کی مدحت ہے کلام اللہ کی آیات میں  
جس اُفت اُن سے کی اُس کو شاعرِ حمد کی  
ان کا حب مولا کا حب ان کی رضا کی رضا  
شے نے فرمایا میری اولاد کے اعدا ہیں شر  
کا بل لایمان وہ ہیں جن کو جان اولاد سے  
عاشقانِ کبریا ہیں عاشقانِ مصطفیٰ  
سب نسب تو قطع ہو جائیں گے عشر میں مگر  
جس نے ایذا نبی کو اس نے ایذا حق کو دی  
دشمنانِ کبریا ہیں دشمنانِ مصطفیٰ  
ان کی درگاہِ معلیٰ قبلہ حاجت ہے

مصطفیٰ کا مدح خواں ہے مدح خواںِ اہلبیت  
ہے حدیثوں میں بھی ذکرِ قد و شانِ اہلبیت  
اے زہے قیمت تمہاری و الہانِ اہلبیت  
ایسا قرب ایسی فضیلت ہے شانِ اہلبیت  
خیر ہیں وہ لوگ جو ہیں عاشقانِ اہلبیت  
ہوں پیارِ مصطفیٰ اور خاندانِ اہلبیت  
عاشقانِ مصطفیٰ ہیں عاشقانِ اہلبیت  
منقطع ہرگز نہ ہو گا وودمانِ اہلبیت  
اور مودِی ہیں نبی کے مودیانِ اہلبیت  
دشمنانِ مصطفیٰ ہیں دشمنانِ اہلبیت  
بوسہ گاؤں اولیاء ہے آستانِ اہلبیت  
یہ دعا ہے اجلی عاصی کی اے رب جہاں  
پھوٹتا پھلتا رہے پس بوستانِ اہلبیت





نبیہ منشا: عہدہ مال بانی کمال ہم از بازار لاہور  
فون: 042-7246006

شبیر برادرز